

# دل نمنا اور نع

NEW ERA MAGAZINE  
www.neweramagazine.com

از پاكيزه سيرت



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دل تمنا اور تم

از پاکیزہ سیرت

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین



## ناول ڈسکرپشن

اس کائنات میں موجود مخلوقات میں سے انسان اللہ کی بہترین مخلوق ہے۔ ایک طرف اللہ تعالیٰ نے اسے اشرف المخلوقات کا درجہ دیا ہے اور زمین پر اپنا نائب ہونے کا اعزاز بھی بخشا ہے وہیں دوسری طرف اسے ناشکرا، جاہل، جلد باز اور خطا کا پتلا بھی قرار دیا ہے۔ زندگی میں کبھی نہ کبھی غلطی سبھی کرتے ہیں۔ مگر غلطی کو مان لینا اور اسے سدھارنا ایسی صفت ہے جو اللہ نے صرف انسان کو بخشی ہے۔ ورنہ غلطی تو ابلیس سے بھی ہوئی تھی مگر اس نے اپنی غلطی کو نہ مانا اور غرور کیا اور قیامت تک کے دن کے لیے راندہ درگاہ ٹھہرا۔

ماں باپ بیٹیوں کا مان اور بیٹیاں ماں باپ کا غرور ہوا کرتی ہیں۔

مگر بعض اوقات والدین کچھ ایسی غلطیاں کر بیٹھتے ہیں کہ اولاد کے لیے ان کا حوالہ کسی گالی کی طرح بن جاتا ہے ایسے ماں باپ اولاد کا مان بننے کی بجائے ان سے ان کی ذات کا غرور بھی چھین لیتے ہیں۔

اس کہانی کے کردار جہاں آپ کو اپنی فطرتی کمزوریوں اور لغزشوں میں مبتلا نظر آئیں گے۔ وہیں کچھ کردار دوسروں کی غلطیوں اور لغزشوں کے نتائج سے متاثر ہو کر زندگی

کی تلخ حقیقتوں سے نبرد ازما نظر آئیں گے۔

یہ کہانی ہے لائبہ علی کی جو اپنی محنت ذہانت اور قابلیت کی بنا پر اپنے آپ کو منوانا چاہتی ہے۔ مگر اس کے باپ کا حوالہ اسے قدم قدم پر منہ کے بل گرانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتا۔ یہ کہانی ہے صارم شاہ کی جو لائبہ علی کی ذات کو مضبوط کرنے کے لیے خود اپنی ذات کو بھلا بیٹھا ہے اور یہ کہانی ہے ایسے دوستوں کی جو سائے کی طرح ہر قدم پر آپ کے ساتھ رہتے ہیں وہ سایہ جو تنہائی میں بھی تنہا نہیں چھوڑتا.....!



## پیش لفظ

شروع اس اللہ کے نام سے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا۔

السلام علیکم!

ان تمام لوگوں کو جن تک یہ تحریر پہنچی۔ اور انہوں نے اپنے قیمتی وقت میں سے کچھ وقت صرف کر کے اسے پڑھا اور اس کی قدر و قیمت بڑھائی۔ کیونکہ ہر ہیرا اس وقت تک پتھر ہے جب تک کہ جوہری کی نظر اس پر نہ پڑے۔ اسی طرح ادب کا ہر فن پارہ اس وقت تک بیکار اور ردی کا ٹکڑا ہے جب تک وہ باذوق قاری کے ہاتھ تک نہ پہنچے۔

اللہ نے ہر انسان میں کوئی نا کوئی ہنر ودیعت کیا ہے کوئی بھی انسان اس خصوصیت سے خالی نہیں۔ ضرورت صرف اپنے اندر چھپے جوہر کو تلاش کرنے کی ہے۔ کہانی کہنا بھی ایک ایسی ہی خصوصیت ہے۔

کہانی کہنا اور سننا حضرت انسان کی فطرت میں شامل ہے اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں انبیاء کرام اور اگلے لوگوں کی سبق آموز باتوں کو قصوں کی صورت میں بیان کیا ہے۔ کہانی لکھنا ایک ایسا ہنر ہے کہ جس کے ذریعے ہم معاشرے کی تعمیر اور تخریب

دونوں کر سکتے ہیں۔ اسی لیے میں نے اپنی بات لوگوں تک پہنچانے کے لیے قلم کا سہارا لیا ہے۔

لکھنے کا شوق مجھے زمانہ طالب علمی سے ہی ہے تاہم دل تمنا اور تم وہ پہلی تحریر ہے جسے میں نے باضابطہ طور پر چھپوانے کے لیے صفحہ قرطاس پر اتارا ہے۔

آخر میں ان تمام دوستوں اور بہنوں کا شکر یہ ادا کرنا چاہوں گی جنہوں نے میرا حوصلہ بڑھایا اور مجھے اس قابل کیا کہ میں اس ناول کو تحریر کرنے کے قابل ہوئی۔ خاص طور

شمیم قمر، ساجد سلیم اور میری پیاری امی جان۔

امید ہے میری یہ کاوش آپ کو پسند آئے گی۔ ناول پڑھنے کے بعد اپنی قیمتی آراء سے

نوازا نامت بھولیں تاکہ میں اپنی خامیوں پر نظر ثانی کر کے انہیں دور کر سکوں۔

-----

خبرِ تجیرِ عشق سن

نہ جنوں رہا نہ پری رہی

نہ تو، تو رہا

نہ تو، میں رہا

جو رہی، سو بے خبری رہی

میری بے خودی نے عطا کیا

مجھے وہ لباسِ برہنگی

نہ خرد کی بخنیہ گری رہی

نہ جنوں کی پردہ گری رہی

اوائیل بہار کے دن ہیں جا بجا کھلے پھول دیکھنے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کئے دیتے ہیں۔

آج جہاں نئے آنے والے طلبہ و طالبات کو ویلکم پارٹی دی جا رہی ہے وہی ان طلباء و

طالبات

کو الوداع بھی کہا جائے گا جو اپنے تعلیمی ڈگری مکمل کر چکے ہیں۔

جہاں کچھ چہروں پر آپ کو خوشی مسکراہٹ امنگ اور جوش نظر آئے گا وہی کچھ

چہرے اداسی اور ہسرت کی تصویر بنے نظر آئیں گے اور اداس ہونا بھی چاہیے۔ کہ

و چھوڑا تو ہمیشہ ہی جان لیوا ہوتا ہے پھر چاہے وہ محبوب سے ہو دوست ہو ماں باپ

سے ہو یا بہن بھائیوں سے یا وطن سے۔ اور جب جدا ہونا پڑتا ہے اپنے دارالعلم سے تو وہ

لمحات واقعی قیامت خیز ہوتے ہیں۔

دارالعلم چاہے وہ سکول ہو کالج ہو یا یونیورسٹی وہ ان تمام رشتوں کا مجموعہ ہوتی

ہے جہاں آپ کو بہن بھائیوں جیسے دوست ملتے ہیں ماں باپ جیسے استاد ملتے ہیں۔

اور آپ کا ڈیپارٹمنٹ وہ تو اپنے گھر سے بھی زیادہ عزیز ہو جاتا ہے۔

کچھ طلباء اپنے دوستوں کو اداس آنکھوں سے رخصت کرتے ہیں۔

کچھ وقت رخصت زندگی میں دوبارہ ملنے کے وعدے کرتے ہیں کچھ باقاعدہ درود یوار

سے لپٹ کر روتے بھی پائے گئے ہیں۔

ملنا چھڑنا تو دستور ہے زندگی کا۔ درختوں سے جب تک سوکھے پتے نہیں جھڑتے

نئی کو نپلیں نہیں کھلتیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

پھول کھلتے ہیں بکھرنے کے لیے

دوست ملتے ہیں چھڑنے کے لیے

اب میں سمجھا کہ زندگی کیا ہے

وہ دونوں بھی اس وقت لان میں بنے سنگی بیچ پر بیٹھے تھے اور آتے جاتے سٹوڈنٹس کو  
تاڑ رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور ساتھ ہی ساتھ لائیو تبصرہ بھی جاری تھا۔

جو بھی لڑکایا لڑکی ان کے سامنے سے گزرتے وہ ان کے لباس چال ڈھال کے حساب

سے انہیں نت نئے ناموں سے نوازا رہے تھے۔

بقول لائیبہ ان کی کلاس میٹ کے ان کی آنکھوں میں کیمرے اور دماغوں میں سکینرفٹ

ہیں۔

ایشوریہ رائے۔۔۔۔۔

صارم نے سامنے سے گزرتی ایک لڑکی کی آنکھوں پر تبصرہ کیا

ریتک روشن۔۔۔۔۔

پریویس کے ایک لڑکے کے لمبے قد پر تنقید کرنے والا یہ زوہیب تھا۔

حلیمہ سلطان۔۔۔۔۔

سامنے سے آتی ہوئی لائبریری کو دیکھ کر صارم کی زبان بے اختیار پھسلی۔

آج لائبریری کو دیکھ کر اسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ یہ وہی لائبریری ہے جسے وہ ایک ہفتے سے

کلاس میں دیکھ دیکھ کر بورر رہا تھا۔

جوہر وقت بالوں کو تیل میں تربتر کیے لمبی سے چٹیا کی صورت باندھے رکھتی تھی۔

جو سبز کپڑوں کے نیچے لال جو تا پہن کے آجاتی تھی اور جو شوارمے کے ساتھ بھی چائے

پیتی تھی۔

وہی الٹی پلٹی سی لائبریری میکسی فرائک پر شیشوں کے کام والی جیکٹ پہنے، پیروں میں

ہم رنگ سینڈل پہنے بالوں کو رول کر کے کھلا چھوڑے ہوئے آج کسی حور سے کم نہیں لگ رہی تھی اس نے دوپٹے کو پن کی مدد سے برائے نام سر پر لٹکار کھا تھا۔

اور باقی کا پورا دوپٹہ کمر پر جھول رہا تھا

صارم گویاڑ کر اس تک پہنچا۔

حلیمہ سلطان آپ کا گھوڑا کہاں ہے اس نے سارا کے عین سامنے جھک کر کورنش

بجالاتے ہوئے کہا لائے اچھل کر پیچھے ہٹی۔

NEW ERA MAGAZINE

Novel  
کیا بکواس کر رہے ہو کون سا گھوڑا اور کون حلیمہ سلطان؟

حلیمہ سلطان آپ کا گھوڑا جس پر سواری کر کے آپ یہاں تشریف لائیں ہیں۔

گھوڑا نہیں بے وقوف گدھے، گاڑی، میں گاڑی پر آئی ہوں

گدھا گاڑی پر آئی ہیں حلیمہ سلطان سوری ٹو سے بڑا مایوس کیا آپ نے۔

مسٹر صارم شاہ پہلی بات تو یہ ہے کہ میرا نام حلیمہ سلطان نہیں دوسری بات یہ کہ

میں چاہے گھوڑے پہ آؤں گدھے پہ آؤں یا گدھا گاڑی پہ تمہیں اس بات سے کوئی

تکلیف نہیں ہونا چاہیے

حلیمہ آپ تو برامان گی میں تو صرف اس لئے پوچھ رہا تھا کہ آپ کی گھوڑی میرا  
مطلب ہے گاڑی کو پارک کر دوں۔

آج کل لڑکے گاڑیوں کا پیٹرول نکال لیتے ہیں نہ اس لیے.....  
تمہیں اس کی فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور بائی داوے گھوڑے کب سے  
پیٹرول پر چلنے لگے؟...

لو بھلا اس بچارے کو کیسے پتا ہو گا کہ گھوڑا پیٹرول سے چلتا ہے یا ڈیزل سے یہ کون سا  
گھوڑوں کو گھاس ڈالتا ہے؟

زوہیب فوراً صارم کی مدد کو پہنچا جسے لائبر نے بغلیں جھانکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

ہاں بھلا یہ کیوں ڈالے گا گھوڑوں کو گھاس اسے لڑکیوں کو گھاس ڈالنے سے فرصت

کہاں...

شامین نے کہا جو کافی دیر سے ان کی بحث سن رہی تھی

صارم شاہ نے شامین کی طرف دیکھا پھر زوہیب کی طرف اور دونوں ہاتھ پہ ہاتھ مار کر ہنسنے لگے۔

اب یہ پاگلوں کی طرح ہنسنے شروع کر دیا ہے ان کی ہنسی نے شامی کوفت میں مبتلا کر دیا تھا

او شامین یو پیٹڈ و پیپل تمہیں اتنی بھی سینس نہیں کہ ہار گلے میں پہنتے ہیں سر پر نہیں لگاتے۔ یہ کہہ کر وہ پھر سے ہنسنے لگے۔

بے وقوف گدھے یہ ہار نہیں اس کو ماتھا پیٹی کہتے ہیں

کیا کہتے ہیں ناس پیٹی

زوہیب نے کمال معصومیت سے پوچھا

میرے منہ نہ لگو، صبح اچھے خاصے موڈ کا ستیاناس کر کے رکھ دیا۔

خود تو جیسے بڑی سینس ہے فیشن کی۔

کم از کم آج تو یہ پھٹے پرانے کپڑے نہ پہن کے آتے اور بالوں کو دیکھو جیسے ابھی ابھی بجلی کے کھنبے سے چھوٹ کر آئے ہو۔

لائبہ نے اس کے گھٹنوں سے پھٹی جینز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

کیا کہا پھٹے پرانے یہ تمہیں پھٹے پرانے کپڑے لگتے ہیں یہ فیشن ہے فیشن۔

پر تم کیا جانو فیشن کو تم نے وہ محاورہ تو سنا ہی ہو گا کہ بندر کیا جانے ادرک کا سواد۔

صارم جوئی جینز شرٹ پہنے بالوں کے اسپانگس بنائے اپنی طرف سے بڑا ہیر و بن

کے آیا تھا لائبہ کی بات پر تلملا اٹھا۔

انڈیا پاکستان اپنی باقی کی لڑائی کسی اور وقت پر پراٹھا رکھو اور ہال میں چلو ورنہ اینٹری بند

ہو جائے گی۔

ابرار کی بات پر وہ سب حال کی طرف دوڑے کیونکہ سنا تھا کہ لنگر پانی کا انتظام کافی تنگڑا

تھا اس بار...



مسیح و خضر کی عمریں نثار ہوں اس پر

وہ ایک لمحہ جو دو سنتوں کے درمیاں گزرے

کسی بھی کلاس میں پانچ قسم کے طلباء ہوتے ہیں۔

وہ جو ہر بات کو مزاق میں اڑا دیتے ہیں اور کبھی سنجیدہ نہیں ہوتے۔

اپنی باتوں سے ساری کلاس کو ہنساتے رہتے ہیں اساتذہ ان سے تنگ رہتے ہیں بار بار

کی سزا اور ڈانٹ پھٹکار کا بھی ان پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

حالانکہ یہ اساتذہ کی موجودگی میں شرافت کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہیں مگر درپردہ پوری کلاس ہمہ وقت ان کی تخریب کاریوں کی زد میں رہتی ہے۔

ہمارے دوست صارم شاہ اور ررحمہ خان بھی اسی کیٹیگری سے تعلق رکھتے ہیں۔

وہ جوہر کلاس میں سو جاتے ہیں۔

اور اتنا زیادہ سوتے ہیں کہ ان کو دیکھ دیکھ کہ پوری کلاس جماہیاں لینے لگتی ہے۔

اساتذہ کی لیکچر کے دوران اگر ان پر نظر پڑ جائے تو وہ کبھی بورڈ مار کر اور کبھی چاک پھینک کر انہیں ہوش میں لانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں گو کبھی کبھی اس میں کامیاب بھی ہو جاتے ہیں مگر کب تک؟

ٹھیک پانچ منٹ بعد ان کے خراٹے پھر سے کلاس میں گونجنے لگتے ہیں۔

ان میں سے کچھ میں تو اتنے اخلاقیات ہوتے ہیں کہ نیند آنے پر کلاس سے باہر یا پچھلی نشستوں پر چلے جائیں مگر کچھ شامین روف کی طرح استاد کے عین ناک کے نیچے میرا مطلب ہے فرنٹ سیٹ پر ہی لم لیٹ ہو جاتے ہیں۔

وہ جو ہمیشہ اگلی نشست پر بیٹھتے ہیں۔

یہ اساتذہ کے چہیتے ہوتے ہیں

اگر پوری کلاس کو پانچ صفحات کی اسائنمنٹ لکھنے کے لیے ملے تو جہاں کچھ لگ  
مرمر کہ بمشکل تین یا چار صفحے لکھیں گے وہیں یہ دس سے بارہ صفحے لکھ کر لے آتے  
ہیں

اس کے بعد سب کی اسائنمنٹ پر صرف ایک ہی کمنٹ دیکھنے کو ملتا ہے۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
"ان کمپیٹ ڈواگین۔"

یہ لوگ صارم شاہ جیسے لوگوں کی آنکھوں میں بری طرح کھٹکتے ہیں

اور یہی لوگ شامین جیسے دوستوں کو ہوش و ہواس میں رکھنے کے لیے اپنے ساتھ آگے  
بٹھاتے ہیں۔

ان میں لائبہ علی کا نام سرفہرست ہے۔

وہ جو اچھے نمبر حاصل کرنے کے لیے جان لڑا دیتے ہیں۔

یہ اسائنمنٹس کو لے کر اکثر پریشان رہتے ہیں اور اکثر لائبریری میں پائے جاتے ہیں پوری کلاس مل کر بھی اتنی کتابیں اشو نہیں کرواتی جتنی یہ اکیلے ایک سیمیٹر میں کروا لیتے ہیں۔

اس کے باوجود وہ اپنی کارکردگی سے مطمئن نہیں ہوتے۔ یشفہ منیر اور ہدایت خان عرف ہادی بھی انہیں لوگوں میں شامل ہے۔

وہ جو ہم نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں میں مصروف رہتے ہیں۔

پڑھائی کو وہ صرف اتنا ہی وقت دیتے ہیں جتنا دینا چاہیے یعنی جس سے پاسنگ مارکس لے کر پاس ہو سکیں۔

پیپر کی تیاری کہ لیے وہ پیپر سے ایک گھنٹہ پہلے کلاس میں آتے ہیں اسی ایک گھنٹے میں کورس آؤٹ لائن حاصل کرتے ہیں اسے پڑھتے ہیں مانگ تانگ کے نوٹس بھی پڑھ لیتے ہیں اور اللہ کے بھروسے پیپر دے دیتے ہیں زوہیب پیرزادہ بھی انہیں میں

سے ایک ہے۔

اسے آپ اتفاق کہہ لیں یا اساتذہ کی بد قسمتی کہ یہ پانچوں ایک ہی گروپ میں جمع ہو گئے تھے اور ان کے گروپ کا نام تھا فائیو اسٹار گروپ جو اپنی حرکتوں سے اساتذہ کی ناک میں دم کیے رکھتا تھا۔

"نی میں اڈی اڈی جاواں ہو اڈے نال"

صارم تیزی سے سیڑھیاں چڑھ کر ابھی اپنی کلاس کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ سامنے سے آتی ہوئی ثناء سے بری طرح ٹکرا گیا۔

وہ بی ایس کام کی طالبہ تھی اور اس وقت کوریڈور میں آنچل لہراتے ہوئے گھومتی جھومتی لہک لہک گرگانے میں مصروف تھی۔

وہ ایف 15 کی سپیڈ سے آئی اور سامنے سے آتے ہوئے صارم کے اوپر ڈھیر ہو گئی

گو کہ اس نے بہت کوشش کی اٹھنے کی مگر بے سود۔

صارم کو جلدی تھی کلاس میں جانے کی بڑی مشکل سے ملبہ ہٹا کر کھڑا ہوا۔

دیکھ کر نہیں چل سکتے کیا آنکھیں گھر چھوڑ آئے ہو۔ شاعر بھارتی نے بمشکل اٹھتے ہوئے کہا۔

الحمد للہ میری آنکھیں سلامت ہیں مگر اب لگتا ہے ایک آدھ ہڈی تو ضرور ہی فریکچر ہو گی ہوگی۔

صارم نے اپنا بازو سہلاتے ہوئے جل کر کہا۔

اور ویسے جتنا تمہارا وزن ہے ہوا تو نہیں البتہ میزائل سے اڑ سکتی ہو۔

ہاں تو کھاتے پیتے گھر کی ہوں ان لڑکیوں کی طرح نہیں ہوں لڑکیاں ہیں یا ماچس کی تیلیاں۔

ثناء نے پاس سے گزرتی لڑکیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

ہاں وہ تو دکھ ہی رہا ہے کچھ زیادہ ہی کھاتا پیتا گھرانہ لگتا ہے۔ اسی لیے کھلا پلا کہ بل

فائننگ کے بل کی طرح کھلا چھوڑ رکھا ہے۔

لڑکیوں نے ثناء کی بات کو کچھ زیادہ ہی دل پر لے لیا تھا۔

صارم نے موقعِ غنیمت جانا اور بھاگ بھاگ کلاس میں پہنچا مگر تب تک بہت دیر ہو چکی

تھی۔

سر شرافت علی اصغر نہ صرف کلاس میں موجود تھے بلکہ اٹینڈنس بھی لگ چکی تھی۔

اور ان کے بارے میں مشہور تھا کہ نہ صرف وہ خود ریگولر اور پینکچول ہیں بلکہ

اپنے سٹوڈنٹس کو بھی ایسا ہی دیکھنا چاہتے ہیں

وہ ایک سخت گیر استاد ہیں جو غلطی معاف نہیں کرتے اور جن کا ماننا ہے کہ:

"سپئر داروڈ سپونل دا بوائے۔"

صارم جلدی سے اپنی سیٹ پر پہنچا۔

شرافت علی نے عینک کے نیچے سے صارم کو گھور کر دیکھا اور پھر اپنا رخ کلاس

کی طرف بلکہ اگریوں کہا جائے کہ لڑکیوں کی طرف کرتے ہوئے کہا تو غلط نہ ہوگا۔

آج میں آپ لوگوں کو بتا دوں کہ میں اپنی کلاس کو اصطلب نہیں بننے دوں گا کہ جس

میں گھوڑے گدھے جب دل چاہے گھسے چلے آتے ہیں۔

یہ شرافت علی اصغر کی کلاس ہے اور اس کے کچھ پروٹوکول ہیں جنہیں ہر حال میں

ہر ایک نے فولو کرنا ہے اپنی کاپیاں کھولیں اور نوٹ کریں۔

کلاس پر موت کا سناٹا طاری تھا صرف بیگ اور رجسٹر کھلنے کی مدھم مدھم آوازیں آرہی تھیں۔

نمبر ایک: چھٹی کوئی نہیں کرے گا۔ اگلے سیمیسٹر میں جانے کے لیے 75

فیصد حاضری ضروری ہے اس سے کم پر پیپر میں بیٹھنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

میرے آنے سے 15 منٹ پہلے پوری کلاس کلاس روم میں موجود ہونی چاہیے ایک بار

حاضری لگے گی تو چاہے کوئی 5 منٹ ہی لیٹ آئے اس کی حاضری نہیں لگ سکتی۔

لیکچر کے دوران اپنے فون سائٹلٹ پر رکھیں دوسری صورت میں سزا کے لیے تیار

رہیں۔ سزا کی نوعیت کا تعین استاد کرے گا۔

لیکچر کے دوران سبق کے علاوہ کسی قسم کی گفتگو کی قطعاً اجازت نہیں۔

تمام اسائنمنٹس اور ہوم ورکس مقررہ تاریخ پر جمع کروانے ہوں گے۔

مقررہ تاریخ کے بعد موصول ہونے والی اسائنمنٹس کے کوئی نمبر نہیں ملیں گے....

پروفیسر کی آواز کلاس میں گونج رہی تھی اور سب کے ہاتھ تیز تیز چل رہے تھے اور

دھڑکنیں ڈوبتی جا رہی تھی اور گھبراہٹ چہروں پر صاف عیاں تھیں۔

یشفہ نے ایسی نظروں سے لائبنہ کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہی ہو میں تو گی کام سے۔

کیوں کہ ناصر ف اکثر وہ خود لپیٹ آتی تھی بلکہ اس کے اسائنمنٹ بھی لپیٹ ہی جمع ہوتے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لائبنہ نے نظروں ہی نظروں میں اسے اس طرح تسلی دی جیسے فلم "میں ہوں ناں"

میں

شاہ رخ خان زید خان کی طرف دیکھتا ہے۔

اور سب سے ضروری اور آخری بات

پروفیسر نے کچھ توقف کے بعد کہا۔ بحیثیت اس شعبہ کا ڈائریکٹر ہونے کے ہر وقت اور ہر جگہ آپ لوگ میری نظروں میں ہیں۔

اگر کوئی بھی طالب علم یا طالبہ کسی غیر اخلاقی سرگرمی میں ملوث پائے گئے تو ان کے خلاف سزا کا فیصلہ بورڈ کرے گا۔

اس کے بعد انہوں نے اگلے دن کے لیے 10 صفحات کی اسائنمنٹ دی اور کورس کی کتاب کا نام بتایا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ کسی انگلش مصنف کی لکھی ہوئی کتاب تھی جو اچھی خاصی ضخیم ہونے کے ساتھ ساتھ کافی مہنگی بھی تھی۔

ہر طالب علم کے پاس اپنی اپنی الگ کتاب موجود ہونی چاہیے۔

لیکچر کے دوران تمام گفتگو صرف انگلش میں ہوگی۔"

سیدھی طرح کہہ دیں کہ نہ ہی بولیں۔"

صارم منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔

زوہیب کے ساتھ ساتھ یہ بڑبڑاہٹ جس جس نے بھی سنی اس کے ہونٹوں پر  
مسکراہٹ

رینگ گی۔ مگر اگلے ہی لمحے سب کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔

"صارم شاہ گیٹ اپ اون یور فیٹس اینڈ گیٹ لاسٹ فرام مائی کلاس"

- پروفیسر شرافت علی اصغر کی دھاڑ سے پوری کلاس کانپ اٹھی۔ صارم فوراً اٹھا اور سر  
جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

تم جیسے طلباء پوری کلاس کے ماحول کو خراب کر دیتے ہیں۔ آج ہماری پہلی کلاس

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھی اور مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ آپ نے مجھے بہت مایوس کیا ہے۔

مجھے متین اور سنجیدہ طبیعت لوگ پسند ہیں میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ آپ لوگ اس

بات کو ذہن میں رکھیں گے۔

انہوں نے کلاس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اینڈ یو مسٹر صارم شاہ ڈونٹ ٹرائے ٹو برنگ دس شیدہ میدہ کلچران مائی کلاس۔

یہ میری کلاس ہے تمہارے گاؤں کا چوپال نہیں سو بہیو اور ڈنگلی۔ اور جو اسائنمنٹ

سب

لوگ 10 صفحات کی لکھیں گے وہ آپ 20 صفحات کی کریں گے۔"

اس کے ساتھ ہی کلاس کا وقت ختم ہو گیا اور وہ باہر چلے گئے۔

ان کے نکلتے ہی پوری کلاس میں چہ مگوئیاں شروع ہو گئی یہ پروفیسر کسی کو بھی زیادہ پسند نہیں آئے تھے۔

مگر زندگی میں ہر ایک کو ہر چیز پسند کے مطابق ملنے لگے تو دنیا جنت نہ بن جائے۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یاریہ اچھا نہیں ہوا

وہ کہتے ہیں ناکہ فرسٹ امپریشن از دالاسٹ امپریشن تو بیٹا تمہارا امپریشن تو بہت

خراب ہو گیا پہلے ہی دن۔

اب سر سے ذرا بچ کے رہنا کیونکہ سنا ہے جو ایک دفعہ ان کی نظروں میں آجائے

اس کا پھر اللہ ہی حافظ ہے زوہیب نے صارم کو سمجھایا۔

چل کچھ نہیں ہوتا تو مجھے ڈرانا تو دیکھنا میں کل والی اسائنمنٹ ایسے زبردست بنا  
 کے لاؤں گا کہ سر تو سر مس نیوٹن بھی دیکھتی رہ جائے گی۔  
 صارم نے اس کی بات مذاق میں اڑادی۔

یار میں تو پریشان ہوں کہ ایسے کھڑوس، سخت طبیعت، بد لحاظ اور بد تمیز بندے کے  
 ساتھ کیسے چھ ماہ گزریں گے

ان سے بات کرتے ہوئے توجان نکلتی ہے اور اگر کوئی غلطی سے کوئی سوال پوچھ  
 ہی بیٹھے تو اس کی ایسی درگت بناتے ہیں کہ بیچارہ دوبارہ ہمت نہیں کرتا کوئی بات پوچھنے  
 کی۔

ہادی نے جس کو پہلے سے ہی پروفیسر شرافت علی اصغر کے ساتھ پڑھنے کا تجربہ  
 تھا بیچاری پہلے سے پریشان بیٹھی کلاس کو اور بھی پریشان کر دیا۔

بس کرو کوئی تمیز تہذیب ہے کہ نہیں تم لوگوں میں؟

استاد والدین کی جگہ ہوتے ہیں کیا تم لوگ اپنے ماں باپ کے لیے بھی ایسے ہی الفاظ  
 استعمال کرتے ہو۔"

لائبہ جو کافی دیر سے ان کی بحث سن رہی تھی ناگواری سے بولی۔

اللہ توبہ، اللہ نہ کرے کہ میرے والد ایسے ہو ایسے باپ سے تو بندہ یتیم اچھا۔

صارم نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔

تم سے توبات ہی کرنی فضول ہے۔

لائبہ اچانک اٹھ کر باہر چلی گئی۔

لو اب اس مس نیوٹن کو کیا ہو گیا۔ صارم نے کہا

چھوڑا آجائے گی ابھی، تجھے پتہ تو ہے ٹیچرز کی چمچی ہے وہ۔ زوہیب بولا

ٹھیک ہی کہتی ہے سارا تم لوگوں کا کچھ نہیں ہو سکتا میں دیکھتی ہوں اسے جا کر تم

لوگوں کو ہر چیز مذاق لگتی ہے بس۔

لیکن ایک بات یاد رکھنا باادب بانصیب بے ادب بے نصیب ہوتا ہے۔

ماں باپ اور استاد سب ہیں خدا کی رحمت

ہے روک ٹوک ان کی حق میں تمہارے نعمت

شامی نے کہا اور باہر کی طرف بڑھ گئی

صارم نے پیچھے سے ہاتھ جھلایا گویا کہہ رہا ہو "میری بلا سے" اور پھر سے اپنی باتوں میں  
مصروف ہو گئے۔



یار میری اسائنمنٹ پڑھ لو ایک بار پتہ نہیں سر کو پسند بھی آتی ہے یا نہیں۔

یشفانے کوئی تیسری بار اپنی اسائنمنٹ لائبریری کو دکھائیں

یشفاء ڈیر ڈونٹ وری تم نے بہت اچھا لکھا ہے کتنی دفعہ پڑھاؤ گی اب تو مجھے

لفظ بہ لفظ زبانی یاد ہو گئی ہے کہو تو سنادوں۔

بی کا لفظ ڈنٹ یار۔

شفہ کیا اس کی منتیں کر رہی ہو لاؤ میں پڑھتا ہوں بلکہ تم ایسا کرو میری اسائنمنٹ تم لے لو

اور اپنی مجھے دے دو۔

صارم نے شفہ سے اسائنمنٹ والی فائل جھپٹ لی۔ وہ ٹیچر ڈانس پر کھڑا سر شرافت

علی اصغر کی پیروڈی کرنے میں مصروف تھا اور کلاس کا ہنس ہنس کر برا حال تھا جبکہ خود

وہ بہت سنجیدہ شکل بنائے کھڑا تھا۔

ہاں اتنے تم سکا لرا اپنی لکھی ہوئی اسائنمنٹ خود تو تم سے پڑھی نہیں جاتی اور جو تم

نے فلسفے لکھے ہوں گے نہ اس پر تو مجھے ضرور ہی ڈانٹ پڑے گی۔

اوہ مس دُکھی آتما!

فکر مت کرو وہ لڑکیوں کو کچھ نہیں کہتے یہ ہم بیچارے لڑکے ہی ہیں جو ان کے  
 اتیاچار سہتے ہیں ورنہ لڑکیوں پر تو وہ کافی مہربان ہیں  
 حتیٰ کہ لیکچر کے دوران مخاطب بھی صرف لڑکیوں کو ہی کرتے ہیں۔ مثلاً  
 "لڑکیو اوہ لڑکیو میری بات غور سے سنو اور سن کر ذہن نشین کر لو ارے میں کہتا  
 ہوں پلو سے ہی باندھ لو" صارم نے لائبرے کے دوپٹے کا پلو پکڑ کے سر شرافت کی  
 آواز میں کہا۔ لائبرے نے جھٹکے سے اپنا دوپٹہ اس سے چھڑایا۔  
 "پڑھ لو پڑھ لو ابھی وقت ہے قسمت صرف ایک چانس دیتی ہے اگر اسے گنوا دیا تو  
 ساری زندگی صرف پچھتاوہ ہی رہ جائے گا اور..."

فیر روٹیاں پکاویں نالے میرے گانے گاویں

ناجانا جانانا جانا متراں توں دور

امبراں توں آئی تو لگدی ایں حور

اج تیرا نخرہ تیرا کی تصور

مینووی پسند توں کریں گی ضرور...

"میرے پیارے بھائیو اور میرے علاوہ سب کی بہنو!

سر شرافت تشریف لارہے ہیں اس لیے اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف لے جائیں شکریہ "

ہدایت خان عرف ہادی نے اپنی مخصوص سرانیک کی زبان میں اعلان کیا۔

پوری کلاس خاموش ہوگی۔ اور جل جل تو جلال تو کاورد سب کی زبان پر جاری ہو گیا۔



صارم بھی فوراً اپنی سیٹ پر پہنچا۔ سر شرافت اندر آئے سب نے باآواز بلند سلام کیا،

حاضری لگی اور اس کے بعد اسائنمنٹ چیک ہوئیں۔

رول نمبر کے حساب سے جس طالب علم کی باری ہوتی وہ اپنے اسائنمنٹ لے کر

سر کے پاس جاتا سر اس کی اسائنمنٹ پڑھتے اس پر رائے دیتے نمبر لگاتے اور واپس کر

دیتے۔

جب صارم کی باری آئی تو وہ اپنے اسائنمنٹ لے کر سر کے پاس گیا  
 سر نے اس کی اسائنمنٹ پڑھی اور بار بار پڑھی اور جب انہوں نے کہا کہ گڈ ویری گڈ  
 اٹیمیٹ لیکن آپ اس سے بھی اچھا کر سکتے ہیں تو اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا۔  
 اسے سر سے اس قسم کے کمینٹس کی امید نہیں تھی وہ بہت خوش ہوا اور اس کا  
 حوصلہ بڑھا۔ سب سے زیادہ نمبر حسب معمول لائے علی کے ہی تھے۔  
 اس کے بعد وہ اپنی پڑھائی اور اپنے اسائنمنٹ پر زیادہ توجہ دینے لگا اور لائبریری میں بھی  
 زیادہ وقت گزارنے لگا۔  
 یہ ایک مثبت تبدیلی تھی لیکن ساتھ ہی ساتھ اس کی شرارتیں بھی جاری تھی وہ کلاس  
 میں کلاس کلون کے نام سے مشہور تھا۔

پریشان بیٹھے لوگوں کو ہنسانا اس کے لئے چٹکیوں کا کام تھا۔  
 لائے سے اس کے جھگڑے اسی طرح برقرار تھے لیکن پھر بھی وہ ایک ہی گروپ میں  
 تھے مقناطیس کے مخالف پولز کی طرح جن میں جتنا اختلاف ہوتا ہے اتنا ہی ایک

دوسرے کی طرف کھنچتے ہیں۔



تعلق بعد میں تبدیل ہو کر جو بھی رہ جائے

محبت میں وہ پہلا مسکرا نا یاد رہتا ہے

آج ان کا ارادہ پکنک کا تھا وہ لوگ سٹیڈیم میں آگئے پوری کلاس ایک ساتھ موجود تھی۔

آج لائبرے کی سالگرہ تھی اس لئے صارم ملک کے گروپ نے مل کر لائبرے کے لیے

پارٹی کا اہتمام کیا تھا صارم ملک نے آج خاص طور پر بلیک تھری پیس زیب تن کیا تھا

اور وہ اس میں خوب بچ رہا تھا بالوں کو جیل سے سیٹ کیے خوب نک سک سے تیار

وہ مردانہ وجاہت کا شاہ کار لگ رہا تھا۔

پوری کلاس موجود تھی لیکن ابھی تک لائبرے نہیں آئی تھی جس کے لیے تمام اہتمام کیا

گیا تھا صارم بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا تبھی اس کی نظر سامنے سے آتی ہوئی لائبرے

پر پڑی اور پلٹنا بھول گئی۔

سرخ رنگ کی میکسی فرائی پہنے پیروں کو ہم رنگ سینڈل میں مقید کیے سیاہ گھنے

ریشمی بالوں کو کھلا چھوڑے ہوئے وہ کسی اور ہیں جہان کی مخلوق لگ رہی

تھے اس نے کانوں میں نازک آویزے پہنے ہوئے تھے گلے میں نازک سائیکلس اس

کی سراہی دار گردن کو مزید نمایاں کر رہا تھا۔

اس نے کلائیوں میں بھر کر چوڑیاں پہنی ہوئی تھی سلیقے سے کیا گیا میک اپ اس کے

حسن کو دو آتشہ کیے دے رہا تھا صارم شاہ کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔

ہیلو کہاں گم ہو گئے شامی نے آکر اس کے سامنے چٹکی بجائی وہ فوراً سنبھل گیا۔

کہیں نہیں زوہیب کو ڈھونڈ رہا تھا۔

اچھا زوہیب کو ڈھونڈ رہے تھے یہ تمہارے سامنے تو بیٹھا ہے زوہیب۔

تمہیں تو جھوٹ بولنا بھی نہیں آتا۔ شامی نے اسے چھیڑا جو اسکی چوری پکڑ چکی

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Articles | Books

تھی وہ فوراً ادھر ادھر ہو گیا۔

لائبہ کے آنے کے بعد کیک کاٹا گیا۔

سب نے اسے گفتس دیے۔

لائبہ نے باری باری سب کو کیک کھلایا جب وہ صارم کو کھلانے لگی تو اس نے

صارم کو کیک کھلانے کے بجائے اس کے منہ پر مل دیا اور بھاگ کھڑی ہوئی۔

صارم کیک لے کر اس کے پیچھے بھاگا مگر لائبہ کھلکھلاتی ہوئی آگے بھاگ گئی۔

ر کو تم میں بتاتا ہوں۔ تمہیں بدلہ تو میں لے کر رہا ہوں گا۔

صارم نے پیچھے سے آواز لگائی۔

لائبہ نے اسے ٹھینکا دکھایا اور گراؤنڈ کے درمیان میں بنے فاؤنٹین کی چھوٹی سی دیوار پر  
چڑھ گئی

جب صارم اس کے پاس گیا تو اس نے فون ٹین سے صارم کے اوپر پانی اچھال دیا۔ وہ  
پھر سے بچوں کی طرح کھلکھلائی۔

آج وہ بہت خوش تھی صارم کو اس کی معصوم سی شرارتیں بہت بھلی لگ رہی تھی وہ  
بے ساختہ ہی اسے دیکھے گیا۔

لائبہ نے اس کی محویت کو محسوس کر لیا تھا اس کی نظریں آپ ہی آپ جھکتی چلی  
گی وہ دھیمے سے مسکرائی اور کلاس کی طرف چلی گئی۔

کچھ تو تھا جو ان دونوں کو قریب لارہا تھا مگر کیا اس سے وہ دونوں بے خبر تھے۔

مجھے اس سے اسے مجھ سے

نہ جانے کیا تھی لیکن تھی

اچانک اس کی نظر سڑک پر کھڑی گاڑی پر پڑی اسے لگا جیسے کوئی اسے بہت دیر

سے دیکھ رہا ہے مگر یہ شاید اس کا وہم تھا یا حقیقت کس کو پتہ۔



-----

-----

میرے ہر شعر میں ذکر ہے اس کا

افسوس! جو شاعری نہیں پڑھتا

آج بائو کی کلاس تھی۔

یہ مضمون ڈاکٹر اسد شفیق پڑھاتے تھے۔ وہ تقریباً چالیس سال کے ہنس مکھ زندہ دل اور

شگفتہ مزاج انسان تھے وہ اپنے سبق کو اتنے دلچسپ انداز میں پیش کرتے تھے کہ

طلباء کو ان کا دیا کام بیگار نہیں لگتا تھا جیسے کہ سر شرافت کا لگتا تھا۔

انہوں نے آتے ہی حاضری لینا شروع کی۔

لائبہ علی پریزنٹ

یشفہ منیر پریزنٹ

زوہیب پیرزادہ سرجی انج وی آیا ہو یا واں

صارم شاہ حاضر جناب

سب کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گی۔

صارم نی لائے کی طرف دیکھا وہ فوراً نظریں پھیر گئی۔

مگر اس کی لرزتی پلکیں صارم سے چھپی نہیں رہ سکی۔

سر حاضری مکمل کر چکے تھے۔ اور اب پچھلی کلاس میں دی گئی اسٹنمنٹ کے بارے میں

پوچھ رہے تھے۔

سر تھک گئے ہیں ہم پڑھ پڑھ کے۔ وی نیڈ چینج۔ آج مت پڑھائیں۔



صارم نے دھائی دی اور اس کے ساتھ ہی پوری کلاس شروع ہو گئی اس کی تائید کرنے۔

اوکے اوکے سائیلنٹ۔ اگر پڑھنا نہیں ہے تو پھر کیا کرنا ہے۔

سر کوئی ایکٹیوٹی کر لیتے ہیں۔ زوہیب نے مشورہ دیا۔

نوسر۔ ایگزامز سر پر ہیں اس وقت اس طرح سے ٹائم ویسٹ کرنا ٹھیک نہیں۔

لائے نے مخالفت کی۔

سر پلیز سر... ایک بار پھر شورا اٹھا اور لائبرے کی کی آواز اس میں دب گئی۔

سرنے پھر سب کو خاموش کروایا۔

مس لائبرے یو آر رائٹ بٹ آئی ول فیور دس ینگ مین ٹو۔

آپ لوگ سوچتے ہونگے کہ میں انہیں ان کی اوٹ پٹانگ حرکتوں پہ ڈانٹتا کیوں نہیں۔

صارم شاہ جیسے لوگ جس میں تازہ ہوا کے جھونکے کی طرح ہوتے ہیں جو جسم

اور روح کو تازگی بخشتا ہے ان کے بغیر کلاس کلاس کم اور پریشر لکڑی زیادہ بن جائے۔

اگر صارم جیسے انسان کلاس میں نہ ہوں تو آپ لوگوں کی رف اور ٹف پڑھائی اساتذہ کا

خشک اور روکھا پھیکا رویہ اور کام کی ٹینشن یہ سب مل کر آپ لوگوں کو وقت سے پہلے

بوڑھا کر دیں۔

صارم جیسے لوگوں کا احسان مانیں کہ یہ نہ صرف آپ لوگوں کو تروتازہ رکھتے ہیں

بلکہ آپ کی مسکراہٹ بھی انہیں کی بدولت قائم ہے ورنہ آپ لوگ رو بوٹ بن

جائیں۔

سر کی بات ختم ہوتے ہی پوری کلاس نے مل کر صارم کے لیے تالیاں بجائیں۔  
 صارم نے لائبنہ کی طرف دیکھ کر اپنے کالر کھڑے کیے گویا کہہ رہا ہوں دیکھا پھر؟  
 لائبنہ نے منہ پھیر لیا۔ ڈاکٹر اسد فنون لطیفہ سے بہت لگاؤ رکھتے تھے خاص طور پر  
 اردو شاعری اور ادب وغیرہ سے۔ اس لیے انہوں نے چھوٹا سا بیت بازی کا مقابلہ  
 کرنے کا مشورہ دیا۔

لڑکیاں ایک ٹیم میں شامل ہوں گی اور لڑکے دوسری ٹیم میں۔

NEW ERA MAGAZINE.COM  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
 حال مت پوچھ عشق کرنے کا

عمر جینے کی شوق مرنے کا

سب سے پہلا شیر ڈاکٹر اسد شفیق نے خود پڑھا

اب اسے آئینے سے نفرت ہے

کل جسے شوق تھا سونے کا

دوسرا شعر لڑکیوں کی طرف سے آیا

اس خوبصورت جواب پر سب نے جی بھر کر داد دی اب لڑکوں کی باری تھی لڑکیوں  
نے کاؤنٹنگ سٹارٹ کر دی

وہ کھلکھلا کے ہنستے رہے سارا دن

بازار گل فروشاں مندہ رہا بہت

زوہیب نے شعر پڑھا۔

اب لڑکیوں کی باری تھی مگر کسی کے بھی ذہن میں جواب نہیں آ رہا تھا

لڑکوں نے شور مچانا شروع کر دیا لائبریری کی آواز نے سب کو خاموش کر دیا

یوں ہی بے ساختہ سا ہستا ہوں

ورنہ گنجائش کہاں ہے

صارم ابھی تک خاموش بیٹھا تھا سراسر اسد نے کہا کہ وہ بھی شعر پڑے کیونکہ اسی کے کہنے

پر یہ مقابلہ رکھا گیا تھا

اس نے لائیبہ کی طرف دیکھا اور شعر پڑھا

جو زبان سے ادا نہیں ہوتے

انہی لفظوں سے اشک بنتے ہیں

نہ جانے کیوں لیکن لائیبہ کو اس کی نظروں سے الجھن سی ہونے لگی تھی۔

وہ اسے کچھ دنوں سے کچھ بدلا بدلا سا لگتا تھا اس کے دیکھنے کا انداز بات کرنے کا

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Poetry | Drama | Screenplay | Interview | Book Reviews | Columnists | Photo | Advertisement | Contact Us

انداز بظاہر کچھ نہیں بدلا تھا مگر سب بدل گیا تھا۔

اب جو اس نے شعر پڑھا تو لائیبہ کو لگا جیسے وہ اسے سنا رہا ہے کیونکہ آج لائیبہ کی

آنکھیں واقعی روئی روئی سی تھی کیوں یہ تو وہی جانتی تھی۔

ملال ہے مگر اتنا ملال تھوڑی ہے

یہ آنکھ رونے کی شدت سے لال تھوڑی ہے

مزا تو تب ہے کہ ہار کے بھی ہنستے رہو

ہمیشہ جیت ہی جانا کمال تھوڑی ہے

صارم شاہ مسکرایا۔ اب اسے مزا آنے لگا تھا اسے تنگ کرنے کا اس نے فوراً شعر پڑھا

تیرے لفظوں میں وہ تفسیر کہاں

اپنی آنکھوں سے کہو بات کریں

شعر کیوں کہ لائبہ نے پڑھا تھا اس لیے جواب بھی لائبہ کی طرف دیکھ کر دیا گیا۔

لائبہ نے کھا جانے والی نظروں سے صارم شاہ کی طرف دیکھا مگر اب جواب دینا

ضروری ہو گیا تھا

ہماری آنکھیں اگر شعر سنانے لگ جائیں

تم جو غزلیں لیے پھرتے ہو ٹھکانے لگ جائیں

صارم شاہ نے بے ساختہ قہقہہ لگایا۔

لڑکیوں کی طرف سے واہ واہ اور لڑکوں کی طرف سے مقرر ارشاد کی صدائیں سنائی

دینے لگی

انہیں جو ناز ہے خود پر  
 نہیں وہ بے وجہ محسن  
 کہ جس کو ہم نے چاہا ہو  
 وہ خود کو عام کیوں سمجھے

اب حال یہ تھا کہ پوری کلاس خاموش تھی اور ایسا لگتا تھا کہ صارم اور لائبہ کا  
 مقابلہ ہو رہا ہو صارم جان بوجھ کر ایسے شعر پڑھ رہا تھا لائبہ کو جس کا جواب دینا پڑے

آ بھی جاؤ کہ مسکراہٹ

تیرے آنے کے انتظار میں ہے

لائبہ نے جان بوجھ کر شعر کا موضوع بدل دیا مگر وہ صارم ہی کیا جو باز آجائے؟ اس نے  
 فوراً جواب دیا۔

ہماری مسکراہٹ پر نہ جانا

دیا تو قبر پر بھی جل رہا ہے

لائبہ نے دانت کچکا پیے۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ صارم شاہ کو کچا چبا جائے۔

جب وہ خاموش ہوتی کے شعر کا جواب نہ دے تو لڑکیاں اسے مجبور کرنے لگتی کہ

ہارنا نہیں منظور نہیں تھا اس نے پھر سے شعر کا موضوع بدل دیا

تیرے بھی مشورے شامل تھے ترک خواہش میں

اے میرے دل اب یہ اضطراب ہے کیا

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|P... صارم نے فوراً جواب دیا

کچھ ٹھو کروں کے بعد سمجھدار ہو گئے

اب دل کے مشوروں پر عمل ہم نہیں کرتے

لائبہ نے شعر پڑھا اور ساتھ ہی ساتھ صارم کی طرف بھی دیکھا کہ اب بس بھی کرو

کہاں کہاں پر لٹے ہو

شمار مت کرنا

مگر اب کسی کا

انتظار مت کرنا

جار ہا ہوں

لوٹنے کی امید کے ساتھ لیکن

سفر تو سفر ہے

انتظار مت کرنا



مگر صارم تو جیسے اسے چڑا رہا تھا۔ اس نے فوراً شعر پڑھا

چوم لیتی ہیں لٹک کر

کبھی چہرہ کبھی لب

تم نے زلفوں کو

بہت سر پہ چڑھار کھا ہے

لائبہ نے گالوں پر جھولتی لٹوں کو فوراً کانوں کے پیچھے کیا۔ صارم بے ساختہ مسکرا دیا

لفظوں کی آبرو نہ گنواؤں محسن

جو مانتا نہیں اسے کہنا فضول ہے

لائبہ نے غصے سے صارم کی طرف دیکھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ صارم کا سر ہی

پھاڑ دے۔

اور سہرا گر کلاس میں نہ ہوتے تو یقیناً یہ کام وہ کر چکی ہوتی۔ لیکن مجبوری تھی

اس سے پہلے کے لائبہ کا صبر جواب دے جاتا سر اسد نے ہاتھ اٹھا کر مقابلے کے اختتام

کا اعلان کیا۔

بہت خوب لڑکیوں اور لڑکوں دونوں نے بہت اچھا کھیلا۔ لڑکوں کا تو خیر کام ہی یہی

ہے مگر لڑکیوں نے کمال ہی کر دیا۔ خاص طور پر مس لائبہ علی نے خوب مقابلہ کیا۔

تو طے یہ پایا کہ آج کا یہ مقابلہ بنا کسی ہارجیت کے اپنے اختتام کو پہنچا۔

اس کے بعد کرنے اگلی کلاس کے لیے اسائنمنٹ لکھنے کے لیے دیں اور کلاس سے باہر  
چلے گئے۔



سوچتا ہوں کہ بہت سادہ و معصوم ہے وہ  
روح کو اس کی اسیرِ غمِ الفت نہ کروں  
اسے رسوانہ کروں وقفِ مصیبت نہ کروں  
سوچتا ہوں کہ ابھی رنج سے آزاد ہے وہ

واقفِ درد نہیں خو گرِ آلام نہیں

سحرِ عیش میں اس کی اثرِ شام نہیں

زندگی اس کے لیے زہر بھرا جام نہیں

سوچتا ہوں کہ محبت ہے جوانی کی خزاں

اس نے دیکھا نہیں دنیا میں بہاروں کے سوا

نکھت و نور سے لبریز نظاروں کے سوا

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Article | Poetry | Ghalz

سبزہ زاروں کے سوا اور ستاروں کے سوا

سوچتا ہوں کہ غمِ دل نہ سناؤں اس کو

سامنے اس کے کبھی راز کو عریاں نہ کروں

غمِ دل سے اسے دست و گریباں نہ کروں

اس کے جذبات کو میں شعلہ بداماں نہ کروں

سوچتا ہوں کہ جلا دے گی محبت اس ک

وہ محبت کی بھلاتاب کہاں لائے گی  
خود تو وہ آتشِ جذبات میں جل جائے گی  
اور دنیا کو اس انجام پہ تڑپائے گی  
سوچتا ہوں کہ بہت سادہ و معصوم ہے وہ  
اسے واقفِ الفت نہ کروں



تم شروع سے ہی ایسی ہی ہو یا کوئی ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔  
جب صارم کے تین دفعہ بلانے پر بھی لائبرے نے اس کی طرف مڑ کر نہ دیکھا صارم نے  
اس کے سامنے سے کتاب اٹھالی۔  
لائبرے نے گھور کر اس کی طرف دیکھا  
اور تم شروع سے ہی اتنے ہی فلرٹ تھے یا یونیورسٹی میں آکر ہو گئے ہو  
شاہ مین نے دو بد و جواب دیا

لائبہ کیوں کہ شاہ مین کی اسائنمنٹ پر کام کر رہی تھی اس لیے اسے صارم کا یوں

مداخلت کرنا بالکل پسند نہیں آیا۔

تم تو چپ ہی رہو کسی کا بھلا ہو جائے تم سے کہاں برداشت ہوتا ہے

کیوں بھلا اب میں نے کیا کر دیا ہے

اچھا ابھی تم نے کچھ کیا ہی نہیں

ہر وقت تو تم لائبہ کے ساتھ چپکی رہتی ہو

NEW ERA MAGAZINE

ہاں تو میری دوست ہے نا تمہیں اس سے کیا مسئلہ ہے...

مسئلہ تو کوئی نہیں ہے لیکن میں نے لائبہ سے کچھ ضروری بات کرنی تھی

تو کرونا میں نے روکا ہے....؟

شاہ مین نے اسے ایسی نظروں سے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو اس بے تکی بات کی کوئی تک؟

بے وقوف لڑکی تمہارا نام میں نے شاہ مین ڈفر ایسے ہی نہیں رکھا تم سچ مچ کی ڈفر ہی ہو

کیا مطلب....؟

مطلب یہ کہ کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو تنہائی میں کی جائیں تو بہتر ہے

جیسا کہ.....

جیسا کہ اظہارِ محبت.....

صارم نے لائبرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو کہ فون پر کسی سے بات کرنے میں  
مصروف تھی

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوہ اظہارِ محبت! وہ جو آپ ہر روز کسی نئی لڑکی سے کرتے نظر آتے ہیں۔

بائی داوے کچھ یاد ہے اس سے پہلے آپ کتنی لڑکیوں سے اظہارِ محبت فرما چکے ہیں

اگر کوئی ایک آدھی مس ہو بھی گئی تو کوئی قیامت نہیں آجائے گی۔

نہیں اب ایسا بھی نہیں وہ تو بس مذاق تھا سب۔ لائبرے سے پہلے نہ میں نے کسی سے

محبت کی ہے اور نہ کسی سے اظہارِ محبت۔ میں سچ مچ لائبرے کے بارے میں سیریس ہوں

افسوس مسٹر شاہ بہت غلط جگہ دل لگایا آپ نے لائبہ وہ پتھر ہے جسے تم موم نہیں کر سکتے۔ وہ اس معاملے میں بالکل ہی کوری ہے۔

تم مجھے انڈرا سٹیٹ کر رہی ہو ڈیئر فرینڈ۔ ابھی تم صارم شاہ کو جانتے ہی نہیں تم خود دیکھو گی کہ یہ پتھر کیسے موم ہوتا ہے وہ محبت بھی کرے گی اور اظہار محبت بھی۔

اور تم لائبہ علی کو نہیں جانتے وہ محبت کے نام سے بھی چڑتی ہے اپنا وقت برباد مت کرو اس کے پیچھے ہر چیز کو سائنٹفک نوٹیشن سمجھتی ہے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مثلاً یہ ایک دفعہ پارٹی پر وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی پریویس کے داؤد خان نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ آج چاندز مین پر کیسے؟

جانتے ہو اس نے جواب میں کیا کہا۔۔۔۔۔؟

کیا؟

چاندز مین سے 384,400 کلو میٹر دور ہے بھلاز مین پر کیسے آسکتا ہے داؤد بھائی....

صارم نے بے ساختہ قہقہہ لگایا۔

سایلنٹ پلیز لائبریرین کی آواز نے انہیں خاموش ہونے پر مجبور کر دیا۔

مس فون باہر جا کر سنیں۔

لائبہ نے غصے سے صارم اور شاہ مین کی طرف دیکھا اور اٹھ کر باہر چلی گئی۔

کیونکہ ان کی وجہ سے اسے لائبریری سے باہر نکالا گیا تھا۔

بے نیازی حد سے گزری بندہ پرور کب تک



ہم کہیں گے حال دل اور آپ فرمائیں گے کیا

صارم نے اس کے پیچھے شعر پڑھا۔ شاہ مین کتابیں لئے لائبہ کے پیچھے لائبریری سے

باہر نکل گئی۔

اوہ صارم شاہ میں تمہیں ہی ڈھونڈ رہی تھی

اچانک ثناء اس کے پیچھے سے نمودار ہوئی صارم تقریباً چھل ہی پڑا۔

کیوں بھلا تم مجھے کیوں ڈھونڈ رہی تھی

آج کل بڑے شاعر ہو گئے ہو کبھی کوئی شعر ہمیں بھی سنا دیا کرو۔

نہیں تم نے غلط سنا ہے میرا بھلا شاعری سے کیا واسطہ میں کہاں شاعری کہاں...

غلط نہیں میں نے بالکل صحیح سنا ہے تم بہت اچھے شعر کہتے ہو مجھ پر بھی تو

کوئی شعر بولونا کیا میں تمہیں خوبصورت نہیں لگتی

خوبصورت کا تو پتہ نہیں خوف صورت ضرور لگتی ہو صارم بڑ بڑایا۔

کیا کہا

کچھ نہیں میں کہہ رہا تھا ضرور

ارشاد ارشاد

ثنا نے شرماتے ہوئے کہا

عرض کیا ہے

میں نے اس کو برسوں موٹیویٹ کیا

پھر کہیں جا کر موٹی نے اپنا ویٹ کیا

شنا جو نظریں جھکائے شرمنا ہی تھی اس نے جھٹکے سے اپنا سراٹھایا مگر صا رم وہاں ہوتا

تب نہ....



صارم شاہ اپنی اسائنمنٹ ساتھ لے کر میرے پاس آؤ۔

شرافت علی نے صارم سے اس کی اسائنمنٹ مانگی۔

صارم نے محنت تو بہت کی تھی اور اسے اپنے اسائنمنٹ پر اعتماد بھی تھا لیکن آج

سر شرافت کے تیور کچھ ٹھیک نہیں لگتے تھے

صارم نے اپنی اسائنمنٹ سر کے سامنے لے جا کر رکھی۔

سر میں اسائنمنٹ کھول کر پڑھنا شروع کی وہ بیچ پر بیچ پلٹتے گئے اور ہر بیچ پر

گول دائرے بناتے ہیں بہت سارے لائنوں کو آندر لائن کیا۔

مسٹر صارم شاہ یہ اسائنمنٹ ہے سب کچھ نیٹ سے کٹ کاپی پیسٹ کر کے آپ نے

مجھے لا کر دے دیا ہے مجھے ایسی اسائنمنٹ نہیں چاہیے۔

انہوں نے فائل اس کے سامنے پٹخ دی اسائنمنٹ کے پیج فائل سے نکل کر ادھر ادھر  
اس کے قدموں میں بکھر گئے۔

پوری کلاس حیرت اور پریشانی سے کبھی صارم اور کبھی سر کو دیکھ رہی تھی کسی  
ٹپچر نے ان کے ساتھ کبھی ایسا نہیں کیا تھا۔

آپ کو نہیں پتہ اسائنمنٹ کیسے بناتے ہیں لیکن آپ کو کیسے پتا چلے گا آپ کو پارٹی کرنے  
سے فرصت ہو تب نہ۔۔۔۔۔

یہ اسائنمنٹ آپ دوبار کر کے آئیں گے اور ہر چیز ریفرنس کے ساتھ ہونی چاہیے۔

صارم کو بہت شرمندگی ہوئی ایسا تو اس کے ساتھ کبھی نہیں ہوا تھا۔

لائبہ سر جھکائے لب کاٹ رہی تھی وہ خود بھی کچھ شرمندہ شرمندہ سی بیٹھی تھی۔

صارم خاموشی سے اپنی سیٹ پر جا کے بیٹھ گیا۔ اس کے بعد انہوں نے لائبہ کو بلایا۔

لائبہ اپنی فائل لے کر ان کے پاس گئی لائبہ کی اسائنمنٹ ہر بار کی طرح بہت اچھی

لکھی گئی تھی وہ اس معاملے میں بے فکر تھی

مگر پھر بھی صارم کا حشر دیکھ کر اسے ڈر لگ رہا تھا۔  
 سرنے اس کی اسائنمنٹ میں نقطہ چینی شروع کر دی۔  
 مس لائے کیا آپ بھول گئی ہیں کہ اسائنمنٹ کیسے لکھتے ہیں لیکن آپ کا بھی کیا۔  
 قصور جن لوگوں کے ساتھ رہیں گی ان کا اثر تو پڑے گا۔  
 سر کا اشارہ صاف صاف صارم اور اس کے گروپ کی طرف تھا۔  
 لیکن سر میں نے اسائنمنٹ بالکل ٹھیک لکھی ہے  
 اچھا تو تم مجھے سکھاؤ گی کہ غلط کیا ہے اور صحیح کیا...  
 یہ تم نے اینڈ ٹیکسٹ ریفرنس دیے ہیں ان کے فل سٹاپ، کوماڈ، سلیشز کوئی بھی چیز  
 اپنی جگہ پر نہیں یہی حال ان ٹیکسٹ ریفرنسز کا ہے۔۔۔۔

لائے کو اپنی لاپرواہی پر افسوس ہوا۔

ایسی غلطیاں تو آپ نے کبھی نہیں کی تھی دھیان کہاں رہتا ہے آج کل آپ کا؟

سر شرافت نے لائبرے کو ڈانٹا۔

یہ اسائنمنٹ پکڑو اور اسے دوبارہ کرو اور اس بار کسی غلطی کی کوئی گنجائش نہیں۔

انہوں نے فائل لائبرے کے سامنے رکھی۔

مس لائبرے کلاس کے بعد میرے آفس میں آئیں۔

جی سر۔۔۔۔۔

اس کے بعد انہوں نے باری باری تمام کلاس کے ساتھ منٹ چیک کی اور تقریباً سب

اسائنمنٹ اپروو بھی ہوگی۔

پوری کلاس حیران تھی کیونکہ لائبرے کے بنائے ہوئے اسائنمنٹس کو کبھی کسی ٹیچر نے

ریجیکٹ نہیں کیا تھا۔

یار یہ سرنے تجھ سے کس چیز کا بدلہ لیا ہے آخر؟

شاہ مین نے کہا۔

پتہ نہیں یاد شاید میری ہی غلطی تھی میں نے ہی کام میں ٹھیک سے نہیں کیا ہوگا...

بس کرو اب بس بھی کرو۔ کب تک ان ٹیچرز کے فیور کرتی رہو گی۔

دیکھ نہیں رہی تمہارے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہیں اور ایک بات تم کان کھول کر سن

لو تم ان کے آفس ہر گز نہیں جاؤ گی

لائبہ نے کوئی جواب نہیں دیا وہ خاموشی سے اٹھ کر باہر کی طرف بڑھ گئی

پتہ نہیں کس مٹی کی بنی ہے یہ بھی۔ کوئی بات اثر ہی نہیں کرتی۔

NEW ERA MAGAZINE.COM

Novels | Afsana | Articles | Books

صارم اس کے پیچھے بڑ بڑایا۔

-----

---

اونے صارم کدھر بھاگا جا رہا ہے  
ہاسٹل جا رہا ہوں اور میں نے کہاں جانا ہے

تو تجھے دوست نہیں نظر آ رہا اتنی کڑی دھوپ میں پیدل چلتا ہوا بندہ لفٹ ہی دے دیتا  
ہے

زوہیب نے ماتھے سے پسینہ پونچھتے ہوئے کہا

وہ کافی دیر سے پوائنٹ کا انتظار کر رہا تھا

جس کا آنے کا کوئی امکان نظر نہیں آ رہا تھا

گرمی کی وجہ سے وہ سرتاپا پسینے میں بھیگا ہوا تھا

تو اس میں اتنی بکواس کرنے کی کیا ضرورت ہے سیدھی طرح کہہ دینا ہاسٹل جانا ہے

حالانکہ حرکیوں سے تیری ہاسپٹل جانے والی ہیں

کیوں میں نے کیا کیا ہے

واش روم سے میں ٹو تھ پیسٹ اور شیمپو تو نے غائب کیا ہے

لے بھلا مجھے کیا پتا

اچھا پھر تو تجھے یہ بھی نہیں پتہ ہو گا کی فریج سے میری اسٹنگ کی بوتل کہاں گئی

اب تو ٹکے ٹکے کی چیزوں کے لئے اپنے یار پر شک کرے گا مجھے تجھ سے یہ امید نہیں  
تھی

اور مجھے بھی تجھ سے یہ امید نہیں تھی کہ تو اپنے یار کی حق حلال کی کمائی کو یوں لڑکیوں  
میں بانٹتا پھرے گا

وہ بھی صارم تھا زوہیب کی پل پل کی خبر رکھنے والا

اوہ اچھا وہ... وہ تو بائیوٹیک کی رانی مکھرجی نے بڑی مسکین سے شکل بنا کے

مجھ سے کہا کہ اس کا سامان ختم ہو گیا ہے اور اس کے پاس خریدنے کے لیے پیسے

بھی نہیں۔ بس پھر تیرے بھائی کو ترس آ گیا

اچھا اتنا تور حم دل۔ یہ ترس تجھے کبھی گامے اور پوپر تو نہیں آیا۔ انہیں تو نہائے  
 ہوئے بھی مہینہ مہینہ گزر جاتا ہے کتنے لوگ دعائیں دیتے تجھے مجھ سمیت...  
 چل چھوڑتے تو تھانے داروں کی طرح تفتیشیں شروع کر دی ہیں میں نے تو سنا  
 تھا پنجابی بہت مہمان نواز ہوتے ہیں

ایک ہی گندا انڈا تھا وہی ہماری یونیورسٹی میں آگیا

چل اتر نیچے



اچھا سوری اب نہیں کہتا

اب آیانہ لائن پے

زہیب خاموشی سے بیٹھ گیا لیکن یہ خاموشی زیادہ دیر برقرار نہ رہ سکی

آج میں نے لائے کو دیکھا

تو اس میں نیا کیا ہے ہم ایک یونیورسٹی میں پڑھتے ہیں ایک کلاس میں پڑھتے ہیں

اور ایک ہی گروپ کے ممبر ہیں دن میں دس بار ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں

تو تو ایسے کہہ رہا ہے جہاں لائبرے کو نہیں لائبرے خان کو دیکھ لیا ہو  
اوہ بولنے کی مشین۔ پوری بات تو سن لے پہلے شروع ہو جاتا ہے پاکستان ریڈیو کی طرح  
بول

میں نے لائبرے کو شرافت کے آفیس سے نکلتے ہوئے دیکھا  
کیا  
ہاں میں سر کے پاس اٹینڈنس جمع کروانے گیا تھا لائبرے سر کے آفس میں موجود تھی  
اور سر کے ساتھ لہجہ کر رہی تھی  
کیا... کیا بکو اس کر رہا ہے  
ٹھیک کہہ رہا ہوں  
مجھے لائبرے سے یہ امید نہیں تھی  
امید تو مجھے بھی نہیں تھی بڑی پہنچ ہے اس کی تو۔

ڈاکٹر پروفیسر شرافت علی اصغر کے ساتھ لہجہ فرما رہی تھیں واہ واہ...۔

وہ ایسا نہیں کر سکتی

کیوں نہیں کر سکتی تجھے نہیں پتا یہ لڑکیاں اچھے گریڈ حاصل کرنے کے لئے کچھ

بھی کر سکتی ہیں دیکھا نہیں تونے؟ کیسے وہ ہمیشہ پوری کلاس سے آگے رہتی ہے

چل نیچے اتر

بھائی اب کیا کہہ دیا میں نے۔ میں تو مذاق کر رہا تھا میں بھلا لائے کے بارے میں ایسا کچھ

بول سکتا ہوں

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہدایت خان منمنایا

تو نیچے اترتا ہے یا اٹھا کر پھینک دوں تجھے

صارم کے تیور دیکھ کر ہادی خاموشی سے موٹر سائیکل سے نیچے اتر گیا

صارم ایک لمحہ ضائع کیے بغیر موٹر سائیکل کا رخ موڑ کر دوبارہ ڈیپارٹمنٹ کی طرف

چلا گیا

شرافت کی ریپوٹیشن لڑکیوں کے معاملے میں ٹھیک نہیں تھی ہر وقت ان کا کوئی نہ

کوئی قصہ یا افسر ڈیپارٹمنٹ میں زبان زد عام رہتا تھا

وہ اس وقت اقتدار میں تھے اب یہ ان کے مخالفین کے پھیلانے ہوئے محض قصے تھے

یا اس میں سچائی بھی تھی یہ تو وہی بتا سکتے تھے

ابھی کچھ ہی عرصہ قبل انہوں نے خود سے آدھی عمر کی اپنی ایک سٹوڈنٹ سے

شادی کر لی تھی اور تبھی سے ان کی ذات پر چہ منگوئیاں شروع ہو گئی۔

اور وہ طلباء میں ایک ناپسندیدہ شخصیت قرار دے دیے گئے۔

سینئر اپنے نئے آنے والوں کو یہی مشورہ دیتے تھے کہ کوئی بھی لڑکی شرافت کے

آفس میں اکیلی نہ جائے کیونکہ وہ لڑکیوں کو ہراسمنٹ کا شکار کرتے

وہ سیدھا لائبریری گیا لائبریری سے سامنے ہی کچھ لڑکیوں سے بات کرتی نظر آگئی۔

وہ تیر کی طرح اس کی طرف لپکا اور لائبریری کا ہاتھ پکڑ کر تقریباً گھسیٹتا ہوا لائبریری سے

باہر لے گیا

کیا بد تمیزی ہے یہ تم پاگل تو نہیں ہو گئے چھوڑو میرا ہاتھ

لائبہ نے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی مگر ناکام رہی

کیونکہ صارم کی گرفت خاصی مضبوط تھی اس کی کلائی پر۔ وہ اسے جھٹکے سے

دیوار کے ساتھ لگا چکا تھا

تم شرافت علی کے آفس گئی تھی؟

ہاں گی تھی....

NEW ERA MAGAZINE

Novel d...  
صارم کی دھاڑ سے وہ ڈر گی مگر بظاہر بے خوفی سے بولی۔

وہ اس وقت کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی کم از کم اس شخص کے سامنے تو بلکل نہیں...

اس کے باوجود کہ میں نے منع کیا تھا وہاں جانے کے لئے

لائبہ نے غصے سے صارم کی طرف دیکھا جو ابھی تک اس کی کلائی پکڑے ہوئے تھا

میرا جہاں جی چاہے گا میں جاؤں گی تم مجھے روک نہیں سکتے۔

تمہیں آخری بار سمجھا رہا ہوں لائبہ علی۔ اس شخص سے دور رہو ورنہ انجام کی ذمہ دار

تم خود ہوگی

صارم کی آنکھیں غصے سے لال انگارہ ہو رہے تھی اس نے لائے کا ہاتھ اس زور سے جھٹکا  
کہ وہ گرتے گرتے پیچی۔

لائے کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔ صارم کے دھکا دینے سے وہ دیوار کے ساتھ  
جا لگی تھی

اس نے اپنی کلائی کو دیکھا جو صارم شاہ کی گرفت سے سرخ ہو رہی تھی۔

ورنہ کیا کوگے تم.....

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لائے کو اس سے اس حرکت کی امید نہیں تھیں

جان سے مار دوں گا تمہیں بھی اور اسے بھی۔ اگر دوبارہ اس کے آس پاس بھی نظر آئی  
تو...

وہ اسے روتا چھوڑ کر وہاں سے جا چکا تھا

مجھے غلط مت سمجھو صارم شاہ ورنہ میں ٹوٹ جاؤں گی بکھر جاؤں گی۔ پھر تم مجھے

سمیٹ نہیں پاؤ گے۔

اس نے اپنے ہونٹ اپنی کلانی پر رکھ دیے جہاں اس دشمنی جان کی انگلیوں کے نشان  
ہنوز موجود تھے

• میں ایک کانچ کی گڑیا

ہوئے دہر کی زد میں

کبھی ٹوٹی کبھی بکھری

میں وقت کی آنکھ میں ٹھہرا ہوا

بے رنگ سا آنسو

جس کی منزلیں زمین کی پہنائیاں خیری

میں آنگن کے در و دیوار پر ٹھہرا

اک خزاں زدہ موسم

جس سے کوئی دیکھنا چاہے

نہ خواہش ہو چھونے کی



میں اک کانچ کی گڑیا

میں بے رنگ سا آنسو

میں خزاں زدہ موسم

مگر رکو

سنو

دیکھو



NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry

میں انسان بھی تو ہوں

میرے احساس کے زخمی بدن کو

نرم لفظوں کا مرہم دو

میرے بے رنگ ہاتھوں کو کبھی تو

کوئی رنگ دے دو

محبت نہ سہی

مگر اتنا ہی کر دو تم

فقط اعتبار کا

ایک لازوال

پل مجھے دے دو...!



لا سیریری والے واقعہ کے بعد صارم اور لائنبہ کے درمیان اس موضوع پر کوئی بات

نہیں ہوئی وہ دونوں اپنے اپنے پڑھائی میں مصروف تھے

ہیلو ایوری باڈی کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔۔؟

زوہیب نے لائبر، شامین اور بشفاء وغیرہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا جولان میں نیم

دائرے کی صورت میں بیٹھی کسی پروجیکٹ پر کام کر رہی تھی۔

ان کی نوٹ بکس اور کتابیں ان کے آس پاس بکھری ہوئی تھی کچھ مردہ تتلیاں اور

بھنورے ان کے پاس گھاس پر رکھے تھے۔

نظر نہیں آ رہا پروجیکٹ پر کام کر رہے ہیں اور یہ تم لوگ کہاں کی خاک چھانتے پھر

رہے ہو یاد نہیں کل پروجیکٹس جمع کروانے کی لاسٹ ڈیٹ ہے۔

لائبر نے زوہیب اور صارم سے کہا۔

یاد ہے یاد ہے لیکن بندے کو اور بھی ضروری کام ہو سکتے ہیں نا وہ کیا خوب کہا ہے شاعر

نے۔۔۔۔

اور بھی دکھ ہیں زمانے میں

پڑھائی کے سوا۔۔۔۔۔

مثلاً کیا۔۔۔۔۔؟

یار آج میچ ہے نہ ہمارا پریو یس کے ساتھ بس وہیں جا رہے ہیں

ہاں جاؤ جاؤ میچ کھیلو اور اور ہمیشہ کی طرح ہارو۔

یہی تو سب سے ضروری کام ہے پڑھائی کا کیا ہے وہ تو ہو ہی جائے گی

فیل ہو گئے تو کونسی نئی بات ہے لیکن دیکھو مجھ سے کوئی امید مت رکھنا میں تمہیں اپنی

اساٹمنٹ کا پی نہیں کروانے والی۔

تمہارے منہ میں خاک۔ کیوں ہوں گے ہم فیل بھلا اور ہاریں ہمارے دشمن۔

زوہیب کو تو لائے کی بات پر پتنگے ہی لگ گئے

پروجیکٹ بنائے گئی یہ میری پیاری بہن شامین کیوں شامین بناؤں گی نا۔

نہیں میں نہیں کچھ کرنے والی اپنا کام تم لوگ خود کرو۔

شامی نے صاف جواب دے دیا۔

گویا جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہو ادینے لگے

صارم نے کہا۔

یار مجھ سے نہیں پکڑی جاتی یہ تتلیاں شتلیاں۔ مالی کو پیسے دو وہ اکٹھی کر دے گا۔

ہادی نے ان کے پاس گھاس پر ڈھیر ہوتے ہوئے کہا۔

وہ کافی دیر سے پودوں کے آس پاس بھاگ بھاگ کر تتلیاں پکڑنے میں مصروف تھا۔

سر اسد نے انہیں پر وجیکٹ دیا تھا کہ تتلیوں کی مختلف اقسام پر ایک معلوماتی مقالہ

لکھنا تھا اور ہر تتلی اور بھنورے کے ساتھ اس کا سیمپل بھی لگانا تھا۔

اسی لئے وہ لوگ زولو جی لان میں بیٹھے تتلیاں اور بھنورے اکٹھے کر رہے تھے

مشورہ تو تمہارا معقول ہے شامی نے کہا

مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ کامرس میں یہ تمام سبجیکٹ ٹھونسنے کی آخر کیا تک ہے۔ کہاں

کامرس کہاں اسلامک کلچر اور کہاں بائیو اور یہیں پر بس نہیں ساتھ لاء بھی۔۔۔

زوہیب نے کہا۔

بے وقوف یہ جدید اپروچ ہے جس میں تمام سبجیکٹس کو انٹرنلک کر کے پڑھایا جاتا

ہے۔

لائبہ نے کہا۔

چلو یار مجھے تو بہت بھوک لگ رہی ہے اور لنچ کا وقت بھی ہو رہا ہے بعد میں کھانا نہیں  
ملے گا میس سے۔

یشتفا کی بات پر وہ لوگ اپنی چیزیں سمیٹ کر ہاسٹل کی جانب بڑھ گئے

ہماری اسائنمنٹ بنا دینا

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صارم نے پیچھے سے ہانک لگائی

لائبہ نے مڑ کر دیکھے بغیر ہاتھ سے ناں کا اشارہ کر دیا

گویا کہ رہی ہو کام کرو اپنا جا کر...

-----

صارم، زوہیب اور ہادی تینوں باتوں میں مصروف تھے جب شامین، شفا اور لائبہ کلاس میں داخل ہوئیں۔

آج وہ خلاف معمول تھوڑا لیٹ آئی تھیں۔

یار کہاں رہ گئی تھی تم لوگ کب سے ہم تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔

انتظار کی وجہ۔۔۔۔۔؟

جلدی سے میری اسائنمنٹ دوسرا آنے والے ہیں اور پلیز تھوڑا سا ایکسپلین بھی کر دینا سرنے پوچھا تو بتا سکیں۔

زوہیب نے لائبہ سے کہا۔

اور تمہیں یہ خوش فہمی کیسے ہو گی کہ ہم تم لوگوں کی اسائنمنٹ کر کے لائیں گے۔

یار ہم دوست ہیں تمہارے دوست دوست کے لئے اتنا تو کر ہی سکتا ہے نا۔

تو کبھی تم لوگ بھی دوستی نبھالیا کرو یا سارے فرض ہم پر ہی واجب ہیں۔

لائبہ نے جل کر کہا۔

تم کبھی کہہ کر تو دیکھو تمہارے لئے تو آسمان سے تارے بھی توڑ لائیں گے۔

صارم نے کہا۔

بس رہنے دو تتلی تم لوگوں سے پکڑی نہیں جاتی چاند تارے کیا خاک توڑ کر لاؤ گے

اس سے پہلے کے صارم کوئی جواب دیتا سر اسد کلاس میں داخل ہوئے۔

سب لوگ اپنی اپنی سیٹ پر چلے گئے لائبہ نے ایک ایک پر وجیکٹ فائل ان تینوں کے

سامنے بھی رکھ دی۔

صارم نے ایسی نظروں سے اس کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہا ہو۔۔۔۔۔

"لائبہ دی گریٹ مجھے پتا تھا۔۔۔۔۔"

اور زوہیب کے کان میں کہا۔

دیکھا پھر....

سراسر نے باری باری سب کی پروجیکٹ فائل چیک کرنا شروع کی۔

لائبہ اور شامین کے پروجیکٹ کی بہت تعریف کی گئی۔

جب ہدایت خان عرف ہادی کی باری آئی تو وہ اپنی فائل لے کر سر کے پاس گیا سرنے

فائل کھولی۔

صفحے پلٹے اور پھر ہدایت کی طرف دیکھا

ہدایت خان اللہ تجھے ہدایت دے یہ تمہاری تیلیوں اور بھنوروں کی مونچھیں کہاں گی؟

ہدایت خان نے پلٹ کر لائبہ کی طرف دیکھا جو زیر لب مسکرا رہی تھی۔

وہ اپنی تعریف سننے کو بے تاب تھا کہ پروجیکٹ لائبہ نے بنایا ہے تو اچھا ہی بنایا۔

ہوگا مگر اب انہیں سمجھ آیا کہ لائبہ نے اتنی آسانی سے ان کے پروجیکٹ کیوں بنا

دیے۔

ہدایت خان نے پریشانی سے صارم اور زوہیب کی طرف دیکھا جو اپنی اپنی فائل کھولے

منہ لٹکائے بیٹھے تھے۔

ان کے پرو جیکٹس کا بھی تقریباً یہی حال تھا

سر آپ کی بھی تو مونچھیں نہیں ہیں۔ تتلیوں نے کبھی آپ سے آکر کہا کہ آپ نے  
مونچھیں کیوں نہیں رکھی۔

ہو سکتا ہے وہ کلین شیو ہوں۔

ہدایت خان کی بات پر پوری کلاس ہنسنے لگی۔

اوبے ہدایتا سر نے ڈانٹ کر کہا۔

یہ فائل اٹھا اور آدھے گھنٹے کے اندر اس کو مکمل کر کے میرے پاس لے کے آ۔

اس کے بعد صارم کی باری تھی جس کی فائل میں صرف مونچھیں ہی مونچھیں موجود  
تھیں۔

صارم جلدی کرو سارا دن نہیں ہے میرے پاس ضائع کرنے کے لئے۔

سر نے کہا۔

سر میں آدھے گھنٹے میں آپ کو پرو جیکٹ مکمل کر کے جمع کرواتا ہوں۔

صارم نے فائل دکھانے سے پہلے ہی کہہ دیا۔

ادھر دیکھا ایڈا توں سیانا۔۔۔۔

سرنے اس کے ہاتھ سے فائل لی۔

لوجی لگتا ہے ہدایت خان کی تتلیاں اپنی وگیں اور اپنی مونچھیں صارم شاہ کے پاس

چھوڑ آئے ہیں کیوں بھی صارم شاہ ہدایت خان کی تتلیوں کی شیو تو نے کی

تھی۔۔۔۔۔؟

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سر کی بات پر پھر قہقہہ پڑا۔

صارم اور زوہیب نے کھا جانے والی نظروں سے لائے کی طرف دیکھا جو شان بے

نیازی سے اپنی پروجیکٹ کے صفحے پلٹنے میں مصروف تھی۔

تمہیں تو ہم دیکھ لیں گے۔۔۔۔۔

انہوں نے نظروں ہی نظروں میں لائے کو دھمکی دی۔

او چل چل۔۔۔۔۔

لائبہ نے جواب دیا۔



وہ لوگ ٹرپ کے ساتھ نار ان آئے تھے۔

بڑی مشکل سے لائبہ کو راضی کیا تھا اپنے ساتھ آنے کے لئے کیونکہ ان کے گروپ

کا اصول تھا کہ جہاں جائیں گے اکٹھے جائیں گے

وہ لوگ گھوم پھر رہے تھے اور ساتھ ساتھ تصویریں بھی لے رہے تھے ان کا پورا

گروپ ایک ساتھ تھا

کیا تمہیں پتا ہے یہاں قریب ہی ایک گاؤں ہے جہاں ایک بہت پرانا مزار ہے کسی ولی

کا۔ میں نے سنا ہے وہاں جو بھی منت مانو وہ ضرور پوری ہوتی ہے

شاہ مین نے کہا

اچھا کیا تم کبھی وہاں گئی ہو

لائبہ نے کہا۔



NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جو جعلی پیروں اور بابوں اور ان کے آستانوں کے موضوع پر کوئی فیچر لکھ رہی تھی

اب جبکہ وہاں آہی گئی تھی تو اس نے سوچا کیوں نہ مزار پر سلام کر لیا جائے اور

فاتحہ خوانی کی جائے اس لیے اس نے شامین سے وہاں کا پتہ لیا جو اپنے ماموں کے ساتھ

وہاں جا چکی تھی

اس کے ماموں قریب ہی رہتے تھے

لیکن کوئی بھی اس کے ساتھ وہاں جانے پر راضی نہیں ہو رہا تھا  
 زہیب پلیر دو گھنٹوں کی تو بات ہے ہم جلدی واپس آجائیں گے سر کو پتہ بھی نہیں چلے  
 گا

کیسے پتہ نہیں چلے گا ہر گھنٹے بعد وہ حاضری لینے بیٹھ جاتے ہیں جیسے ہم  
 سکا لرز نہیں بلکہ نرسری کے بچے ہوں

اور کیا زوہیب ٹھیک کہہ رہا ہے ہدایت خان نے بھی زوہیب کی تائید کی  
 اور تم صارم کو کیوں نہیں لے جاتی ساتھ یہ تو ویسے بھی تمہارے لئے چاند تارے  
 توڑنے کو تیار رہتا ہے

ہدایت خان نے صارم کی کلاس میں کہی گئی بات کو بروقت یاد کیا  
 ہاں تو یہ حکم تو کرے میں جاؤں گا اور ضرور جاؤں گا سر کے بل جاؤں گا۔ اگر  
 مس لائے کے کام نہ آیا تو یہ بندہ ناچیز کس کام کا بھلا...

صارم نے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

اچھا اچھا زیادہ ہیر و بننے کی ضرورت نہیں اب چلو شام ہو جائے گی  
 صارم نے سر کو بتایا کہ وہ لوگ کچھ دور تک گھومنے کے لیے جا رہے ہیں  
 سر نے انہیں زیادہ دور نہ جانے کے لیے ہدایت کی اور جلدی واپس آنے کا کہا۔  
 وہ سب وہاں سے اکٹھے چلے مگر کچھ دور جا کر لائے اور صارم گاؤں کی طرف  
 چلے گئے اور باقی لوگ واپس آ گئے۔

شاہ مین نے انہیں راستہ سمجھا دیا تھا  
 وہ لوگ شامین کے بتائے گئے راستے کے مطابق چلتے جا رہے تھے پہاڑی علاقہ تھا  
 اس لیے راستہ اونچا نیچا اور خاصا دشوار گزار تھا گاؤں زیادہ دور نہیں تھا جلد ہی وہ لوگ  
 وہاں پہنچ گئے

صارم نے ایک دیہاتی سے مزار کا پتہ پوچھا اور لائے کو لیے مزار کی طرف روانہ ہوا۔  
 مزار پر زائرین کا کافی رش تھا

مزار کے احاطے میں ایک بہت بڑا سائلا ب بنا ہوا تھا جس میں میلا اور گدلا سا پانی جمع

تھا

کچھ عورتیں اپنے بال کھولے اس میں نہار ہی تھی کچھ کنارے پر بیٹھی اپنے ہاتھ پاؤں  
اس گندے پانی سے دھور ہی تھی

ایک طرف ایک پرانا سا بیری کا درخت تھا ایک آدمی گہرے رنگ کے کپڑے پہنے

سر پر سبز کپڑے کا پھٹا پرانا کپڑا باندھے لوگوں کی پریشانیاں سننے میں مصروف تھا

لوگ لائن میں کھڑے تھے اور اپنی اپنی باری پر اس آدمی کے سامنے جاتے اور اپنی  
پریشانی اسے بتاتے۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ دونوں ایک طرف کھڑے تھے کہ ایک عورت بابا کے قریب آئی اور کہا

بابا جی میرے گھر اولاد نہیں ہے بہت سارے ڈاکٹر کو دکھایا۔ حکیموں کی دوائی

کھائی مگر کہیں آرام نہیں آیا بڑی آس لے کر آپ کے پاس آئی ہوں مجھے خالی ہاتھ نہ

لوٹانا میری جھولی بھر دینا

عورت نے باقاعدہ روتے

ہوئے کہا

## بیٹھ جا بچی

بابا نے ایسی آواز سے کڑک کر کہا کہ وہ عورت فوراً بابا کے سامنے بچھے کپڑے پر بیٹھ گئی

بابا نے ایک موٹے آدمی کو اشارہ کیا جس نے ایک لمبے سے ڈنڈے سے بیری کے

درخت کو ہلانا شروع کر دیا

ایک پتہ ٹوٹ کر اس عورت کے سر پر گر گیا

بابا نے کوئی اشارہ کیا وہ خاموشی سے ایک طرف ہو کر کھڑا ہو گیا

آٹھ جاڑ کی آٹھ جا پیر سائین نے تیری درخواست سن لی ہے

وہ تیری پریشانی ضرور دور کرے گا تیرے گھر اولاد ہوگی اور وہ بھی پیٹا۔

مگر تجھے مزار پر نذرانہ پیش کرنا پڑے گا اگر تو نے یہ نہ کیا تو پیر سائین تجھ سے ناراض ہو

جائیں گے

نہیں میں دوں گی جو مانگیں گے میں دوں گی آپ حکم کریں

عورت نے اپنے دونوں ہاتھ آدمی کی طرف جوڑتے ہوئے کہا  
جا اور یہ مبارک درخت کا پتہ بھی اپنے ساتھ لے جا سے پیس کر پانی میں گھول کر  
پندرہ دن تک اس کا پانی خود بھی پی اپنے شوہر کو بھی پلا پیر جی تجھے اولاد ضرور دیں گے۔

اور ہاں اپنے شوہر کے ساتھ بیس ہزار روپے اور ایک کالا بکر ضرور بھجوادینا

موٹے آدمی نے عورت سے کہا

پیسے ہیں نا تمہارے پاس

NEW ERA MAGAZINE.com

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Int کون سے پیسے

پیر صاحب کو سلام کرنے کا جو ٹیکس دینا ہے اس کے پیسے

صارم جو کافی دیر سے یہ تماشا دیکھ رہا تھا لائے سے بولا

تم اپنا منہ بند رکھو تو بہتر ہے

اگر ان لوگوں میں سے کسی نے تمہاری باتیں سن لی تو یہاں سے ایسا غائب کریں گے

کہ کسی کو کانوں کان خبر تک نہیں ہوگی کہ کوئی صارم شاہ بھی تھا دنیا میں۔

خود تو مرو گے مجھے بھی مرواؤ گے

اور سنو میں یہاں کوئی سلام کرنے نہیں آئی میں اپنی ڈاکو منٹری کے لیے مٹیریل لینے  
آئی ہوں

ڈاکو منٹری کیسی ڈو کیو منٹری؟

میں نے تم لوگوں کو بتایا نہیں اس بارے میں لیکن میں ایک فیچر لکھ رہی ہوں ان ڈبہ  
پیروں یہ اور ان کے آستانوں کے بارے میں کہ کس طرح یہ لوگ بھولے بھالے  
معصوم لوگوں کو اپنے جال میں پھنسا کر ان کے حق حلال کی کمائی لوٹ رہے ہیں  
اوہ ویری انٹر سٹنگ۔

تو میڈم رائٹرا اگر آپ کو اپنا مٹیریل مل گیا ہو تو واپس چلیں بہت دیر ہو گئی ہے  
نہیں یارا ابھی کہاں اس کے لیے مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے  
اور میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں اس سلسلے میں؟

کچھ نہیں کرنا بس تمہیں یہ موبائل پکڑ کر اس میں ریکارڈنگ کرنی ہے

لائبہ نے اپنا موبائل صارم کو دیتے ہوئے کہا

ٹھیک ہے مگر ریکارڈ کیا کرنا ہے

پہلے تو مزار کے گرد و نواح کے ماحول کو پوری طرح کیسچر کرو پھر مزار پر

فوکس کرنا اور اس کے بعد کیمرے کو میری طرف لاؤ۔

لائبہ نے اسے کسی ماہر ہدایتکار کی طرح ہدایت دیں

ٹھیک ہے میڈم جیسے آپ کا حکم



صارم شاہ تا بعد اری سے بولا

تو پھر شروع کرتے ہیں

لائبہ نے کہا

صارم نے لائبہ کی ہدایت کے مطابق پہلے مزار کے ماحول کو ریکارڈ کیا سب لوگ

اپنے اپنے کام میں مصروف تھے کوئی بھی ان کی طرف متوجہ نہیں تھا ہر چیز کو

کو ر کرنے کے بعد اس نے کیمرے کا رخ لائے کی طرف موڑ دیا

کیمرہ جیسے ہی لائے کی طرف گیا لائے نے بولنا شروع کر دیا

چڑھتی رہی مزار پر چادریں تو بے شمار

باہر جواک فقیر تھا سردی سے مر گیا

ابتدا لائے نے شعر پڑھ کر کی اور پھر مزار کے بارے میں بتانا شروع کیا

دوستو میں لائے علی آپ کی ہوسٹ آپ کی دوست آج پھر آپ کے سامنے حاضر ہوں

انقلاب کی ایک نئی لپیسوڈ کے ساتھ

دوستو آج میں آپ کو بتاؤں گی کہ کس طرح جعلی اور ڈبہ پیر قسم کے لوگ مزاروں

اور جھوٹی پیری فقیری کی آڑ لے کر نہ صرف بھولے بھالے اور معصوم لوگوں کی

محنت اور خون پسینے کی کمائی کو ہتھیار لیتے ہیں بلکہ وہ ان مقدس ہستیوں کی بھی

توہین کے مرتکب ہوتے ہیں جو ان مزاروں کے اندر مدفون ہیں

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ لوگوں کا کتنا رش ہے یہاں پر ہماری قوم کا المیہ یہ ہے کہ وہ اپنے

عقائد.....

لائبہ بہت خوبصورت لب و لہجے میں بول رہی تھی اس کی بات ابھی جا رہی تھی کہ  
اچانک اسے ساری کے پیچھے کچھ لوگ آتے دکھائی دیے۔

جو اپنے حلیے سے غنڈے بد معاش قسم کے لوگ لگتے تھے لائبہ کو کچھ شک ہوا اس

نے فوراً صارم کو ریکارڈنگ بند کرنے اور موبائل چھپانے کا اشارہ کیا

لیکن اس سے پہلے کے صارم اس کے اشارے کو سمجھ پاتا وہ لوگ ان کے سر پر

پہنچ چکے تھے انہوں نے آتے ہی صارم کے ہاتھ سے موبائل جھپٹ لیا اور اسے زمین

پر پٹخ دیا۔

کیا بد تمیزی ہے یہ موبائل واپس کرو میرا

صارم نے غصے سے کہا

اور نہ کروں تو کیا بگاڑ لو گے تم

ان میں سے ایک آدمی نے کہا جو حلیے سے ان کا استاد لگتا تھا

لگتا ہے تم مجھے جانتے نہیں ابھی

اس آدمی نے کہا

اور میں جاننا بھی نہیں چاہتا تم سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں میرا موبائل واپس کرو ہمیں

دیر ہو رہی ہے

بڑی گرمی ہے بھی خون میں۔ ہونی بھی چاہئے۔ پر خون سے گرمی کیسے نکالی جاتی ہے یہ

ہمیں بہت اچھی طرح معلوم ہے

یہ گوگی استاد کا ڈیرہ ہے

میرے حکم کے بغیر یہاں چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی تو تم کس کی اجازت سے یہ ویڈیو بنا

رہے تھے

بہت شوق ہے نا ویڈیو بنانے کا۔ آج ویڈیو بنے گی مگر اس ڈیرے کی نہیں تمہاری اس

میڈم کی کیوں میڈم جی میری فلم کی ہیر و سُن بنیں گی

اس کی بات پر لائے خوف سے تھر تھر کانپنے لگی۔

دیکھو گوگی استاد میں مانتا ہوں ہمیں تمہاری اجازت کے بغیر یہاں ریکارڈنگ نہیں

کرنی چاہیے تھی مگر اس میں اس لڑکی کا کوئی قصور نہیں ہے یہ ویڈیو تو میں بنا

رہا تھا یہ تو بس میرے کہنے پر میرے ساتھ آگئی تھی

ہاں تو ٹھیک ہے نا اگر یہ تمہارے کہنے پر تمہارے ساتھ آگئی تھی تو میرے کہنے پر

میرے ساتھ بھی چل پڑے کیوں میڈم جی ٹھیک کہہ رہا ہوں نہ میں

بکو اس بند کرو اپنی۔ خبردار اگر اپنی گندی نظر اس لڑکی پر ڈالی تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا

اور فیتق یہ تو رومیو جولیٹ کی جوڑی لگتی ہے اب تو اس کھیل میں اور بھی زیادہ مزہ آئے

گا

وہ آدمی اپنے پیلے پیلے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے اپنے آدمیوں سے بولا جس پر

سب ہنسنے لگے

صارم کو افسوس ہوا۔ اسے انہیں غصہ نہیں دلانا چاہیے تھا وہ اکیلا تھا اور وہ سات وہ

اکیلا ان سے مقابلہ نہیں کر سکتا تھا مگر اس آدمی نے بات ہی ایسی کی تھی کہ وہ خود پر قابو

نہیں رکھ سکا

لے چل اوائے اسے اندر اور میڈم جی کو میرے خاص کمرے میں پہنچا دو آج یہ میری

مہمان ہیں اور خیال رکھنا ان کی مہمان نوازی میں کوئی کمی نہیں رہنی چاہیے

اس آدمی نے خباثت سے مسکراتے ہوئے کہا

اس سے پہلے کہ وہ لوگ لائے کی طرف بڑھتے صارم نے حیرت انگیز تیزی سے

لائے کا ہاتھ پکڑا اور ایک جانب کودوڑ لگادی

وہ بھاگتے ہوئے زائرین کے ہجوم میں شامل ہو گیا لوگوں کو پیچھے دھکیلتا اور لائے

کو تقریباً اپنے ساتھ گھسیٹتا ہوا وہ جنگل میں ایک طرف نکل گیا

وہ لوگ ابھی ابھی ان کے پیچھے تھے وہ لائے کا ہاتھ تھامے بھاگتا جا رہا تھا کہ

اچانک گولی چلنے کی آواز آئی گولی کی آواز سے لائے کی چیخ نکل گئی مگر وہ دونوں مسلسل

بھاگتے رہے

لائے کو محسوس ہوا کہ صارم کی رفتار بہت کم ہو گئی ہے وہ لوگ ابھی ابھی ان کے پیچھے

آ رہے تھے

صارم نے ارد گرد نظر دوڑائی تو قریب ہی پہاڑیوں میں ایک چھوٹا شگاف سا نظر آیا  
یہ ایک چھوٹا سا قدرتی غار تھا وہ لائے کو لئے اس میں گھس گیا  
وہ دونوں کچھ دیر خاموشی سے وہاں چھپے انتظار کرتے رہے۔

وہ جگہ اتنی تنگ تھی کہ اس میں ایک ہی انسان سما سکتا تھا وہ دونوں وہاں با مشکل  
چھپے تھے اور اس کے لیے لائے کو صارم کے بالکل ساتھ لگ کر بیٹھنا پڑا  
وہ کبھی اس کے اتنا قریب ہو گی اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا صارم  
شاہ کے قیمتی کلون کی مسحور کن خوشبو اس کے حواس کو بو جھل کر رہی تھی لائے کا ہاتھ  
ہنوز اس دشمنی جان کے ہاتھ میں تھا

یہ ہاتھ ایک بار پہلے بھی صارم شاہ نے پکڑا تھا اس کے ہاتھ کا لمس آج بھی اس کی روح  
پر نقش تھا۔

لائے کا دوسرا ہاتھ صارم شاہ کے سینے پر رکھا تھا وہ بے اختیار اسے دیکھے جا رہی تھی

تم ٹھیک تو ہو

صارم شاہ کی آواز سے حواس کی دنیا میں کھینچ لائی

ہاں.... میں ٹھیک ہوں

لائبہ کو صارم کی آواز میں لرزش سی محسوس ہوئی

وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ قریب سے قدموں کی چاپ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی

گولی چلنے کی تیز آواز آئی

لائبہ کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا وہ بے اختیار چیخی تھی مگر اس کی چیخ منہ میں

ہی دب گئی صارم کا مضبوط ہاتھ اس کے لبوں پر آٹھرا۔

لائبہ خوف سے کانپتی ہوئی ساری شاہ کے سینے سے جا لگی یہ بالکل اضطراری عمل تھا

وہ خوف سے کانپ رہی تھی

صارم شاہ کے لیے خود کو سنبھالنا مشکل ہو گیا۔ وہ بھول گیا کہ وہ اس وقت کہاں ہے

وہ یہ بھی بھول گیا کہ کچھ لوگ ان کے تعاقب میں ہیں اور وہ جن سے وہ دونوں چھپے

بیٹھے ہیں

اسے صرف دو آنکھیں یاد رہ گئی

لائبہ کی آنسوؤں سے بھری جھلملاتی ہر نی جیسی خوبصورت آنکھیں

خوف سے پر، برسنے کو بے تاب

اسے یاد رہ گیا تھا تو اپنا دل جو اس وقت لائبہ کے سنگ کسی نی ہی تال پر دھڑک رہا تھا

اسے اس وقت خوف سے تھر تھر کانپتی لائبہ علی پر بے اختیار پیار آیا۔ اس کا بس

نہیں چل رہا تھا کہ اسے اپنے اندر ہیں کہیں سمالے۔

وہ اس وقت لائبہ کے ساتھ اکیلا تھا وہ چاہتا تو اس بات سے پورا فائدہ اٹھا سکتا تھا

مگر اس کی محبت پاک تھی ہر قسم کی آلودگی اور ہوس سے پاک۔

لائبہ تم ٹھیک ہو

صارم شاہ نے لائبہ کو نرمی سے خود سے الگ کرتے ہوئے کہا

لائبہ جھجکتی ہوئی اس سے الگ ہوئی

اس کی نظریں فرط حیا سے جھکی جا رہی تھی

میں ٹھیک ہوں

پریشان مت ہو وہ لوگ جا چکے ہیں

تم ٹھیک ہو شاہ

لائبہ نے پوچھا

NEW ERA MAGAZINE.com

Novels|Afsana|Articles|Books|Poet ہاں میں ٹھیک ہوں

صارم شاہ اس کے طرز تخاطب پہ نثار ہوا جا رہا تھا

نہیں صارم شاہ تم ٹھیک نہیں ہو

لائبہ نے اس کے کندھے سے ہاتھ ہٹایا جو خون سے تر ہو رہا تھا

تمہیں گولی لگی ہے صارم شاہ؟

وہ خوف سے چلائی

نہیں میں ٹھیک ہوں بس ہلکا سا زخم ہے

صارم شاہ نے بمشکل اپنی آواز میں در آئی لرزش کو دبایا

کہاں ٹھیک ہوں کتنا خون نکل رہا ہے

وہ رو ہانسی ہوئی جا رہی تھی

یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے

یہ وقت ان باتوں کا نہیں فی الحال ہمیں یہاں سے نکلنا چاہیے

لیکن مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے اگر وہ لوگ واپس آگئے تو...؟

تمہیں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں جب تک صارم شاہ زندہ ہے لائبہ علی کا کوئی

کچھ نہیں بگاڑ سکتا تم تک پہنچنے والی ہر آفت کا سامنا صارم شاہ پہلے خود کرے گا

وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی

وہ دونوں دوست تھے اور یہ دوستی چند مہینوں پہلے شروع ہوئی تھی جب وہ عثمان

اینڈ سنز میں انٹرنشپ کے لئے گئی تھی صارم شاہ بطور ڈرائیور وہاں کام کر رہا تھا

مگر ان دونوں میں دوستی سے بڑھ کر بھی کچھ تھا اس بات سے وہ بے خبر تھی  
 جس سے وہ آج تک اپنے دل کا وہم سمجھتی رہی وہ آج حقیقت بن کر اس کے سامنے تھا  
 گو صارم شاہ کی بولتی نگاہیں اسے بہت کچھ سمجھانے کے لیے کافی تھی  
 مگر جو لائیبہ آج تک اپنی دل کی آواز کو دباتی رہی وہ صارم شاہ کی نگاہوں میں چھپا پیغام  
 کیسے سمجھ سکتی تھی

آج صارم شاہ اسے وہ صارم شاہ نہیں لگ رہا تھا جس کے ساتھ چند گھنٹوں قبل وہ مزار  
 پر گئی تھی یہ صارم شاہ تو کوئی اور ہی تھا

NEW ERA MAGAZINE  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صارم شاہ اسے ساتھ لئے غار سے باہر نکل آیا  
 لائیبہ نے جلدی سے اپنا دوپٹا اس کے بازو پر باندھ دیا تاکہ زخم سے خون بہنا بند ہو  
 جائے۔

وہ دیکھ رہی تھی کہ صارم شاہ کا چہرہ تکلیف ضبط کرنے کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا  
 وہ ایک ہاتھ کندھے کی چوٹ پر رکھے ہونٹ بھینچے ایک درخت کے پاس بیٹھ گیا اور

آنکھیں بند کر کے درخت سے ٹیک لگالی

وہ لائے پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ اسے تکلیف ہو رہی ہے ورنہ وہ اور پریشان ہو جاتی۔

وہ کچھ دیر یوں ہی آنکھیں بند کئے بیٹھا رہا عجیب سی آواز پر اس نے آنکھیں کھول کر

دیکھا

لائے دونوں پتھروں کو ہاتھوں میں پکڑے بار بار ایک دوسرے سے ٹکرا رہی تھی

کیا کر رہی ہو

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

نظر نہیں آ رہا آگ جلا رہی ہو

صارم نے پہلے حیرت سے اسے اور پھر اس کے پاس پڑی لکڑیوں کے ڈھیر کو دیکھا

لگتا ہے تم ایڈونچر موویز کچھ زیادہ ہی دیکھتی ہو۔

صارم شاہ نے مسکرانے کی کوشش کی

لائے نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا وہ ہنوز آگ جلانے کی کوشش میں

مصروف تھی

پیچھے ہٹو میں جلاتا ہوں آگ

نہیں میں جلا لوں گی

اس نے منہ پھلا کر کہا

اچھا جل ہی نہ جائے کہیں

لاٹبہ نے خوش مگین نگاہوں سے اسے گھورا

صارم اس کے قریب ہی بیٹھ گیا اپنی جیب سے لائٹرنکالا اور خشک گھاس میں آگ لگا

NEW ERA MAGAZINE.COM  
دی  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لاٹبہ نے صدمے سے اسے دیکھا

تم سموکنگ کرتے ہو

نہیں تو

پھر یہ لائٹرنکالا تمہارے پاس کیا کر رہا ہے

وہ خالصتاً بیویوں والے انداز میں پوچھ رہی تھی

صارم شاہ اس کے انداز پر مسکرایا

میں سگریٹ نہیں پیتا یہ ڈیکوریشن ہے تم نے دیکھا نہیں میں نے اسے کی چین سے

نکالا ہے ویسے اگر میں پیتا بھی ہوتا تو تمہارے کہنے پر چھوڑ دیتا

میں کیوں منع کروں گی بھلا



وہ کہہ کر پچھتائی

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews|.....|

وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا

کیا کیوں کہ....

لاٹہ نے اسی کے انداز میں پوچھا

کچھ نہیں اس نے دوبارہ درخت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں

تم یہ آگ کیوں جلا رہی تھی اس نے آنکھیں بند کئے ہوئے سوال کیا

تمہارے زخم کی سکیرنگ کرنے کے لئے۔ کیا... کیا کہا؟

صارم شاہ نے پٹ سے آنکھیں کھولیں۔ اسے لگا اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے

سکیرنگ کے لیے۔۔۔

میں ٹھیک ہوں لائے اور تم کب سے سر جن ہوگی۔۔۔

میں نے ایک مووی میں دیکھا تھا ہیر و کو گولی لگ جاتی ہے تو ہیر و سن اس کی سکیرنگ

اسی طرح کرتی ہے

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لائے نے کہا

تو تم نے طے کر لیا ہے کہ تمام موویز کے مشاہدات کو تم آج تجربات میں بدل دو گی۔

لیکن ایم سوری میں تمہارا معمول بننے کو تیار نہیں ہوں۔

ہاں یہ جو تم نے ہیر و ہیر و سن والی اصطلاح استعمال کی مجھے پسند آئی۔

صارم شاہ کے کہنے پر وہ جھینپ گئی۔

آگ جل چکی تھی وہ دونوں آگ کے قریب بیٹھ گئے جسم گرم ہوا تو زخم کی تکلیف بھی

کم ہوگی

دونوں بازو گٹنوں کے گرد لپیٹے تھوڑی گھٹنوں پر ٹکائے وہ خاموشی سے سر جھکائے  
پریشان بیٹھی تھی

صارم شاہ ہم واپس کیسے جائیں گے سب لوگ کیا سوچ رہے ہوں گے ہمارے بارے  
میں۔

ٹیچرز کو پتہ چل گیا ہو گا کہ ہم غائب ہیں سب گڑ بڑ ہو گئی سب میری وجہ سے ہوا ہے نہ  
میں مزار پر جاتی اور نہ ہی یہ سب ہوتا  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
وہ اچانک دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کے رونے لگی

صارم شاہ کو اس پر بہت ترس آیا

پریشان مت ہولا تبہ سب ٹھیک ہو جائے گا

صارم شاہ نے اسے تسلی دی حالانکہ وہ خود بہت پریشان تھا

نہیں کچھ ٹھیک نہیں ہو گا وہ مایوسی سے بولی

مایوس مت ہولا تبہ میں ہوں نہ تمہارے ساتھ

یہی تو پریشانی ہے کہ تم میرے ساتھ ہو

لائبہ مبہم سی آواز میں بولی

کچھ کہا تم نے

نہیں کچھ نہیں

چلو صارم شاہ چلتے ہیں مجھے یہاں ڈر لگ رہا ہے

لائبہ یہ جنگل ہے ہم یہاں بھٹک سکتے ہیں اور رات کے اندھیرے میں ہمیں راستے کا

پتہ بھی نہیں چلے گا

صارم نے اسے سمجھایا

تم گوگل میپ سے راستہ دیکھو نا

انٹرنیٹ کو رتج نہیں ہے یہاں پر

لائبہ خاموش ہو کر بیٹھ گئی

صارم شاہ اس کے معصوم چہرے پر نظریں جمائے دیکھتا رہا  
 صارم شاہ کوئی تو راستہ ہو گا پہلے بھی تو لوگ سفر کرتے ہوں گے وہ کیسے راستہ تلاش  
 کرتے تھے

میرا مطلب ہے انٹرنیٹ اور گوگل سے پہلے

وہ زیادہ دیر خاموش نہیں رہ سکتی تھی

وہ کیسے سفر کرتے تھے بھلا

ہاں کرتے تھے سفر کیونکہ وہ ستاروں سے راستے معلوم کرتے تھے

ہاں تو پھر ہم بھی تو کر سکتے ہیں نا

وہ پر جوش ہوئی

تمہیں ستاروں کا علم ہے

صارم نے پوچھا

نہیں

مجھے بھی نہیں

وہ اس کے چہرے پر نظریں جمائے ہوئے بولا

لائبہ کا جوش جھاگ کی طرح بیٹھ گیا

صارم شاہ درد سے کراہا

لائبہ اٹھ کر اس کے پاس آئی

کیا بہت درد ہو رہا ہے

نہیں بالکل بھی نہیں بہت مزہ آرہا ہے

وہ اس کے مسلسل بولنے سے اکتا کر بولا

مگر وہ لائبہ ہی کیا جو چپ کر جائے

ہائے میرا موبائل۔ میرا موبائل ہوتا تو اس میں ضرور سگنل آجاتے

لائبہ کو اچانک موبائل یاد آگیا

سیر یسلی.... صارم نے آبرو اچکاتے ہوئے کہا

میرا مطلب ہے میرے نیٹ ورک کی کوریج بہت اچھی ہے اور میرا موبائل بھی بہت اچھا ہے

میں نے تو موبائل جیسے لنڈے سے خریدا تھا

وہ جل کے بولا

اور اب یہ میرا موبائل میرا موبائل کی راگنی بند کرو اسے اب تم فوت شدہ ہی سمجھو  
اللہ نہ کرے

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لائبہ نے صدمے سے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے دیکھا

ڈھیر ساری سیلفیاں ہیں میری اس میں

اور اگر زندہ بھی رہا تو شریکوں کے پاس ہی رہے گا تمہاری تمام سیلفیوں سمیت۔ اس

لیے مر ہی جائے تو بہتر ہے

صارم شاہ وہ میرا موبائل تھا تمہارا رقیب نہیں جس کے مرنے کی دعائیں تم اتنے

شد و مد سے مانگ رہے ہو

میرا قیب یہ اصطلاح تم نے اچھی نکالی۔ ویسے تم فکر نہ کرو صبح میں راستہ ڈھونڈ نکالوں  
گا

وہ کیسے دن میں تو ستارے بھی نہیں ہوتے

سورج سے۔ ہم سورج کی مخالف سمت میں سفر کریں گے کیونکہ ہم مشرق کی طرف  
سے آئے تھے

اوہاں یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں یو آر جینٹس مسٹر نیوٹن

لائبہ کی بات پر صارم شاہ نے بے اختیار قہقہہ لگایا

لائبہ نے آبرو چکائے

گو یا پوچھ رہی ہو ہنسنے کی کوئی وجہ

تمہیں پتا ہے لائبہ ہم نے میرا مطلب ہے میں نے اور زوہیب نے سب کے نک نیم  
رکھے ہوئے ہیں

پتا ہے تم لوگوں کی سرگرمیوں سے اتنی بھی لاعلم نہیں ہوں میں

پھر تو تمہیں اپنا نام بھی پتہ ہوگا

نہیں وہ نہیں پتہ۔ ویسے مجھے نہیں پتا تھا کہ تم لوگوں نے میرا نام بھی رکھا ہوا ہوگا۔

ویسے کیا نام رکھا ہے میرا

اس نے اشتیاق سے پوچھا

مس نیوٹن

صارم کی بات سن کر اس کا چہرہ لال ہو گیا

صارم نے دلچسپی سے اس کے لال سرخ ہوتے چہرے کو دیکھا

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سو یہ طے ہوا لائبرے خاتون کہ محبت کے اس سفر میں میں تنہا نہیں تم بھی میرے ساتھ

ساتھ چل رہی ہو لیکن اظہار نہیں کرنا چاہتی

تجھ کو اظہار محبت سے اگر نفرت تھی

اپنے ہونٹوں کو لرزنے سے تو روکا ہوتا

گیدڑ اور جھینگروں کی آواز جنگل کے سناٹے کو مزید ہولناک بنا رہی تھی جب کوئی جنگلی  
جانور زور سے بولتا تو وہ ڈر جاتی

لائبہ بے اختیار صارم کے قریب کھسک آئی۔

اس نے گھٹنوں پر اپنا سر رکھ کے آنکھیں بند کر لی

اچانک صارم کی خوبصورت آواز جنگل کی پراسرار خاموشی میں گونجنے لگی

کٹھن ہے راہ گزر

تھوڑی دور ساتھ چلو

بہت کڑا ہے سفر

تھوڑی دور ساتھ چلو

تمام عمر یہاں

کون ساتھ دیتا ہے

میں جانتا ہوں مگر



NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھوڑی دور ساتھ چلو

نشے میں چور ہوں میں

تمہیں بھی ہوش نہیں

کیا مزا ہوا گر

تھوڑی دور ساتھ چلو

یہ ایک شب کی ملاقات

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
یہ غنیمت ہے

کسے ہے کل کی خبر

تھوڑی دور ساتھ چلو

ابھی تو جاگ رہے ہیں

چراغ راہوں کے

ابھی ہے دور سحر



تھوڑی دور ساتھ چلو

طواف منزل جاناں

ہمیں بھی کرنا ہے

اے کاش تم بھی اگر

تھوڑی دور ساتھ چلو



-----

-----

تم لوگوں نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا لاہر واہی کی بھی حد ہوتی ہے  
 سر اسد کو جب پتہ چلا تو وہ زوہیب اور شاہ میں لوگوں پر برس پڑے  
 زوہیب لوگوں نے شام تک انتظار کیا کہ صارم اور لائے واپس آجائیں مگر جب  
 اندھیرا گہرا ہونے لگا تو اساتذہ کو بتانے کے علاوہ کوئی چارہ نظر نہ آیا  
 اور اب وہ سر کی ڈانٹ سن رہے تھے  
 تم لوگ کم از کم مجھے تو بتا دیتے ہیں  
 سر ہمیں لگا وہ جلدی واپس آجائیں گے  
 زوہیب نے کہا

مجھے تو یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ لائے اچھی خاصی سمجھدار لڑکی ہے اسے آخر

کیا سو جھی مزار پر منتیں ماننے پہنچ گئی

سرد راصل وہ اپنے بلاگ کے لیے مٹیریل لینے گئی تھی

شامین منمنائی

تم تو چپ ہی رہو یہ آئیڈیا تمہارا ہی تھا نا

سرنے اسے ڈانٹا

شامین ایک تو پہلے ہی بہت پریشان تھی لائبرے کی وجہ سے سر کے ڈانٹنے پر وہ رونے لگی

اب یہ رونادھونا بند کرو اور ہمارے ساتھ چلنے کی تیاری کرو تمہیں ہمیں مزار تک لے کر جانا ہے

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جی سر

شامین سر جھکا کر کمرے سے باہر نکل آئی

اب کیا ہو گا زوہیب

سب ٹھیک ہو جائے گا تم فکر مت کرو اللہ خیر کرے گا

زوہیب نے شامین سے زیادہ خود کو تسلی دی

سرنے ڈائریکٹر صاحب کو بھی انفارم کر دیا ہے

شامی نے بتایا

ہاں.... ابھی تو سر شرافت والا بے عزتی سیشن بھی باقی ہے ہمت اور آنسو بچا کے رکھو

کام آئیں گے

شامی پھیکا سا مسکرائی

تم لوگوں کی یہی بات بہت اچھی ہے حالات کیسے بھی ہوں ہمت نہیں ہارتے

اس تعریف کو تو خیر میں بعد میں فریم کرواؤں گا ابھی چلو باہر انتظار کر رہے ہیں سب

لوگ

صارم اور لائبرے کی گمشدگی کی خبر تمام سٹوڈنٹس میں آگ کی طرح پھیلی تھی

انتظامیہ نے سب کو سختی سے ہدایت کی تھی کہ یہ بات صارم اور لائبرے کے گروپ

اور انتظامیہ کے درمیان ہی رہے مگر نہ جانے کیسے یہ بات لیگ ہو گئی تھی

صارم اور لائبرے کا ذکر زبان زد عام تھا

ہر کوئی نئی نئی قیاس آرائیاں کرنے میں مصروف تھا

اور لائبرے اور صارم کے دوست اس صورتحال سے بہت پریشان تھے

وہ لوگ مزار پر گئے مگر صارم اور لائبرے انہیں وہاں نہیں ملے وہاں ان کے بارے میں

کسی کو بھی کچھ بھی معلوم نہیں تھا

وہاں سے وہ وہ لوگ رات گئے مایوس واپس آئے رات کے اس وقت وہ لوگ جنگل

میں ان کی تلاش کے لیے بھی نہیں جاسکتے تھے

کسی نے پولیس اسٹیشن میں رپورٹ کرنے کا مشورہ دیا جسے رد کر دیا گیا کیونکہ

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس سے یونیورسٹی کی بدنامی کا خدشہ تھا اور صارم اور لائبرے کی زندگی پر بھی اس

کے منفی اثرات مرتب ہوتے۔ اس لیے ان کی تلاش کو اگلے دن تک ملتوی کر دیا گیا

-----

-----

صبح جب لائبہ کی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو وہاں اکیلے پایا اس نے اپنے ارد گرد نظر

دوڑائی صارم شاہ کا کہیں نام و نشان تک نہیں تھا

کیا وہ اسے اس خوفناک جنگل میں اکیلا چھوڑ کے چلا گیا ہے

یہ خیال ایسا روح فرسا تھا کہ اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے

جنگل کی ہولناکی تنہائی اور جنگلی جانوروں کا خوف اور اس سے بھی بڑھ کر انسان

نماد رندوں کا خوف جن کے چنگل سے وہ بچ کر بھاگی تھی اس کے رونگٹے کھڑے

کرنے کے لئے کافی تھا

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رات کو جلا یا گیا الاؤ بچھ چکا تھا اور اب صرف راکھ باقی تھی

اسے صارم شاہ کے ساتھ گزر اوقت یاد آیا اسے لگا اس کی آنکھوں میں سب سے خواب

جنہیں اس نے خود سے بھی چھپایا تھا اسی راکھ کے ساتھ راکھ ہو گئے ہیں

نہیں صارم شاہ تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے

لائبہ نے کرب سے سوچا

کہیں وہ کسی مصیبت میں تو نہیں پھنس گیا

یہ خیال آتے ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی

نہیں صارم شاہ تمہیں کچھ نہیں ہو سکتا میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گی۔

مگر ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ اکیلا غائب تھا ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی

صارم شاہ کو تو اٹھا کر لے جاتا اور لائبہ کو چھوڑ جاتا

صارم شاہ اپنے سامان سمیت غائب تھا جو وہ لوگ گروپ کے دوران اپنے ساتھ رکھتے

تھے اور اب بھی ان کے پاس ہی تھا

لائبہ نے خود کو بے بسی کی انتہا پر پایا

اس کا ذہن متضاد خیالات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا

اس کا دل کہتا تھا کہ صارم شاہ اسے اس حالت میں اکیلا چھوڑ کر نہیں جاسکتا

مگر موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے اس کا دماغ اسے کہتا ہے کہ وہ واقعی لائبہ کو چھوڑ کر

چلا گیا ہے مگر کیوں اور کہاں

یہ سوچ سوچ کر اس کا دماغ ماؤف ہو جا رہا تھا

اس کا جی چاہا دھاڑیں مار مار کر رونے لگے

لائبہ نے نیچے بیٹھ کر زور زور سے رونا شروع کر دیا اس کی سسکیاں پتھروں کا سینہ بھی

شک کئے دے رہی تھی

لائبہ

لائبہ کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ واقعی کسی نے لائبہ کو پکارا ہے

اس نے سر اٹھا کر دیکھا

اس کے سامنے صارم شاہ کھڑا تھا جس کے ایک ہاتھ میں مچھلی اور دوسرے ہاتھ

میں پانی کی بوتل تھی جسے وہ گروپ کے دوران اپنے ساتھ ساتھ رکھتا تھا

لائبہ اٹھی اور اس کے سینے سے لگ کر زور زور سے رونے لگی

لائبہ کیا ہوا تم ٹھیک ہونا پلیز بتاؤ کیا ہوا ہے صارم شاہ نے ایک ہاتھ سے لائبہ کے سر کو

تھپک۔

وہ اس وقت س

صارم شاہ کو کوئی معصوم بچی لگ رہی تھی جو جنگل میں کھو گئی ہو

صارم شاہ نے اپنا دوسرا بازو لائنبہ کی کمر کے گرد جمائل کر دیا

لائنبہ کیا ہوا ہے مجھے بتاؤ

صارم شاہ نے پریشانی سے پوچھا

کہاں چلے گئے تھے تم مجھے اکیلا چھوڑ کر میں کتنا ڈر گئی تھی لائنبہ نے روتے ہوئے کہا

صارم نے سکون کا سانس لیا

میں کھانے کے لیے کچھ ڈھونڈنے گیا تھا یہاں قریب ہی ایک ندی ہے اس میں کافی

مچھلیاں ہیں یہ دیکھو

اس نے مچھلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

تو بتا کر نہیں جاسکتے تھے اگر خوف سے مجھے کچھ ہو جاتا تو....

لائبہ نے اس سے الگ ہوتے ہوئے کہا

تو مجھے بھی کچھ ہو جاتا

صارم شاہ نے اس انداز سے کہا کہ لائبہ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی مگر

اگلے ہی لمحے اس کی نظریں جھکتی چلی گئی

مجھے لگا تم مجھے چھوڑ کر کہیں چلے گئے ہو

لائبہ نے کہا

بڑے افسوس کی بات ہے اگر تم نے میرے بارے میں ایسا سوچا

صارم شاہ نے دکھ سے کہا

میرا مطلب ہے تم اپنا سامان بھی تولے گئے تھے

لائبہ نے جلدی سے کہا کہ کہیں وہ خفانہ ہو جائے

پھر بھی تم نے یہ سوچا بھی کیسے کہ میں تمہیں اکیلا چھوڑ کے چلا جاؤں گا وہ بھی اس

وقت اس حالت میں....

صارم نے خفگی سے کہا

صارم شاہ ایسی کوئی بات نہیں تم میری بات تو سنو

لائبہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کے اپنی طرف موڑا جو رخ موڑے اپنے بیگ سے پھل نکال

کر زمین پر پٹخ رہا تھا

رہنے دو لائبہ بات مت کرو مجھ سے

صارم شاہ پھولے ہوئے منہ کے ساتھ اپنے کام میں مصروف رہا

جواب میں اسے لائبہ کی سسکیاں سنائی دی جو پھر سے رونا شروع ہو چکی تھی

صارم شاہ کے ہاتھ پاؤں پھول گئے

یار میں مذاق کر رہا تھا پلیز رونا بند کرو میں سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں مگر تمہارے

آنسو نہیں

صارم شاہ نے جذب سے کہا

تو تم مجھ سے ناراض نہیں ہو

بالکل بھی نہیں

پھر ٹھیک ہے

اس کے بعد انہوں نے مل کر آگ جلائی اور اس پر مچھلی کو روست کر کے کھایا پانی پیا اور

واپسی کی تیاری کی

سورج نکل چکا تھا مگر جنگل اتنا گھنا تھا کہ اس کی سمت کا اندازہ کرنا مشکل تھا انہوں نے

واپسی کا سفر شروع کیا

سورج تو نظر نہیں آرہا ہے پھر تمہیں کیسے پتا اسی طرف جانا ہے کہیں ہم بھٹک نہ جائیں

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لائبہ نے کہا

پرندوں کو دیکھو وہ کس طرف جارہے ہیں ہمیں بھی اسی طرف جانا ہے

وہ کیوں بھلا

لائبہ نے حیرت سے پوچھا

اس لیے کہ صبح پرندے آبادیوں کی طرف جاتے ہیں تاکہ کچھ کھانے کو مل جائے اور  
شام کو جنگل کی طرف واپس آتے ہیں ہم بھی ان کے پیچھے پیچھے جائیں گے

صارم شاہ نے کہا

ہم.... جینیئس یو آر۔ یہ بات میرے دماغ میں کیوں نہیں آئی

تم ڈسکوری نہیں دیکھتی کیا...؟

صارم شاہ نے اسی کے انداز میں کہا

وہ تیز تیز چلتا جا رہا تھا لائبرے کو اس کے ساتھ ساتھ چلنے کے لئے تقریباً گنا پڑ رہا تھا

اوہ میں تو بھول ہی گیا تھا تم موویز دیکھتی ہو ایڈونچر موویز۔ ویسے تمہارے فیورٹ

مووی کونسی ہے...

وہ لائبرے کا دھیان بٹانے اور پریشانی کم کرنے کے لیے اس قسم کی باتیں کر رہا تھا

جب کچھ دیر تک لائبرے کی آواز نہ آئے تو صارم شاہ نے کہا

اوہ میں نے لائبرے علی کو چپ کر دیا یہ تو معجزہ ہو گیا

پھر بھی لائبہ کی آواز نہ آئی تو اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا

لائبہ اس حالت میں سن کھڑی تھی کہ اس کی آنکھیں خوف کے مارے پھیلی ہوئی تھی

کیا ہوا چل کیوں نہیں رہی ہمیں جلدی پہنچنا ہے صارم شاہ نے کہا

لائبہ نے اشاروں اشاروں میں اسے کچھ بتانے کی کوشش کی اس نے اپنے ہاتھ میں

ایک موٹا سا ڈنڈا بھی پکڑ رکھا تھا

لائبہ خاتون ایم سوری اب کچھ نہیں کہتا تمہیں چلو شاہاش یہ ڈنڈا پھینکو...

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صارم شاہ نے کہا

لائبہ نے جل کر پھر کچھ اشارہ کیا

ویسے بندہ ناچیز کے لئے تو آپ کی آنکھ کا ایک اشارہ ہی کافی ہے اس کی بھلا کیا ضرورت

ہے....

صارم شاہ نے لائبہ کے ہاتھ میں پکڑے ڈنڈے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

لائبہ نے کھا جانے والی نظروں سے صارم شاہ کو دیکھا اور انگلی سے اپنے اور

صارم کے درمیان میں ایک جگہ پر اشارہ کیا

وہاں ایک سفید اور کالا دھاری دار سانپ پھن پھیلائے بیٹھا تھا

ا وہ تو یہ بات ہے پہلے نہیں بتا سکتی تھی کیا

صارم شاہ نے کہا اور درخت کی ایک بڑی سی شاخ جھٹکے سے توڑ لی

صارم شاہ نے لائے کو مزید پیچھے ہونے کا اشارہ کیا اور آہستہ آہستہ سانپ کی طرف

بڑھا اور پے در پے وار کر کے سانپ کو مار دیا

لائے ایک طرف سے ہو کر اس کے پاس آگئی

بتا نہیں سکتی تھی

بتا تو رہی تھی اشاروں سے

لائے نے کہا

میں نے تو جیسے بڑی پریکٹیس کی ہے اشارے سمجھنے کی۔ بول کر نہیں بتا سکتی تھی

کیا کہتی کہ صارم شاہ جلدی سے سانپ کو مار دو کہیں یہ ہمیں کاٹ ہی نالے۔ اور اگر وہ

سن لیتا تو...

لائبہ نے اپنی طرف سے بڑے پتے کی بات کی

ہاں سانپ نے تو جیسے اردو ادب میں پی ایچ ڈی کر رکھی ہے جو وہ ہماری بات سن لیتا اور

سمجھ بھی جاتا

صارم شاہ نے کہا

وہ پھر سے چلنے لگا

لائبہ نے منہ بسور اور اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔



-----

-----

صبح ہوتے ہی وہ لوگ جنگل میں لائے اور صارم کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے  
شاہ مین رحمہ اور لیشفاء وہیں رہیں اور زوہیب اور ہدایت خان اساتذہ کے ساتھ جنگل  
میں چلے گئے

انہیں چلتے ہوئے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ گزرا ہو گا جب صارم شاہ اور لائے انہیں سامنے سے  
آتے ہوئے نظر آئے

زوہیب اور ہدایت خان دوڑتے ہوئے صارم کی طرف بڑھے اور باری باری اسے گلے  
لگایا

سر کو سب پتہ چل چکا ہے کوئی سٹرونگ سی دلیل تیار رکھنا

زوہیب نے اس کے کان میں سرگوشی کی

یہ کیا ہوا ہے تمہیں

ہدایت خان صارم شاہ کی بازو پر بندھی پٹی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا

بعد میں بتاتا ہوں

صارم نے کہا اور ٹیچرز کی طرف بڑھ گیا

لائبہ نے اپنے دوپٹے کو اسکارف کی صورت میں سر پر باندھ رکھا تھا اس کا باقی کا

آدھا دوپٹہ پٹی کی صورت میں صارم کے بازو سے بندھا تھا

وہ لوگ سر کے ساتھ واپسی کیلئے روانہ ہوئے۔ اسی دن وہ لوگ ٹرپ سے واپس آ

گئے حالانکہ ٹرپ کا دورانیہ ایک ہفتے کا تھا مگر موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Poetry|Short Stories  
واپسی کا قصد کرنا ہی مناسب تھا۔

-----

-----

انہیں ٹرپ سے واپس آئے تقریباً ایک ہفتہ گزر چکا تھا اور اس ایک ہفتے میں بے شمار مرتبہ صارم اور لائبرے کو بورڈ آف ڈائریکٹرز کے سامنے طلب کیا گیا وہ دونوں وضاحتیں دے دے کر تھک چکے تھے

صارم تو خیر لڑکا تھا زیادہ تکلیف دہ صورت حال کا سامنا لائبرے کو کرنا پڑا اسے لوگوں کی نظریں خود پر چبھتی ہوئی محسوس ہوتی

لڑکیاں باتوں باتوں میں کرید کرید کر اس سے سوالات پوچھتیں وہ جہاں سے گزرتی طنزیہ باتیں سننے کو ملتی وہ معصوم دل لڑکی بھلا یہ سب کیسے برداشت کر سکتی تھی

وہ تمام لوگوں سے کٹی کٹی سی رہنے لگی صارم سے اس کا سامنا ابھی تک نہیں ہوا تھا نہ ہی وہ اس سے ملنے کے لیے گی۔

حالانکہ پوری کلاس باری باری صارم سے ملنے کے لیے ہاسٹل جا رہی تھی جو

گولی لگنے کی وجہ سے آج کل چھٹی پر تھا

بروقت طبی امداد نہ ملنے کی وجہ سے صارم کا زخم بگڑ چکا تھا اور اس کا علاج چل رہا تھا اس لیے وہ یونیورسٹی نہیں آ رہا تھا صارم نے اسے بہت فون کیے مگر

لائبہ نے اس کی کال ریسیو نہیں کی۔ تو وہ یونیورسٹی جا پہنچا

لائبہ اسے شامین کے ساتھ کلاس کے باہر برآمدے میں نظر آگئی

ارے صارم تم یہاں تم تو چھٹی پر تھے نہ یونیورسٹی کیوں آگئے میں تمام لیکچر نوٹ کر رہی ہوں تم فکر مت کرو اور ریسیٹ کرو ٹھیک سے

شاہ مین نے کہا

شامین کچھ دیر ہمیں اکیلا چھوڑ سکتی ہو

شامین خاموشی سے وہاں سے اٹھ کر چلی گئی

جلدی کہو جو کہنا ہے صارم شاہ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے

کیوں کر رہی ہوں میرے ساتھ ایسا....؟

کیا کیا ہے میں نے تم کس بارے میں بات کر رہے ہو.....

لائبہ نے بے نیازی سے کہا

اتنی انجان مت بنو لائبہ۔ فون کرتا ہوں تم فون نہیں اٹھاتی ہاسٹل میں تم نہیں ملتی

پوری

کلاس مجھ سے ملنے کے لیے آئی سوائے تمہارے۔

ملنے آنا تو دور کی بات تم نے تو پلٹ کر بھی نہیں دیکھا کہ صارم شاہ زندہ ہے یا مر گیا۔

وہ مان بھرے لہجے میں شکوہ کر رہا تھا

سوری مجھے آنا چاہیے تھا پوری کلاس گئی تھی مگر میں کچھ مصروف تھی

مصروف تھی.... ایسی بھی کیا مصروفیت لائبہ کہ تمہیں ایک بار بھی میرا خیال نہیں

آیا۔

صارم شاہ نے کہا

ہزاروں کام ہوتے ہیں اب میں تمہیں ہر چیز کی تفصیل تو نہیں بتا سکتی اور میرے نہ

جانے سے کوئی قیامت تو نہیں آگئی۔

لائبہ مجھے یقین نہیں آرہا کہ یہ تم ہو۔ تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہو اس ایک

ہفتے میں آخر ایسا کیا ہو گیا کہ تم اتنا بدل گئی تم نے اپنا راستہ ہی بدل ڈالا۔ صارم شاہ

کی ذات اس کے جذبات اتنے ارزاں تو نہ تھے

وہ بری طرح دکھی ہوا تھا

کیا کچھ نہ تھا اس کے لہجے میں حیرت بے یقینی دکھ اور سب سے بڑھ کر اپنے

NEW ERA MAGAZINE

جذبات کی کم مائیگی اور ٹھکرائے جانے کا احساس جان لیوا تھا

صارم شاہ ہمارے راستے تو کبھی ایک تھے ہی نہیں زندگی کی راہ گزر پر میں

تھوڑی دور تمہارے ساتھ کیا چلی تم مجھے ہمسفر ہی سمجھ بیٹھے۔

تم میری منزل نہیں تھی تو کیوں مجھے ان رستوں پر بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیا جو

گھوم پھر کر تمہارے در پر آرکتے ہیں کیوں آس دلانی تھی کیوں نہیں ٹوکا مجھے؟

میں نے تمہاری آنکھوں میں اپنے لیے محبت کے دیے جلتے دیکھے ہیں لائبہ کیا تھا وہ

سب...؟

کیا تم نے نہیں کہا تھا کہ صارم شاہ مجھے کبھی چھوڑ کر نہ جانا ہر قدم پر میرے ساتھ  
چلنا...

جھوٹ بولا تھا بکو اس کی تھی میں نے۔ میں وہاں تمہارے رحم و کرم پر تھی صارم  
شاہ اس لئے کہا تھا وہ سب۔ اور پلیز اب میری جان چھوڑ دو کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہو  
وہ بے رحمی سے اس کے آگے ہاتھ جوڑ کر بولی۔

صارم شاہ نے لال انگارہ ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

لائبہ کیا کمی رہ گئی میری محبت میں میری وفاؤں میں آخر تم کیوں کر رہی ہو ایسا

کیا میں تمہارے قابل نہیں

صارم شاہ مجھے مجبور مت کرو کہ میں کچھ الٹا سیدھا کہ بیٹھوں۔ تم ہو کیا چیز کیا

کر رہے تمہارا۔ یو آر اے کلاس کلون۔ تمہاری حیثیت ایک جو کر سے زیادہ کچھ نہیں

میں کسی ایسے انسان سے شادی کرنا چاہتی ہوں جو میرے دل کی ہر خواہش کو میری زبان پر آنے سے پہلے پوری کر سکے۔

میرے ہر خواب کو تعبیر دے سکے جس کے ساتھ میں چلوں تو لوگ مجھے اس کے نام سے جانیں نہ کہ اسے میرے نام سے۔ کیا تم دے سکتے ہو یہ سب مجھے؟

لائبہ نے اس سے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا

صارم شاہ ایک دم ڈھیلا پڑا

اور اگر یہی سب کچھ میرے پاس ہوتا تو کیا تم مجھ سے شادی کر لیتی...؟

صارم شاہ نے عجیب سے لہجے میں پوچھا

ہاں اگر یہ سب کچھ تمہارے پاس بھی ہوتا تو میں تم سے شادی کر لیتی۔

مگر اس وقت تو میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتی۔ کہاں تم اور کہاں دانیال ملک...!

تمہیں پتا ہے کہ وہ ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں چیف ایگزیکٹو آفیسر ہے اس سے اچھا انسان مجھے کہاں ملے گا۔

لائبہ تمھاری نظر میں اچھا انسان کون ہے کیا میں اچھا انسان نہیں۔ کیا برائی ہے مجھ میں؟

صارم شاہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ لالچ میں کس حد تک اندھی ہو چکی ہے۔

ہر لڑکی کی خواہش ہوتی ہے کہ شادی کے بعد اس کا اپنا گھر ہو۔ گاڑی ہو بینک

بیلنس ہو نوکر چاکر ہوتا کہ وہ عیش سے زندگی گزار سکے۔ کیا تم دے سکتے ہو یہ سب کچھ مجھے؟

اور محبت.... کیا اس کی کوئی ویلیو نہیں تمھاری نظر میں....؟

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

محبت... کیا ہوتی ہے یہ محبت۔ جب تن پر کپڑا نہ ہو پیروں تلے زمین نہ ہو سر پر

چھت نہ ہو تو یہ ساری باتیں بے کار لگنے لگتی ہیں یہ سب کتابی باتیں ہیں صارم شاہ

جو کتابوں میں ہی اچھی لگتی ہیں کیا خوب کہا ہے کسی نے

کہتے ہیں جس کو عشق خلل ہے دماغ کا

اور رہی بات دولت کی ہے اگر کسی کے پاس دولت ہو تو محبت کرنے والے ہزاروں مل

جاتے ہیں۔

ٹھیک ہے لائِبہ جب تم نے فیصلہ کر ہی لیا ہے تو جاؤ جو تمہارے جی میں آئے کرو۔  
 اب میں تمہارے سامنے محبت کی بھیک مانگنے نہیں آؤں گا۔ میں نے جس لائِبہ سے  
 محبت کی تھی وہ یہ توہر گز نہیں جو اس وقت میرے سامنے کھڑی ہے۔

صارم شاہ نے ٹوٹے بکھرے سے لہجے میں کہا۔

وہ واپس جانے کے لئے مڑنے ہی لگا تھا کہ قریب سے گزرتی ہوئی لڑکیوں کی آواز اس  
 کے کانوں سے ٹکرائی۔

وہ دیکھو صارم شاہ اور لائِبہ علی  
 NEW ERA MAGAZINE  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کون لائِبہ...

یار وہ ہی جو ٹرپ کے دوران بھاگ گئی تھی اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ...

اوہ اچھا یہ ہے وہ... شکل سے کتنی معصوم لگتی ہے اور حرکتیں دیکھو اس کی توبہ  
 توبہ.....

اسی لئے تو کہتے ہیں صورت دیکھ کر سیرت کا اندازہ نہیں لگانا چاہیے خیر ہمیں کیا...  
وہ دونوں زہرا گل کروہاں سے چلتی بنی یہ دیکھے بغیر کے ان کی زبان سے نکلا یہ زہر کسی  
کی روح چھلانی کر چکا تھا...

صارم شاہ نے تڑپ کر لائے کی طرف دیکھا مگر لائے بے تاثر اور سپاٹ چہرہ لیے  
کھڑی تھی جیسے ان باتوں سے کوئی فرق ہی نہ پڑتا ہو۔

صارم شاہ واپس پلٹ آیا

اس نے سوچ لیا تھا اگر جدائی مقدر میں لکھی ہوئی ہے تو وہ دوبارہ لائے کے سامنے

نہیں جائے گا وہ اس دروازے کو نہیں کھٹکھٹائے گا جو اس پر بند کر دیا گیا ہو۔ جہاں

سے اسے دھتکار دیا گیا ہو۔ شامی نے ٹھیک ہی کہا تھا لائے ایک پتھر تھی اور پتھر

کو کتنا بھی تراشو وہ پتھر ہی رہتا ہے ہیرا نہیں بن سکتا

کبھی ہم بھگتے ہیں

چاہتوں کی تیز بارش میں

کبھی برسوں نہیں ملتے

کسی ہلکی سی رنجش میں

تمہی میں دیوتاؤں سی

کوئی خوبی نہ تھی ورنہ

کمی کوئی نہیں تھی

میرے انداز پر ستش میں



-----

-----

مجھے یقین نہیں آرہا لائے تم اتنی بیوقوف بھی ہو سکتی ہو یہ تم نے کیا کر دیا اپنے ساتھ...

شاہ میں کو پتہ چلا تو وہ سر پکڑ کے بیٹھ گئی۔

یہ تم کہہ رہی ہو شامین....

سب پتہ ہونے کے باوجود



لائے نے دکھ سے اسے دیکھا۔

ہاں میں کہہ رہی ہوں

تم پاگل تو نہیں ہو گی۔ انہوں نے تمہیں دھمکی دی اور تم ڈر گئی۔ وہ ایسا کچھ نہیں کریں

گے ٹرسٹ می.....

شامی نے اسے سمجھایا

وہ میرے باپ ہیں شامین مجھ سے زیادہ انہیں کون جانتا ہو گا۔ وہ کچھ بھی کر سکتے

پہلے آج کل وہ وہی سنتے ہیں جو ارونہ انہیں سناتی ہے اور وہی دیکھتے ہیں جو وہ دکھانا چاہتی ہے.....

انہوں نے کہہ دیا اور تم نے مان لیا لائے تم صارم کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہو۔  
صارم سے بہتر انسان تمہیں نہیں مل سکتا لائے اپنے ساتھ یہ ظلم مت کرو حالت دیکھو  
اپنی برسوں کی بیمار لگ رہی ہو۔

شامی نے اس کے حلیے کی طرف اشارہ کیا جس کی آنکھوں تلے ہلکے پڑ گئے تھے  
رور و کر سو جی ہوئی آنکھیں بکھرے بال شکن زدہ لباس وہ کہیں سے بھی وہ وہ لائے  
نہیں لگ رہی تھی جو اس کی بچپن کی دوست تھیں اس نے خود کو کیا سے کیا بنا لیا تھا  
میں کیا کروں شاہ مین مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔ اگر صارم کی حمایت کروں تو پاپا کو لگے گا  
کہ ارونہ ٹھیک کہتی ہے۔

کیا کہتی ہے وہ؟

وہ کہتی ہے... کہتی ہے کہ میں صارم کے ساتھ بھاگ گی تھی اور یہ بات اس نے اپنے  
دوستوں کے ذریعے پورے ڈیپارٹمنٹ میں مشہور کر دی ہے۔

وہ صوفے پر گرنے والے انداز میں بیٹھی اور منہ چھپا کے رونے لگی۔

کیا بکو اس ہے یہ؟ اور تم اس سے بلیک میل ہو رہی ہو۔ بس بہت ہو گیا میں صارم شاہ کو  
سب کچھ سچ بتا دوں گی۔

نہیں تم ایسا کچھ نہیں کرو گی۔

میں ایسا ہی کروں گی لائے اگر تم نے میری بات نہیں مانی تو میں بھی تمہاری بات نہیں  
مانوں گی۔

پہلے پوری بات سن لو پھر جو تمہارے جی میں آئے کرنا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لائے نے شاہ مین کا ہاتھ پکڑ کر صوفے پر بٹھایا۔

بولو

شامی نے کہا

لائے دھیرے دھیرے بولنے لگی۔



ایک ہفتہ پہلے

ٹرپ سے واپس آنے کے بعد اگلے دن

پاپا آپ ایسا نہیں کر سکتے...

وہ شاک نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولی۔

اچھا کون روکے گا مجھے ایسا کرنے سے...؟

وہ اس وقت پروفیسر ڈاکٹر شرافت علی اصغر کے کمرے میں موجود تھی ان کے

پوچھنے پر وہ اپنے ساتھ پیش آنے والا واقعہ انہیں بتا چکی تھی

بورڈ آف ڈائریکٹرز کے ہیڈ ہونے کے باعث صارم اور لائبہ کے خلاف جو کیس بورڈ

میں رکھا گیا تھا اس کا فیصلہ کرنا ان کے اختیار میں تھا دوسرے ممبرز سے انہوں نے

برائے نام ہی رائے لی تھی۔

انہوں نے صارم شاہ کو یہ سزا سنائی کہ اسے یونیورسٹی سے بے دخل کر دیا جائے جس پر

لائبہ نے شدید احتجاج کیا تھا۔

میں ایسا کر سکتا ہوں کون روکے گا مجھے ایسا کرنے سے...؟

عہدے کا غرور ان کی آواز میں جھلک رہا تھا۔

لیکن اس کا قصور کیا ہے آخر...؟ سوائے اس کے کہ اس نے میری مدد کی تھی۔

اس کا قصور یہ ہے کہ اس نے تمہیں اغوا کرنے کی کوشش کی تھی۔

یہ جھوٹ ہے اس نے ایسا کچھ نہیں کیا۔

اس بات سے فرق نہیں پڑتا فرق اس بات سے پڑتا ہے کہ سب لوگ تمہارے بارے میں

کیا سوچیں گے۔ یہ بات جھوٹ ہو پھر بھی تمہاری بات کا کوئی یقین نہیں کرے گا۔

کچے ذہنوں پر پکا جھوٹ بہت جلدی اثر کرتا ہے۔ انہوں نے اسے سمجھایا۔

صارم شاہ کی بات کون مانے گا؟

انہوں نے استہزایہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا

میں بتاؤں گی سب کو کہ وہ مجھے زبردستی نہیں لے کر گیا۔

میں خود گئی تھی اس کے ساتھ...

لائب نے غصے سے کہا۔

دیکھا شرافت علی میں نہیں کہتی تھی کہ لائبہ اس کے ساتھ اپنی مرضی سے بھاگ گئی

ہے..

ارونہ شرافت علی کی نئی نوبلی بیوی جو بہت دیر سے خاموش بیٹھی تھی بیچ میں بولی۔

لائبہ نے تڑپ کر اس کی طرف دیکھا۔

خدا کے لیے خاموش ہو جائیں مجھ پر کیچڑ اچھالنے سے پہلے کم از کم یہی سوچ لیں

کہ آپ بھی ایک عورت ہیں اور یہ سب فیس کر چکی ہیں تو یہ بھی سمجھتی ہوں گی



کتنی تکلیف ہوتی ہے ایسے بے بنیاد الزامات لگنے سے۔

اتنا گھٹیا الزام لگاتے ہوئے شرم نہیں آتی آپ کو...!

لائبہ پھٹ پڑی۔

دیکھ رہے ہیں شرافت کس طرح بات کر رہی ہیں یہ مجھ سے۔ یہی تربیت دی ہے اس

کی ماں نے اسے...؟

میں پہلے ہی کہتی تھی کہ اسے ہاسٹل نہ بھیجیں وہاں جا کر اس کے اور پر نکل آئے

ہیں اسے میرے حوالے کریں۔ پھر دیکھیں میں اس کو کیسے تہذیب سکھاتی ہوں ماں

ہوں اس کی اس کا برا نہیں چاہوں گی۔

ارونہ نے شرافت کو اپنے ناز و ادا سے اپنی بات ماننے کے لیے تیار کر لیا۔

تم ٹھیک کہتی ہو اب یہ کہیں نہیں جائے گی یہ گھر سے ہی میرے ساتھ یونیورسٹی جایا کرے گی۔

پاپا یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔ وہ بھی اس عورت کی

باتوں میں آکر۔ جیسی گھٹیا یہ خود ہے ویسا ہی یہ دوسروں کو سمجھتی ہے...

چٹاخ... لائبرے کی بات درمیان میں ہی رہ گئی شرافت علی کے زوردار تھپڑ سے وہ تیورا کر گری۔

لائبرے نے بے یقینی سے اپنے باپ کو دیکھا اسے ان سے یہ امید تو ہر گز نہیں تھی باپ

تو بیٹیوں کا مان ہوا کرتے ہیں مگر شرافت علی نے تو اس سے اس کی ذات کا غرور بھی

چھین لیا۔

ان کی دوسری شادی سے لے کر ان کے نت نئے ایئر تک اس نے سب کچھ

خاموشی سے برداشت کیا تھا۔

وہ بہت خاموش رہنے لگی تھی وہ دوستی کرتے ڈرتی تھی کہ کہیں اس کی کوئی فرینڈ اس سے اس کے ماں باپ کے بارے میں نہ پوچھ لے۔

وہ یونیورسٹی کے ایک اہم عہدے دار کی بیٹی تھی مگر اس کے باوجود شرافت علی کی بیٹی ہونا اس کے لئے کبھی بھی قابل فخر نہیں رہا اسی لیے اس نے یونیورسٹی میں یہ بات سب سے چھپائی۔

شاہ مین وہ واحد لڑکی تھی جسے وہ اپنے دل کی ہر بات بلا جھجک بتا دیتی تھی۔  
 لائبریری میں بہت لائق طالبہ تھی مگر اپنے باپ کی وجہ سے وہ احساس کمتری میں مبتلا ہو گئی۔

اور پھر صام شاہ اس کی زندگی میں آیا۔ وہ خزاں میں بہار کے موسم کی طرح اس کی زندگی پر چھا گیا۔

صام شاہ کی محبت نے اس کے اندر جینے کی امنگ کو پھر سے بیدار کیا وہ پھر سے مسکرانے لگی

گنگنانے لگی

سنور نے لگی

نکھرنے لگی

اس کا دل پھر سے دھڑکنے لگا۔ وہ لائے کی زندگی کا مقصد و محور بن گیا اس کی

زندگی کا حاصل بن گیا پھر وہ اس کے ساتھ ایسا کیسے ہونے دیتی...

اس کا ایک ہاتھ اس کے گال پر تھا جہاں شرافت علی کے تھپڑ سے انگلیوں کے

نشانات ابھر آئے تھے اس نے ہاتھ کی پشت سے ہونٹوں کے کناروں سے بہتے خون کی

پتلی سی لکیر کو صاف کیا۔

اس کی بے یقین نظریں اب تک شرافت علی پر جمی تھی اس کی خود سے چند سال

بڑی یہ نام نہاد ماں کھڑی مسکرا رہی تھی۔

اٹھو اور دور ہو جاؤ میری نظروں سے میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔ تم نے

میرے اعتبار کی دھجیاں اڑادی ہیں لائے

وہ دھاڑے۔

صارم شاہ کو تو میں ایسا سبق سکھاؤں گا کہ اس کی نسلیں یاد رکھیں گی۔

لائبہ ایک دم ہوش میں آئی۔

پاپا پلیز میری بات سنیں جو آپ کہیں گے میں کروں گی بس میری ایک بات مان لیں۔

وہ ر کے اور زخ موڑے بغیر بولے

بولو کیا کہنا چاہتی ہو۔

پاپا جیسا آپ کہیں گے میں ویسا ہی کروں گی لیکن آپ صارم کو یونیورسٹی سے مت

نکالیں اس کا کیریئر خراب ہو جائے گا۔

دیکھ رہے ہیں شرافت اس کا بھوت کیسے لائبہ کے سر چڑھ کر بول رہا ہے لائبہ کی اب

شادی کر دیں یہ نہ ہو بعد میں پچھتا نا پڑے۔

ارونہ نے جلتی پر تیل چھڑکنا ضروری سمجھا۔

تم ٹھیک کہتی ہو ویسے بھی اپنے کزن دانیال کے لیے کہا تھا نا تم نے اسے کہو اپنے

والدین کو بھیجے۔ اور تم تیاری شروع کرو اس فرض سے اب میں جلد سبکدوش ہونا چاہتا ہوں۔

شرافت علی نے ایسے کہا جیسے لائے وہاں موجود ہی نہ ہو اس کی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ کرتے ہوئے انہوں نے ایک بار بھی لائے سے پوچھنا ضروری نہیں سمجھا۔ لیکن پاپاسب جانتے ہیں کہ وہ شخص ایک نمبر کا عیاش ہے۔

اور صارم شاہ ایک نمبر کا فلاش ہے تم یہ فرق کیوں نہیں دیکھ رہی۔ وہ تمہیں کچھ نہیں دے سکتا۔ سوچو دانیال ملک سے شادی کر کے تم کہاں سے کہاں پہنچ جاؤ گی۔ گاڑی بنگلہ بینک بیلنس ہر چیز ہو گی تمہارے پاس عیش کرو گی لائے عیش...

ارونانے کہا

جیسے تم کر رہی ہو میرے باپ سے شادی کر کے...

وہ بولے بنانہ رہ سکی۔

دیکھ رہے ہو شرافت علی یہی کسر رہ گئی تھی وہ ٹسوے بہاتی ہوئی وہاں سے اٹھ کر

چلی گئی۔ لائبنے نے بے زاری سے اس کے اس ڈرامے کو دیکھا۔  
شرافت علی اس کے پیچھے پیچھے گیا تھا وہ سر پکڑ کر صوفے پر بیٹھ گئی۔



اب اٹھ جا کب تک سوئے گا..؟

زوہیب نے کمرے کی لائٹ آن کر کے کھڑکی سے پردے ہٹائے۔

صارم شاہ نے فوراً اپنا بازو آنکھوں پر رکھ لیا

بند کرو لائٹ مجھے نیند آرہی ہے۔

اوائے یہ سونے کا کونسا وقت ہے یونیورسٹی نہیں جانا کیا آج پیپر ہے ہمارا۔

مجھے پیپر نہیں دینا۔

کیوں نہیں دینا پیپر تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے پورے سال کی محنت کو ضائع کرنے پر تلا

ہے

میری تیاری نہیں ہے۔

کچھ نہیں ہوتا اچھی خاصی تیاری ہے تیری۔ تیرا پروجیکٹ دیکھا تھا میں نے جب اتنا

اچھا پروجیکٹ بنایا ہے تو تیاری بھی اچھی ہوگی۔

زوہیب کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر وہ اس طرح کیوں کہہ رہا ہے۔

کوئی بات ہوئی ہے...

نہیں کوئی بات نہیں ہوئی..

تو پھر اس ڈرامے کا مقصد...؟

تو جا میں آ جاؤں گا۔

اچھا چل جلدی آنا مجھے یونیورسٹی میں کچھ کام ہے ورنہ تیرے ساتھ ہی چلتا۔

زوہیب کے جانے کے بعد وہ کچھ دیر یوں ہی لیٹا رہا اس کا بلکل بھی دل نہیں چاہ رہا

تھا پیپر دینے کا۔ وہ بے دلی سے تیار ہوا اور یونیورسٹی پہنچ گیا اس نے قصداً لائبریری کی

طرف دیکھنے سے گریز کیا۔

پیپر شروع ہوا سب لوگ جلدی جلدی پیپر کر رہے تھے اور وہ خالی پیپر کو گھورے جا

رہا تھا۔



NEW ERA MAGAZINE  
اپنی پرو بلم صارم...  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سراسر کی آواز پر وہ چونکا۔

نو پرو بلم سر۔

تو پھر پیپر کیوں نہیں کر رہے؟

ایسی بات نہیں سر میں کچھ یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اچھا جلدی کرو آدھا وقت تو گزر ہی چکا ہے۔

سر کہہ کر جیسے ہی آگے گئے وہ پیپر ٹیبل پر رکھ کر باہر نکل گیا۔

لائبہ نے بے بسی سے اسے باہر جاتے ہوئے دیکھا۔

شامی نے نظروں ہی نظروں میں اسے ریلکس ہونے کا کہا۔

اس کے بعد وہ کیا کچھ پیپر میں لکھ۔ ائی اسے خود بھی نہیں پتا چلا۔

یہ تو نے کیا حرکت کی ہے؟

NEW ERA MAGAZINE.com

Novels|Afsana|Articles|Gossamer|Poetry|Humor|Cartoon|Comics|Etc.

زوہیب باہر آتے ہیں اس پر برس پڑا۔

کون سی حرکت؟

پیپر سے کیوں اٹھ آیا؟

مجھے نہیں دینے کوئی پیپر۔

کوئی تک بھی ہے اس بے تکی بات کی؟ آخر اچانک تیرے دماغ میں کون سا سودا سما گیا

ہے...؟

صارم شاہ کی بات پر زوہیب کا مچرٹ کر بولا۔

کیوں اپنا کیریر تباہ کرنے پر تلا ہے یہ ڈگری تیرے لیے کتنی ضروری ہے تو جانتا ہے  
نا۔

زوہیب کی زبان کو ایک دم بریک لگی تھی۔۔

صارم شاہ نے اپنا موبائل اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔

یہ کیا ہے تیرے پاس ایم بی اے کی ڈگری پہلے سے ہے تو یہاں کیا جھک مارنے آیا  
ہے۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زوہیب نے حیرت سے اسے دیکھا

صارم شاہ ایسے ہنسا کہ زوہیب کو لگا اس کا دماغ چل گنا ہے۔

ہاں جھک ہی تو ماری ہے دو سال لائبریری کے پیچھے۔

وہ عجیب سے لہجے میں بولا

تو کیا کہہ رہا ہے میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا اچھا چل کینے چلتے ہیں وہاں جا کر بات  
کریں گے۔

وہ دونوں کیفے آگئے اور چائے منگوائی۔

اب بتا کیا بات ہے کیوں اتنا پریشان ہے اور جب تمہارے پاس ڈگری پہلے سے موجود تھی تو بھلا داخلہ لینے کی کیا ضرورت تھی؟

لائبہ علی کے لیے

لائبہ کے لئے کیوں؟ میں کچھ سمجھا نہیں تو کیا لائبہ کو پہلے سے جانتا تھا؟

لائبہ کو میں نے پہلی بار پاپا کے آفس میں دیکھا تھا وہ اپنی دوست کے ساتھ وہاں آئی تھی وہ اور اس کی دوست صائمہ حمید ہمارے آفس میں انٹرنشپ کے لیے آئی تھی۔

وہ دونوں وٹینگ روم میں بیٹھی باتیں کر رہی تھیں میں اپنے کیمین میں بیٹھا نہیں دیکھ

رہا تھا ویسے تو میں کم ہی آفس جاتا تھا مگر پھر بھی پاپا نے میرے لئے الگ آفس ڈیزائن

کر وار کھا تھا۔

لڑکی خوبصورت ہے ٹرائی کر پھنس جائے گی۔

میرے کزن نے گھٹیا لہجے میں کہا۔

وہ ایسا ہی تھا کی لڑکیوں سے اس کے افسر چل رہے تھے انکل آنٹی کے بے جا پیار نے اس کے کردار کو تباہ کر کے رکھ دیا تھا۔

مجھے نہ جانے کیوں اس کا لائبہ کے بارے میں اس طرح بات کرنا بہت برا لگا تھا۔

جس طرح پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں۔ اسی طرح تمام لڑکیاں بھی ایک جیسی

نہیں ہوتیں۔ کسی لڑکی کے بارے میں بات کرتے ہوئے سوچ لیا کرو کہ وہ بھی کسی

کی بہن بیٹی ہے کسی کی عزت ہے اگر تمہاری بہن یا بیٹی کے بارے میں کوئی ایسا کہے تو

کیا تمہیں اچھا لگے گا؟

ہمارے خاندان کی لڑکیاں ایسا نہیں کر سکتی کیونکہ وہ ویل آف کھاتے پیتے گھرانوں

کی لڑکیاں ہیں ایسی تو صرف یہ غریب اور مڈل کلاس گھرانوں کی لڑکیاں ہوتی ہیں

جو امیر زادوں کو پھانس کر پہلے افسر چلاتی ہیں اور پھر موقع ملنے پر ان سے

شادی بھی کر لیتی ہیں یہ ہوتا ہے ان کا امیر بننے کا شارٹ کٹ...

عدیل نے گھٹیا لہجے میں کہا

تم اس سے بات کر کے دیکھو اسے بتاؤ کہ اس کمپنی کے مالک تم ہو دیکھنا وہ کیسے تمہارے آگے پیچھے پھرتی ہے۔

لیکن اگر تم اسے بتاؤ گے کہ تم یہاں معمولی ملازم ہو یا کسی فیکٹری کے مزدور ہو تو وہ تمہاری اس خوبصورت شکل کے باوجود تمہیں چھوڑ کر چلی جائے گی۔

مجھے اس کی بات بہت بری لگی پتہ نہیں کیوں میرا دل گواہی دیتا تھا کہ یہ لڑکی ایسی نہیں۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زوہیب کے ذہن میں بہت سے سوالات کلبلا رہے تھے مگر وہ خاموشی سے سنتا رہا

جو کہانی صارم شاہ اسے سناتا تھا اسی میں اس کے تمام سوالات کے جوابات موجود تھے

اس کی جھیل جیسی آنکھوں میں عجیب سی ادا سی رقم تھی اس نے آفس میں کام کرنا

شروع کر دیا مگر وہ بہت کم دوسروں سے گھلتی ملتی تھی۔

میں نے اس سے بات کرنے کا سوچا جب میں اس کے کیمین کی طرف گیا تو لائبریری کی

آواز میرے کانوں سے ٹکرائی جس کا لب لباب یہ تھا کہ وہ اپنی دوست کو سمجھا رہی تھی کہ کمپنی کے باس سے فری ہونے کی کوشش مت کرنا یہ لوگ بھولی بھالی لڑکیوں کو بہلا پھسلا کر اپنے پیار کے جال میں پھنسا لیتے ہیں اور پھر ان کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہیں مجھے بہت افسوس ہوا اس کی سوچ پر۔ میں نے اس سے بات کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

ایک دن وہ آفس کے باہر کھڑی آٹو کا انتظار کر رہی تھی ٹھیک اسی وقت میں گاڑی لے کر آفس سے باہر نکلا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج وہ خلاف معمول اکیلی تھی اس کی دوست چھٹی پر تھی وہی اسے روز پک اور ڈراپ کرتی تھی۔

میں گاڑی لے کر اس کے پاس جا رکا۔

وہ کچھ سمٹ کر ایک طرف ہو کر کھڑی ہو گئی اور یوں ظاہر کیا جیسے اس نے مجھے دیکھا ہی نہیں۔

مس اگر برانہ مانیں تو میں چھوڑ دیتا ہوں آپ کو۔  
میں نے اس کے پاس جا کر گاڑی کا دروازہ کھول دیا۔  
نہیں بہت شکریہ آپ کا۔ میرا ڈرائیور بس آنے ہی والا ہے میں چلی جاؤں گی خود۔

اس نے کہا

بارش لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی جا رہی تھی وہ اب پوری طرح بھیگ چکی تھی اس نے  
موبائل پر کسی کا نمبر ملایا مگر کال ریسیو نہیں ہو سکی۔  
دیکھیں آفس اس وقت بند ہو چکا ہے ورنہ آپ اندر بیٹھ کر انتظار کر سکتی تھی مگر  
آپ اکیلی ہیں اندر صرف سوپرو وغیرہ ہی ہیں اس وقت ان کے پاس اکیلے رکنا مناسب  
نہیں اور اس تیز بارش میں آپ بھلا کتنی دیر یہاں کھڑی رہیں گے

میں نے اسے سمجھایا

وہ کشمکش میں گرفتار تھی کبھی سوچتی کے گاڑی میں بیٹھ جائے اور کبھی سوچتی نہیں۔  
آپ کون ہے آپ کو میں نے اکثر آفس میں دیکھا ہے۔

لائبہ نے پوچھا۔

میرا نام صارم شاہ ہے اس کمپنی کے مالک عثمان شاہ کا ڈرائیور ہوں میں۔ ویسے تو یہ میری ذمہ داری نہیں کہ میں امپلائز کو ان کے گھر ڈراپ کروں لیکن آپ کا یوں یہاں کھڑے رہنا ٹھیک نہیں لگا تو پوچھ لیا۔

میں نے قصداً جھوٹ بولا

لائبہ نے ایک لمحے کیلئے سوچا اور پھر پچھلا دروازہ کھول کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔

اس نے گاڑی میں بیٹھتے ہی پھر سے فون پر نمبر ملانے شروع کر دیے۔

میں نے غیر محسوس انداز میں شیشے کا رخ پچھلی سیٹ کی طرف کر دیا۔

میں کن اکھیوں سے اسے دیکھ رہا تھا

جونیت ورک نہ ہونے کی وجہ سے فون بیگ میں پٹخ چکی تھی اور اب گاڑی سے

باہر برستی بارش کو دیکھنے میں مصروف تھی اس بات سے بے خبر کے کوئی اسے

کتنی محویت سے دیکھے جا رہا ہے اس کا مصوم چہرہ میرے دل میں اتر رہا تھا۔

گلبرگ چلے پلینز

لائبہ کے کہنے پر میں جیسے کسی خوبصورت خواب سے جاگا تھا۔

میں نے گاڑی گلبرگ کی طرف موڑ لی

پورا راستہ خاموشی سے کٹا اگر میں نے کوئی سوال پوچھا بھی تو اس نے ہوں ہاں کے

علاوہ کوئی جواب نہ دیا۔

کیا میں آپ کا نام جان سکتا ہوں



میں نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ کہیں وہ براہی نہ مان جائے

لائبہ

مطلب کیا ہے اس کا؟

جنت کی حور

بہت خوبصورت نام ہے

آپ کو میرا نام کیسے پتہ چلا

اس نے حیرت سے پوچھا

آفس کے لوگوں سے

لائبہ نے مشکوک نظروں سے میری طرف دیکھا جیسے میری بات پر یقین نہ آیا ہو

میرا گھر آ گیا ہے صارم صاحب بس میں یہیں روک دیں گاڑی۔

اس نے کہا

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry  
بہت شکریہ آپ کا

وہ جانے لگی تو میں نے پکارا

مس لائبہ

جی

آپ مجھے صارم صاحب کی بجائے صرف صارم کہیں گی تو مجھے خوشی ہوگی۔ ہم

دونوں ایک ہی فرم میں ملازم ہیں تو پھر آپ جناب کا تکلف کیسا؟

میں نے کہا

ٹھیک ہے صرف صارم صاحب۔ بہت خوشی ہوئی آپ سے مل کر...

اس کی بات پر میں مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔

اس کے بعد اکثر ہماری آپس میں بات ہونے لگی۔ کبھی کبھی میں اسے گھر ڈراپ کر دیتا

تھا

لائب کو یہ معلوم نہیں تھا کہ جسے وہ ایک معمولی ڈرائیور سمجھ رہی ہے وہ کوئی

ڈرائیور نہیں بلکہ اس فرم کا مالک ہے جس میں وہ کام کرتی ہے۔

انہی دنوں میں کسی کام کے سلسلے میں شہر سے باہر چلا گیا۔ جب واپس آیا تو لائبہ

انٹرنشپ ختم ہونے کی وجہ سے وہ نوکری چھوڑ کر جا چکی تھی۔

جب میں واپس آیا تو اسے گئے ہوئے بھی ایک ہفتہ گزر چکا تھا

مجھے کسی پل سکون نہیں آ رہا تھا بس دل چاہتا تھا کہ وہ کسی طرح میرے سامنے

آجائے۔ میں اپنی کیفیت کو سمجھنے سے قاصر تھا۔

میں اس کے گھر گیا اس کے گھر پر تالا لگا ہوا تھا۔ ہمسایوں سے پتہ چلا کہ اس

کی نانی کی ڈیتھ ہو چکی ہے اور وہ ہاسٹل میں شفٹ ہو گئی ہے

مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ کس یونیورسٹی میں پڑھتی ہے کس ہاسٹل میں رہتی ہے  
مگر میں نے ہمت نہ ہاری اور اس کی تلاش جاری رکھی۔ میرا دل کہتا تھا کہ ہم ضرور  
ملیں گے۔

انہی دنوں میرے گھر میں میری شادی کی بات چلنے لگی۔ میں ابھی ایم بی اے کے  
پیپر دے کر فارغ ہوا تھا اور ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا تھا اور ہادیہ یعنی اپنی کزن سے تو  
بالکل بھی نہیں۔

ہادیہ میرا آئیڈیل نہیں تھی وہ ایک الٹرا ماڈلر کی ہے ہماری سوچ میں زمین آسمان کا فرق  
ہے۔

میرے پاپا رشتے کے لئے اصرار کر رہے تھے اور میں اور زیادہ شدت سے لائے کو  
ڈھونڈ رہا تھا۔ پاپا نے مجھ پر اس رشتے کے لیے دباؤ ڈالا اور کہا کہ اگر میں نے اس  
رشتے سے انکار کیا تو وہ مجھے اپنی جائیداد سے بے دخل کر دیں گے اصل میں یہ

شادی نہیں ایک طرح کا سودا تھا

ہا دیہ انکل کی اکلوتی بیٹی ہے اور پاپا اور انکل یہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کی جائیداد  
گھر سے باہر جائے اس لیے انہوں نے سوچا کہ ہم دونوں کی شادی کر دی جائے۔ مگر  
مجھے یہ منظور نہیں تھا۔

پاپا کی دھمکی پر میں گھر چھوڑ کر آ گیا۔

لائبہ کا کچھ پتہ نہ تھا میں نے ایک دوست فہد کے گھر رہنا شروع کر دیا۔ انہی دنوں  
اس نے کیمپس میں ایڈمیشن کے لیے اپلائی کیا تو میں بھی اس کے ساتھ آ گیا۔  
اور قسمت کی مہر بانی دیکھو یہاں مجھے لائبہ مل گئی۔

مجھے تو بہانہ چاہیے تھا اس کے آس پاس رہنے کا اس لئے میں نے بھی ایم بی اے  
میں ایڈمیشن لے لیا کیونکہ وہ ایم بی اے کر رہی تھی حالانکہ میں ایم بی اے کے پیپر پہلے  
ہی دے چکا تھا۔

کیونکہ ہم ایک دوسرے کو پہلے سے جانتے تھے اس لئے جلد ہی گھل مل گئے۔

اور اس کے بعد کے تمام حالات تمہارے سامنے ہی ہیں۔

تو نے یہ بات ہم سے کیوں چھپائی کہ تو اتنی بڑی جائیداد کا مالک ہے۔

اس میں بتانے والی کیا بات تھی اور ویسے بھی یہ جائیداد میری نہیں میرے باپ کی ہے۔

لیکن اس سب کا تمہاری پریشانی سے کیا تعلق ہے اتنے دل برداشتہ کیوں ہو رہے ہو۔

جواب میں صارم شاہ نے زوہیب کو لائے کے ساتھ ہوئی پوری گفتگو سنا دی۔

مجھے لگتا تھا کہ تو مجھ سے کچھ نہیں چھپاتا لیکن یہ میری بھول تھی۔

زوہیب نے کہا

تو اس وجہ سے اتنا پریشان ہیں فکر مت کر میں لائے سے بات کروں گا۔ اگر اس نے

ایسا کہا ہے ضرور اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی وجہ ہوگی ورنہ وہ ایسی لڑکی نہیں ہے۔

کوئی ضرورت نہیں ہے اس سے بات کرنے کی۔ میں بہت اچھی طرح جان چکا ہوں

وہ کیسی لڑکی ہے۔ اور میں نے فیصلی کر لیا ہے واپس گھر جانے کا۔

تو کیا تو اپنی کزن سے شادی کرنے پر راضی ہو گیا ہے۔

نہیں ایسی بات نہیں ہادیہ کی تو شادی بھی ہو چکی ہے۔

اس نے اپنے کالج کے لڑکے سے کورٹ میرج کر لی تھی۔

اسی لئے پاپا نے نہ صرف فون کر کے مجھے واپس بلا یا ہے بلکہ اپنے رویے پر

شرمندہ بھی تھے۔ یہ تو میں ہی بے وقوف تھا جو لائبریری کی وجہ سے اپنے گھر سے بھی دور

تھا۔  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صارم نے کہا

اس کے لہجے میں صدیوں کی تھکن تھی

تو کیا تو اسے اتنی آسانی سے بھول جائے گا۔ نہیں زوہیب نہیں اتنی آسانی سے تو میں

آب اسے نہیں چھوڑ سکتا۔

اس نے غریب سمجھ کر میری توہین کی ہے نہ اس نے کہا تھا نا کہ اگر میں دولت مند

ہوتا تو وہ مجھ سے شادی کر لیتی۔ اب میں اسے شادی کروں گا اور اس سے دیکھوں گا کہ کس طرح وہ دولت سے میری محبت کو خریدتی ہے۔

یہ جاننے کے باوجود وہ تم سے شادی سے انکار کر چکی ہیں اس وجہ سے کہ تم غریب تھے اب بھی تم اسے اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتے ہو۔ میں نے کہیں پڑھا تھا

جو دکھ دے اسے چھوڑ دو

جسے چھوڑ دو اسے دکھ نہ دو

اگر تم اسے دل سے نکال چکے ہو تو دماغ سے بھی نکال دو۔ دل اور دماغ کی اس کشمکش میں نقصان صرف تمہارا ہی ہے۔

پرواہ نہیں۔ جب اس نے بکاؤ مال کی طرح خود کو بازار میں رکھ ہی چھوڑا ہے تو

کیوں نہ ہم بھی دیکھیں تو سہی کہ کیا قیمت لگاتی ہے وہ اپنی محبت کی....

شاہ یہ تو کیا کر رہا ہے زندگی برباد کرنے پر تلا ہے اپنی...

صارم شاہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ زوہیب بے بسی سے اسے دیکھ کر رہ گیا۔



صارم شاہ اپنے گھر لوٹ گیا تھا اپنے اس آشیانے میں جسے اس نے لائبریری کے لئے  
تیاگ دیا تھا

گھر میں سب لوگوں نے اس کا خوش دلی سے استقبال کیا۔ خاص طور پر اس کی ماں  
نے جو پلکیں بچھائے اس کا انتظار کر رہی تھی

وہ فون پر ان کا حال احوال پوچھتا رہتا تھا لیکن گھر چھوڑنے کے بعد وہ پہلی بار ان سے مل رہا تھا۔

میر اصارم میر الال واپس آگیا۔ تم تو گھر کا راستہ بھول گئے تھے کیا تمہیں ایک بار بھی اپنی ماں کی یاد نہیں آئی

صالحہ خاتون صارم شاہ کے گلے لگی روتے ہوئے اس سے شکوہ کر رہی تھی۔

وہ پہلے سے بہت کمزور ہو گئی تھی ایک تو وہ پہلے ہی شوگر اور بلڈ پریشر کی

مریض تھی اس پہ لاڈلے بیٹے کی دوری نے انہیں بالکل ہی بستر سے لگا دیا تھا۔

صارم شاہ کو افسوس ہوا کہ کیوں وہ لائے کی محبت کے پیچھے اپنی ماں کو تنہا

چھوڑ گیا اور لائے نے اس کے ساتھ کیا کیا۔

اس کی بہن بھاگتی ہوئی آئی اور اس کے گلے لگ گئی۔

کیسی ہو چڑیل میں نے تمہیں بہت مس کیا تمہاری تمام تر شرارتوں سمیت...

صارم شاہ نے اس کی ناک دباتے ہوئے کہا

اسی لئے تو آپ روز فون کرتے تھے نہ مجھے اور یہ چڑیل کسے کہا ہے اتنی بیوٹی

فل گرل آپ کو چڑیل نظر آتی ہے جائے میں آپ سے نہیں بولتی...

وہ خفا ہو کر صوفے پر جا بیٹھیں

ارے ارے میں تو مذاق کر رہا تھا تم تو ناراض ہی ہوں گی

صارم نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا

ہاں بھئی اب تو ہم تمہیں چڑیل ہی نظر آئیں گے پری ڈھونڈ لی ہے تم نے..

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Articles | ... اس کی کزن سارا نے اسے چھیڑا۔

اور کب ملوار ہے ہو میری ہونے والی بھابی سے جن کے لئے آپ نے دو سال کا بن باس

کاٹا ہے۔

وہ تو تم لوگوں کو خود ہی ڈھونڈنی پڑے گی۔ میں آپ لوگوں کی پسند کی لڑکی سے شادی

کے لیے تیار ہوں۔ آپ لوگ تیاری کیجئے شادی کی۔

صارم شاہ نے کہا

میں ذرا آرام کر لوں۔ تھکا ہوا ہوں۔

وہ یہ کہہ کر مزید کسی سوال جواب سے پہلے ہی اپنے کمرے میں آ گیا۔ صالحہ بیگم نے بھی مزید کریدنا مناسب نہ سمجھا۔

اس کا کمرہ اسی طرح سلیقے سے سیٹ تھا جیسے وہ دو سال پہلے چھوڑ گیا تھا بس

کمرے کی کلر تھیم بدل دی گئی تھی گولڈن اور مہرون رنگ کے پردوں کے ساتھ

گولڈن ہیڈ شیت بچھائی گئی تھی جس سے کمرہ اور خوبصورت لگ رہا تھا

لاٹبہ علی میری زندگی میں تو تمہیں آنا ہی پڑے گا چاہے خوشی سے چاہے نہ خوشی سے تمہاری وجہ سے

اتنے دن میں اپنی ماں سے دور رہا ہے اور تم نے میرے ساتھ کیا کیا دواہرا کھیل کھیلتی رہی آخر کیا بگاڑا تھا میں نے تمہارا.....

سوچتے سوچتے کب اس کی آنکھ لگ گئی اسے پتہ بھی نہیں چلا اس کے دماغ میں کیا چل رہا تھا یہ تو وہی جانتا تھا

لائبہ ابھی بھی وقت ہے ایک بار پھر سوچ لو زندگی بھر کا فیصلہ ہے۔ ایسا نہ ہو بعد میں  
 پچھتا نا پڑے۔

شاہین مجھے کمزور کرنے کی کوشش نہ کرو میں نے یہ فیصلہ ہر قسم کے سود و

زیاں سے بالاتر ہو کر کیا ہے پھر بھلا پچھتانے کا کیا سوال۔ لائبہ نے کہا

لائبہ ایک بات پوچھوں تم سے؟

شاہین نے لائبہ کے ہاتھوں میں چوڑیاں پہناتے ہوئے کہا۔ آج اس کے رشتے کہ لیے

کچھ لوگ آرہے تھے اور نہ نے اسے کہا تھا کہ وہ وقت پر تیار ہو جائے۔

لاٹہ چپ چاپ اس کی ہر بات مان رہی تھی اس نے اپنے دل پر پتھر رکھ لیا تھا جب

صارم نہیں تو پھر کوئی بھی ہو اس بات سے کیا فرق پڑتا تھا

پوچھو کیا پوچھنا چاہتی ہوں

کیا تمہیں واقعی صارم شاہ سے محبت نہیں تھی تم اتنی پتھر دل تو نہ تھی اس کے

جذبات کا تم پر کوئی اثر ہی نہ ہوا...

شامین ان باتوں کا کوئی فائدہ نہیں اس بات سے کوئی فرق تو نہیں پڑتا کہ مجھے اس

سے محبت تھی یا نہیں لیکن ہاں آج آخری بار میں اس بات کا اقرار کرتی ہوں کہ مجھے

اس سے محبت ہے اور شاید ہمیشہ رہے گی۔

کہتے ہیں کہ عورت اپنی پہلی محبت کو کبھی نہیں بھول سکتی آج کے بعد میری زبان

سے تم صارم شاہ کا نام بھی نہیں سنو گی۔ نام لینے اور اسے یاد کرنے کا مطلب ہو گا کہ

میں اپنے ہونے والے شوہر سے خیانت کروں اور میں خائن نہیں ہوں۔

مگر پھر بھی اس کی یاد میرے دل کے کسی نہاں خانے میں ہمیشہ مہکتی رہے گی

جیسے ہم کتابوں میں پھولوں کو رکھ کے بھول جاتے ہیں مگر جب بھی وہ کتاب کھولی  
پھولوں کی خوشبو اسی طرح تروتازہ ملتی ہے۔

کہتے ہیں وقت ہر زخم کا مرہم ہے کہنے والے ٹھیک کہتے ہوں گے مگر وقت زخم تو  
بھر سکتا ہے تکلیف بھی بھلا دیتا ہے لیکن اس زخم کا نشان نہیں مٹا سکتا اس رشتے  
کو چاہے میں مجبوری میں قبول کر رہی ہو مگر میں پورے دل سے نبھاؤں گی اور  
شامی تم مجھ سے وعدہ کرو کہ آج کے بعد تم میرے سامنے صادم شاہ کا ذکر نہیں کرو  
گی۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
نہیں ان پہ جو میرا بس نہیں

کہ یہ عاشقی ہے ہوس نہیں

میں انہی کا تھا

میں انہی کا ہوں

وہ میرے نہیں

تو نہیں سہی

لائبہ کی آواز میں محبت کی نہ رسائی کا ایسا دکھ جھلک رہا تھا کہ شاہ مین کو لگا دکھ سے اس کا دل پھٹ جائے گا۔ اپنی عزیز از جان سہیلی کی یہ حالت سے دیکھی نہیں جا رہی تھی

اچانک وہ لائبہ کے گلے لگی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ لائبہ تو جیسے بت بنی کھڑی تھی جذبات و احساسات سے عاری پتھر کا ایک ایسا بت جیسے درد تکلیف کچھ محسوس نہیں ہوتا۔ شاہ مین کو اس نے خود سے الگ کیا۔

بی بی جی صاحب آپ کو باہر بلا رہے ہیں

ملازمہ نے آکر بتایا

اتنی جلدی..... انہوں نے تو ڈنر پر آنا تھا ابھی تو صرف پانچ بجے ہیں

شامی نے حیرت سے کہا۔

لگتا ہے بہت بے صبرے ہیں موصوف۔ چلیں لائبہ جی آپ کے ہونے والے ان کو دیکھ لیتے ہیں۔

وہ لائبہ کو ہنسانے کے لیے بولی۔ ورنہ اس کا اپنا دل نہیں چاہ رہا تھا اس شخص کا سامنا کرنے کے لیے جو صارم کی جگہ لیے بیٹھا تھا۔

صارم شاہ مین کا فرینڈ تھا کلاس فیلو تھا لیکن جب سے اسے لائبہ اور صارم کے بارے میں پتہ چلا تھا وہ اسے اور بھی زیادہ عزیز ہو گیا تھا اور اب اس کی جگہ کسی اور کو دیکھنا اور قبول کرنا کافی مشکل کام تھا اس لیے۔

لائبہ شاہ مین کے ساتھ باہر آئی۔

ہنسی مذاق چل رہا تھا۔ اس کے ڈیڈ کسی ادھیڑ عمر آدمی کے ساتھ سامنے والے صوفے پر بیٹھے تھے ایک طرف لائبہ کی ماں اس کی ہونے والی ساس کے ساتھ بیٹھی تھی تو دوسری طرف ایک لڑکی اکیلی بیٹھی تھی۔ دیکھنے میں لوگ تو اچھے ہی لگ رہے ہیں خدا کرے لڑکا بھی اچھا ہی ہو۔

شاہ مین نے سوچا لائبہ کو لیے خالی صوفے پر آ بیٹھی۔

عورت نے لائے کا ماتھا چوما اور اس کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا۔ نوجوان لڑکی جو لائے کی ہونے والی نند تھی لائے سے گلے ملی وہ پر شوق نگاہوں سے لائے کو دیکھے جا رہی تھی۔

اچھا تو آپ ہیں میری بھابی۔ بڑی آرزو تھی آپ سے ملنے کی۔ خیر اب تو آپ کو ہمارے ساتھ

ہی رہنا ہے مجھے تو آپ بہت پسند آئی ہیں امید ہے آپ کو بھی ہمارا گھر انہ اچھا لگے گا۔

NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لڑکی نان سٹاپ بولتی ہی جا رہی تھی۔ شامی نے سکھ کا سانس لیا اس کے دل سے بوجھ سا ہٹ گیا اسے لگا لائے خوش رہے گی ان لوگوں کے ساتھ۔ صارم نہیں تو کیا ہو اللہ سے صارم جیسا ہی کوئی جیون سا تھی دے۔ جو اس کی دوست کا بہت خیال رکھے۔

شامی نے لائے کی طرف دیکھا جو نظریں جھکائے اپنی ہی سوچوں میں گم بیٹھی تھی۔

تبھی سامنے سے آتی ہستی کو دیکھ کر اس کے اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کے

نیچے رہ گئی۔ شامی نے لائبہ کو کہنی ماری اور سامنے دیکھنے کا اشارہ کیا جہاں سے صارم اندر آ رہا تھا۔

سوری سر ایک ضروری فون تھا۔

کوئی بات نہیں بیٹا اب تم مجھے سر کہنا بند کرو تم میرے بیٹے ہو۔

ان کے لہجے میں صارم کے لیے پیار ہی پیار تھا۔

لائبہ اور شاہ مین حیرت سے منہ کھولے ہر کا بکا صارم کو تکتے جا رہے تھے۔

کیسے لگے آپ کو میرے بھائی..؟

رانیہ شرارت سے لائبہ سے پوچھ رہی تھی۔ جس کی بے یقین نظریں صارم پر جمی تھی۔

سب سے پہلے شامین کے ہوش ٹھکانے آئے اس نے مسکراتے ہوئے لائبہ کے کان میں سرگوشی کی۔

اب منہ بند کر لو ورنہ مکھی چلی جائے گی۔

لائبہ نے فوراً نظریں جھکائیں۔

اپنی اتھل پتھل ہوتی ہوئی دھڑکنوں کے ساتھ اس نے ڈرتے ڈرتے اپنے پاپا کی طرف

دیکھا جو مسکرا مسکرا کر صارم کے پاپا سے باتوں میں مصروف تھا۔

ماشاء اللہ بہت پیاری بیٹی ہے آپ کی بلکہ اب تو یہ ہماری بیٹی بننے جا رہی ہے آپ بس

شادی کی تیاری کریں

صارم کی ماں نے پیار بھری نظروں سے لائے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

جی جی ضرور کیوں نہیں جیسے آپ لوگ چاہیں بس لائے کے ایگزائمز ختم ہو جائیں تو پھر

ان کی باقاعدہ منگنی کر دیتے ہیں۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لائے کے پاپا نے کہا اور ساتھ ہی ساتھ نمکو کی پلیٹ صارم کی طرف بڑھائی۔

صارم نے سفید کاٹن کا سوٹ پہنا تھا پیروں میں سیاہ رنگ کی کھیرٹی پہنی ہوئی تھی

تازہ بنی ہوئی شیو میں چمکدار بھوری آنکھوں سے دیوار پر لگی ایک پینٹنگ کو

دیکھتے ہوئے وہ سیدھا اس کے دل میں اتر رہا تھا۔

اس نے ایک مرتبہ بھی لائے کی طرف دیکھنے کی کوشش نہیں کی۔ جو سفید فراق

جس پر سفید موتیوں اور دیکے کا نازک سا کام بنا ہوا تھا کے ساتھ چوڑی دار پاجامہ  
 پہنے سر پر سلیقے سے دوپٹہ اوڑھے، سادگی اور حسن کا شاہکار لگ رہے تھی۔  
 لائے کے دل میں ہوک سی اٹھی کاش ایک مرتبہ تو صارم شاہ اس کی طرف دیکھ لیتا  
 آنکھوں کی زبانی ہی وہ اس کے دل میں چھپے رازوں تک رسائی پالیتی کہ آخر یہ

سب کیا ماجرا ہے۔ کچھ بھی اس کی سمجھ میں نہیں رہا تھا۔  
 پہلے وہ بے دلی سے تیار ہوئی تھی مگر اب اسے افسوس ہو رہا تھا ٹھیک سے تیار نہ  
 ہونے پر اگر اسے پہلے پتہ ہوتا کہ اس کا رشتہ لینے صارم اور اس کے گھر والے آرہے  
 ہیں تو وہ صبح بہت دل سے تیار ہوتی۔

اب بھی وہ بہت اچھی لگ رہی تھی مگر صارم شاہ نے اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی  
 نہ دیکھا تھا جیسے وہ یہاں لائے کا نہیں بلکہ کسی اور کا ہاتھ مانگنے آیا ہو۔

حیرت تو اسے اپنے پاپا پر تھی جو صارم سے ایسے بات کر رہے تھے جیسے ان کے

درمیان کبھی کوئی اختلاف تھا ہی نہیں۔ بلکہ وہ باقاعدہ ڈشز اٹھا اٹھا کر انہیں پیش کر رہے تھے۔

شاہ مین اپنائیت کے ان مظاہروں پر حیرت سے بے ہوش ہونے کو تھی۔

یار یہ تیرے پاپا کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا آج کوئی بھنگ ونگ تو نہیں پلا دی تم

نے...؟ سچ مچ مزار سے کوئی تعویز تو نہیں لے آئی تھی جو تم نے اپنے پاپا کو گھول

کر پلا دیا ہو۔ تبھی یہ مشرق اور مغرب ایک جگہ جمع ہوئے بیٹھے ہیں۔

شیر اور بکری کا ایک گھاٹ پر میرا مطلب ہے صارم اور انکل کا ایک ساتھ ایک ہی

صوفے پر بیٹھنا اور یوں بے تکلفی سے باتیں کرنا مجھے ہضم نہیں ہو رہا مجھے ذرا

چٹکی تو کاٹو یہ کوئی خواب ہے یا حقیقت اگر خواب ہے تو میں جاگ جاؤں۔

شاہ مین لائبرے کے کان میں گھسی بولے جا رہی تھی لائبرے نے دوپٹے کے نیچے سے اس کی

ٹانگ پر زور دار چٹکی کاٹی۔

ہائے ظالم مار ہی ڈالا میں نے مہاور اتا کہا تھا تم نے تو میرے چودہ طبق روشن کر ڈالے۔

شاہ مین کراہی...

اگر میں خواب نہیں دیکھ رہی تو یہ سب کیا ہے میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آرہا۔  
یہ تیرے صارم شاہ نے کون سا اسم اعظم پڑھ کر پھونکا ہے انکل پر کہ وہ چنگیز خان  
سے محبت خان بن گئے ہیں۔

شاہ مین کی زبان قینچی کی طرح چل رہی تھی کچھ دیر پہلے چھائی ہوئی کلفت کا نام و نشان  
تک نہ تھا۔

حیرت تو لائے کو بھی تھی کہ یہ کایاپلٹ کیسے ہوئی۔ مگر وجہ جو بھی ہو یہ تبدیلی  
بہت خوش کن تھی اس کا دل خوشی سے جھوم جھوم جا رہا تھا اس کے ہونٹوں پر آپ  
کی ایک بڑی خوبصورت مسکراہٹ پھیل گئی۔ چہرہ اندرونی سکون اور مسرت سے جگمگا  
اٹھا جس نے اس کے حسن کو چار چاند لگا دیے۔

اس نے چوری چوری اس دشمن جان کو دیکھا مگر وہ تو شاید قسم کھا کر آیا تھا لائے کی  
طرف ایک نظر بھی نہیں دیکھنا۔

اللہ تمہیں خوش رکھے ہر بری نظر سے بچائے آمین۔ اس کی ماں نے دعادی۔

آمین

لاٹبہ کے دل سے دعا نکلی۔

بس بھائی صاحب پیپر تو ہوتے رہیں گے ہم تو پوری تیاری کے ساتھ آئے ہیں آپ بس ہماری بچی کا ہاتھ ہمارے ہاتھ میں دے دیں۔ خالی ہاتھ واپس نہیں جاؤں گی میں۔

صارم کی امی نے کہا۔ جنہیں صارم نے کہا تھا کہ کچھ بھی ہو جائے ہاں کروا کے ہی اٹھنا ہے۔



NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ضرور بھا بھی جیسے آپ کی مرضی۔

وہ واقعی پوری تیاری کے ساتھ آئی تھی یہاں سے وہاں تک شگن کی چیزیں بکھری تھیں پھلوں کے ٹوکری، مٹھائی کی ٹوکریاں، شگون کے جوڑے مہندی، ہار، پھول جیولری اتنا سارا سامان تھا کہ لگتا تھا وہ بری ساتھ ہی لے آئے ہیں۔

انہیں تو جیسے یقین تھا کہ انہیں انکار ہو ہی نہیں سکتا۔ اور انکار ہوتا بھی کیسے

عثمان شاہ اور شرافت علی اصغر کالج کے دوست تھے دونوں نے انٹر پاس اور پھر گریجویشن اور ماسٹرز ایک ساتھ کیا تھا۔ اور ایک ہی ہاسٹل میں رہتے تھے عثمان شاہ کی ماں نے شرافت علی اصغر کو منہ بولا بیٹا بنا رکھا تھا۔

شرافت علی ایک غریب گھر کا لڑکا تھا وہ شاید اتنا پڑھنے کا خواب میں بھی نہ سوچ سکتا تھا اگر عثمان شاہ نے اسے سپورٹ نہ کیا ہوتا تو۔ ماسٹرز کے بعد شرافت علی اصغر کاپی ایچ ڈی کے لیے سکالرشپ لگ گیا اور وہ امریکا چلے گئے۔

انہی دنوں عثمان شاہ اپنی فیملی کے ساتھ لاہور سے اسلام آباد شفٹ ہو چکے تھے اور ساتھ ہی ساتھ اپنا بزنس بھی وہیں شفٹ کر لیا اور یوں ان دونوں کا رابطہ ختم ہو گیا۔

پانچ سال وہ باہر رہے۔ انہوں نے واپس آنے کے بعد اپنا فون نمبر تبدیل کر لیا تھا اس لئے عثمان سے رابطہ نہیں کر پائے۔ ان کے والد کی وفات کی وجہ سے سارے بزنس کا بوجھ ان کے کندھوں پر آ گیا۔ اس لیے بھی وہ بہت مصروف ہو گئے تھے۔

جب صارم نے لائبریری کے بارے میں اپنے پاپا کو بتایا کہ اس کی شادی ہو رہی ہے اور

یہ بھی کہ وہ اب ان کی پسند پر راضی ہے انہوں نے صارم کے لیے اپنے دیرینہ دوست کی بیٹی کا رشتہ مانگنے کا فیصلہ کیا جو کچھ دن پہلے انہیں اتفاقاً کہیں مل گئے تھے۔

انہوں نے فون پر شرافت علی اصغر سے بات کی اور اسی شام وہ اپنی فیملی کے ساتھ ان کی بیٹی کا ہاتھ مانگنے آن پہنچے۔ لیکن یہ کسی کو نہیں پتہ تھا کہ یہی وہ لڑکی ہے جسے صارم پسند کرتا تھا۔

بس میں اپنی بیٹی کو انگوٹھی پہنا کر ہی جاؤں گی۔ صارم شاہ کی امی نے کہا۔

ضرور بھابی جیسے آپ کی مرضی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انہوں نے خوش دلی سے کہا

لیکن شرافت آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں آپ دانیال کے ساتھ لائبریری کی بات چلی کر

چکے ہیں وہ لوگ آج باقاعدہ رشتہ لے کر آ رہے ہیں۔

ارونہ کچھ دیر تو یہ سب خاموشی سے دیکھتی رہی مگر آخر کار اس کا صبر جواب دے گیا۔

عثمان شاہ نے سوالیہ نظروں سے شرافت علی کی طرف دیکھا لائبریری کا دل جیسے کسی نے

مٹھی میں لے لیا۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں میں نے اس سے ایسا کوئی وعدہ نہیں کیا وہ لوگ آج یہاں  
ڈنر پر انوائٹڈ تھے ہاں انہوں نے لائبرے کے لیے ایک بار اپنی خواہش ظاہر کی تھی اور میں  
نے غور کرنے کا کہہ دیا تھا بس اتنی سی بات ہے۔

شرافت علی نے کہا

لائبرے نے سکون کا سانس لیا اس کا دل چاہ رہا تھا اپنے پاپا کا منہ چوم لے بہت دنوں  
بعد اسے پھر سے ان کے اندر باپ کے پیار کی خوشبو محسوس ہوئی تھی ورنہ ارونا

کے ساتھ شادی کے بعد وہ بھی اسے سوتیلے سوتیلے سے لگنے لگے تھے۔

شرافت علی کی بات پر ارونا واک آؤٹ کر گئی۔ اسے آپنی بات کا یوں رد کیا جانا بالکل  
برداشت نہیں ہوا تھا۔

دانیال اس کا کزن تھا اس نے جتنی خوبیاں شرافت علی کے سامنے اس کی بیان کی تھی

وہ اتنا ہی عیاش اور فلرٹ تھا اس کی انہیں عادتوں کی وجہ سے اس کی پہلی بیوی اسے  
چھوڑ کر میکے چلی گئی تھی۔

یہ بات پہلے شرافت علی کو معلوم نہیں تھی مگر آج اتفاقاً شرافت علی نے ارونہ اور  
دانیال کی فون پر ہونے والی گفتگو سن لی اور اسے پتہ چلا کہ شرافت علی سے شادی  
کرنے کے لئے ارونہ نے اسے اپنے جال میں پھنسا یا تھا۔

پہلے اپنی اور شرافت علی کی تصویریں بنوائی اور پھر انہیں سوشل میڈیا پر ڈال کر  
اپنی بدنامی کا ڈھونگ رچایا۔ اور پھر اپنے گھر والوں کے ذریعے شرافت علی کو  
پریشرا نر کیا کے وہ اس سے شادی کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

شرافت علی مجبور ہو گیا اور اس نے شادی کر لی شادی کے بعد ارونہ نے شرافت  
علی کو لائیبہ کے بارے میں الٹی سیدھی باتیں بتا کر شرافت علی کو لائیبہ سے بدظن  
کر دیا نتیجتاً شرافت علی نے اس پر بے جا پابندیاں لگانا شروع کر دیں۔  
اس کی وجہ سے لائیبہ اور اس کی ماما لائیبہ کی نانی کے گھر چلی گئی۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب صارم لائبرے سے ملا تھا اور وہ کئی مرتبہ لائبرے کو اس کے گھر بھی ڈراپ کر کے آیا تھا۔

لیکن جب شرافت علی لائبرے کی نانی کی وفات پر تعزیت کے لیے گیا تو وہ لائبرے اور اس کی ماں کو اپنے ساتھ واپس گھر لے آیا شرافت علی نے انہیں یقین دلایا کہ وہ اب دوبارہ لائبرے کے ساتھ ایسا نہیں کریں گے۔

لیکن لائبرے کے واپس آنے کے چند دن بعد ہی وہ وہی سب کچھ پھر سے شروع ہو گیا۔ دونوں باپ بیٹی ایک دوسرے سے دور ہوتے چلے گئے۔

یہ تو آج انہوں نے ارونا اور اس کے کزن دانیال کی باتیں سن لیں ورنہ شاید ان کی آنکھوں سے ارونا کی محبت اور معصومیت کی پٹی کبھی نہ کھلتی۔

شرافت علی اس لیے بھی ارونا کی کوئی بات نہیں ٹالتے تھے کیونکہ انہیں یہ احساس

جرم ستا رہتا تھا کہ ان کی وجہ سے ایک معصوم اور نوجوان لڑکی کو اپنے سے دگنی عمر کے مرد سے شادی کرنی پڑی۔

دراصل ہوا کچھ یوں تھا کہ ارونہ ان کی طالبہ تھی وہ ان کے پاس تھیسز بھی کر رہی تھی پروفیسر شرافت علی کو اس نے اپنا سپروائزر اسی لیے منتخب کیا تھا کہ وہ ان کے قریب رہ کر ان کو اپنے جال میں پھنسا سکے۔

جب وہ اس کی اداؤں کے جال میں نہ پھنسنے تو اس نے گھی کو ٹیڑھی انگلی سے نکالنے کا سوچا۔

اس نے اپنے کزن کے ساتھ مل کر ایک پلان بنایا اس کے مطابق ارونا پروفیسر شرافت

کے پاس اپنا کام چیک کروانے گئی اور سافٹ کاپی چیک کروانے کے بہانے شرافت

علی کے بالکل پاس جا کر کھڑی ہو گئی اور جب وہ وہاں سے جانے لگی تو جان

بوجھ کر پھسل گئی انہوں نے فوراً کھڑے ہو کر اسے گرنے سے بچایا۔ وہ ان کی

باہوں میں تھی اور شرماتے ہوئے ہلکا سا مسکرائیں شرافت علی مرد تھے وہ ایک پل

کے لیے ارونا کو اپنی باہوں میں دیکھ کر مبہوٹ رہ گئے۔ یہ ایک لمحے کی بے خودی انہیں

لے ڈوبی۔

ارونہ آج خاص طور پر تیار ہو کر آئی تھی ایک تو وہ تھی ہی خوبصورت اس پر سلیقے سے کیا گیا میک اپ عجب ہی بہار دکھا رہا تھا گہرے گلے اور بغیر آستینوں کا بلاؤز پہنے اس کے حسن پر ان کی نگاہیں ٹھہر گئیں۔ مرد کتنا ہی زاہد و پارہ سا کیوں نہ ہو عورت کا حسن اور معصومیت ایسے ہتھیار ہیں جن کی وجہ سے وہ مرد کو اپنے قدموں میں جھکا لیتی ہے اور شرافت علی کو توپری پلینڈ منصوبے کے ذریعے ٹریپ کیا جا رہا تھا پھر وہ کیسے بچ سکتے تھے وہ بھی بہک گئے۔

اور جیسے ہی انہوں نے ارونا کے چہرے پر بکھری اس کی زلفوں کو ہاتھ سے پیچھے ہٹایا کسی نے ان کی بہت سی تصویریں کھینچ لی اور اسی وقت کچھ طلباء کا گروپ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا مگر سامنے کا منظر دیکھ کر وہ سب معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔

پروفیسر شرافت علی فوراً ہی سنبھل گئے سر میں بعد میں آ جاؤں گی ارونا نے ایسے

کہا جیسے ان کی چوری پکڑی گئی ہو۔ اور باہر جانے لگی۔

نہیں مس آپ رکیے ہم بعد میں آجائیں گے۔

کسی لڑکی نے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

سب لوگ مسکراتے ہوئے دروازہ بند کر کے چلے گئے۔

پروفیسر شرافت سر پکڑ کر بیٹھ گئے ان کی اتنے برسوں کی کمائی ہوئی عزت ایک جھٹکے میں نیلام ہو گئی۔

ارونانے کرسی پر بیٹھ کر رونا شروع کر دیا۔

اب کیا ہو گا سر میں تو کہیں کی نہیں رہی میں تو پوری یونیورسٹی میں بدنام ہو جاؤ

گی آپ کا کیا ہے آپ تو مرد ہیں بدنامی تو میری ہو گی میں کیسے فیس کروں گی سب کو؟

جب یہ لوگ باہر جا کر ہمارے بارے میں بتائیں گے تو کیا عزت رہ جائے گی میری؟

آپ نے یہ کیا کیا؟ اب مجھ سے کون شادی کرے گا؟ اس نے مگر مجھ کے آنسو بہاتے ہوئے کہا۔

شرافت علی ایک تو پہلے ہی شرمندہ تھے اس پر ارونا کے آنسو دیکھ کر خود کو ملامت کرنے لگے۔

وہ روتے ہوئے اٹھ کر باہر چلی گئی۔

یہ تو ان کے منصوبے کی پہلی کڑی تھی اصل منصوبہ تو ابھی باقی تھا جو طلباء

اچانک کمرے میں آگئے تھے وہ دراصل ارونا کے دوستوں کا ہی گروپ تھا اور وہ

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بلکل اسی وقت اندر آئے تھے جس وقت انہوں نے کہا گیا تھا یعنی جب ارونا پر و فیسر

شرافت کے بازوؤں میں تھی۔

وہ لوگ سر شرافت کے ارد گرد منڈلاتے اور ان کو سنانے کے لئے ارونا اور شرافت

کے بارے میں باتیں کرتے۔

یہاں تک بھی قابل برداشت تھا کہ آخر وہ لوگ خاموش ہو ہی جاتے۔ کب تک یہ

سب

چلتا۔ ایک وقت ایسا آتا کہ سب لوگ اس بات کو بھول بھال جاتے۔

مگر پھر وہ ہوا کہ جس نے شرافت علی کی شرافت کا جنازہ ہی نکال کر رکھ دیا۔

دانیال نے اور ارونا اور پروفیسر شرافت کی تصویریں سوشل میڈیا پر اپ لوڈ کر دیں۔

پوری یونیورسٹی میں شرافت کے بارے میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔

ظاہر سی بات ہے یہ بات لائبرے سے چھپی تو نہیں رہی تھی وہ کوئی قصور نہ ہونے کے

باوجود سب سے نظریں چراتی پھرتی تھی۔

اور پھر اس نے اس بات کو سب سے چھپانا شروع کر دیا کہ سر شرافت اس کے والد

ہیں یہ بات اب صرف شاہ مین کو پتہ تھی یا چند اساتذہ کو کہ لائبرے پروفیسر شرافت علی کی

بیٹی ہے۔

اسی لیے جب صارم اور زویب وغیرہ شرافت کا مذاق اڑاتے یا کوئی بد تمیزی کرتے

تو اس سے برداشت نہیں ہوتا تھا اور وہ ان سے لڑتی تھی۔

لیکن آج جب شرافت علی اصغر نے اپنے کانوں سے دانیال اور رونا کی باتیں سنیں تو

ان پر تمام حقیقت آشکار ہوئی اور تب انہیں احساس ہوا کہ وہ لائے کے ساتھ کس قدر زیادتی کر گئے ہیں۔

اور اب اس زیادتی کی تلافی کا یہی طریقہ تھا کہ وہ لائے کو اس کی پسند کی شادی کی اجازت دے دیتے۔

اور سوئے اتفاق کہ آج ہی صارم بھی اپنے گھر والوں کو ساتھ لے کر آ گیا اور سونے پر سہاگہ یہ ہوا کہ صارم کے والد شرافت علی کے دیرینہ دوست نکل آئے۔

یہ لائے کی خوش قسمتی ہی تھی ورنہ جو لائے کچھ دیر قبل یہ عہد کر رہی تھی کہ آج کے بعد وہ صارم شاہ کا نام بھی اپنی زبان پر نہیں لائے گی کچھ دنوں بعد اس کی ہونے جا رہی تھی۔

تو پھر بسم اللہ کریں بھائی صاحب ...

صارم کی امی نے انگوٹھی نکال کر ٹیبل پر رکھی۔

مگر ہم نے تو اس لحاظ سے کوئی تیاری ہی نہیں کی۔ ناصارم بیٹے کے لیے کوئی

انگوٹھی نہ کوئی تحفہ۔ ایسی روکھی پھینکی رسم تو نہیں کر سکتے نا۔

آپ ہمیں تھوڑا وقت دیں۔

نہیں بھا بھی جان میری بٹی کو میرے گھر کی رونق بنا دیں مجھے اور کچھ نہیں

چاہیے۔ رہی بات منگنی کی انگوٹھی کی تو آپ کا جو دل چاہے آپ شادی پر اسے دے دینا

-

صارم کی ماں نے کہا۔

ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی۔

انہوں نے بالآخر ہاں کر ہی دی۔

صارم کی امی نے انگوٹھی صارم کے حوالے کی۔ شاہ مین نے صارم کیلئے جگہ خالی

کردی۔ اور صوفے کے پیچھے جا کھڑی ہوئی۔

وہ لائے کے پاس آ کر بیٹھا۔ لائے کے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں۔

صارم نے انگوٹھی پہنانے کے لیے ہاتھ آگے کیا لائے نے اپنے پاپا کی طرف دیکھا

انہوں نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلادیا۔ لائبہ نے جھکتے ہوئے اپنا بایاں ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

صارم نے پورے استحقاق سے اس کا ہاتھ تھاما اور ہیروں سے جگمگاتی انگوٹھی اس کے ہاتھ میں پہنا دی۔

لائبہ نے حیرت سے اتنی مہنگی انگوٹھی کو دیکھا۔

غریب ہوں پر اتنا بھی نہیں کہ تم میری پہنچ سے باہر ہو جاؤ...

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صارم شاہ نے کہا۔

لائبہ کو اس کے لہجے میں طنز محسوس ہوا۔ حالانکہ وہ مسکرا رہا تھا لائبہ چپ سی ہو گئی۔

بیٹھو بیٹار سم تو پوری ہونے دو شرافت صاحب نے صارم کو اٹھتے دیکھ کر کہا۔

اور اپنی انگلی سے انگوٹھی نکال کر لائبہ کو دی اور صارم کو پہنانے کا اشارہ کیا۔

لائبہ نے کانپتے ہاتھوں سے صارم کو انگوٹھی پہنائی۔

شاہ مین نے ان دونوں کو مبارکباد دی اور انہیں ذرا ساتھ ساتھ ہو کر بیٹھنے کا کہا تھا کہ ان

کی تصویر لے سکے۔

لائبہ مسکرا رہی تھی صارم شاہ نے مسکراتے ہوئے لائبہ کے کان کے پاس سرگوشی کی۔

بے فکر رہو مس لائبہ علی، دانیال کا رشتہ ہاتھ سے نکل گیا تو کیا ہوا یہاں بھی تم گھائے میں نہیں رہو گی۔

لائبہ کی مسکراہٹ سمٹی۔ کچھ دیر پہلے پہنائی گئی انگوٹھی کو گھماتی اس کی انگلیاں ساکت ہوئی اور اس نے حیرت سے صارم شاہ کی طرف دیکھا جو مسکرا کر تصویر بنوارہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے ذرا کی ذرا نظر لائبہ پر ڈالی اور لائبہ نے دعا کی کہ کاش وہ یہ ایک نگاہ غلط بھی اس پر نہ ڈالتا۔

کیا کچھ نہیں تھا ان نظروں میں ملامت طنز حقارت سب کچھ تو تھا اگر نہیں تھی تو اپنائیت نہیں تھی محبت نہیں تھی...

وہ بے چین ہوا ٹھی

پھر ایک دریا کا سامنا تھا منیر مجھ کو

میں ایک دریا کے پار اتر تو میں نے دیکھا

اس کے دل نے دعا کی کہ کاش یہ اس کا وہم ہو مگر کاش کہ ہر کاش پوری ہوا کرتی...



سب کے جانے کے بعد وہ اپنے کمرے میں آگئی۔

شاہ مین نے اسے زور سے گلے لگا کر گھما ڈالا۔

گھنی میسنی تجھے سب کچھ پہلے سے پتا تھا نہ اسی لیے صبح خاموشی سے تیار ہو رہی تھی ہے

نال.....

شامی نے اسے چھیڑا۔

نہیں یار قسم لے لو اگر مجھے کچھ پتہ ہو تو....

تو پھر کھاؤ قسم.....

تمہاری قسم.....

میں نہیں مانتی صارم کی قسم کھاؤ تو مانوں.....

اب تم مار کھاؤ گی مجھ سے

مار نہیں آج تو بس مٹھائی کھاؤ گی

اس نے کھینچ کر اسے بیڈ پر بٹھا دیا اور ایک بڑا سا گلاب جامن لائبرے کے منہ میں ٹھونس

دیا....

لائبرے نے بمشکل اسے حلق سے اتارا

دل تو اس کا بھی اس وقت خوش ہونے کا چاہ رہا تھا اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ چیخ

چیخ کر ساری دنیا کو بتادے کہ وہ صارم شاہ کی ہونے جا رہی ہے مگر پھر...

صبح کتنی مسکین صورت بنا کر کہہ رہی تھی کہ شاہ مین مجھ سے وعدہ کرو آج کے بعد

صارم شاہ کا نام میرے سامنے کبھی نہیں لوگی.....

شاہ مین نے لائیبہ کی نقل اتارتے ہوئے کہا

اور اب دیکھو صارم شاہ کے نام کی انگوٹھی پہنے کیسے شرما یا جا رہا ہے۔ ڈرامے باز...

شاہ مین نے اسے گد گدی کی

مت کرو شامین مجھے گد گدی ہو رہی ہے

لائیبہ نے ہنستے بل کھاتے ہوئے اس سے بچنے کی کوشش کی

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles... اچھا جب وہ کرے گاتب کیا کروگی...

شامین نے اسے چھیڑا

ہٹو بے شرم....

لائیبہ نے اس کے پاس سے اٹھتے ہوئے کہا

لائیبہ کا چہرہ شرم سے لال سرخ ہو رہا تھا

ہائے شرمنا تو دیکھو لڑکی کا صارم شاہ تو مر ہی مٹے گا ان اداؤں پہ....

شامین تم باز آؤ گی یا میں یہ گل دان تمہارے سر پر دے ماروں....

لائبہ نے ٹیبل سے گل دان اٹھاتے ہوئے اسے دھمکی دی

شامین جواب میں کچھ بولنے ہی والی تھی کہ پروفیسر شرافت دروازہ ناک کر کے اندر

آئے شامی نے جلدی سے بیڈ پر پڑا ہوا اپنا دوپٹہ اٹھا کر گلے میں ڈالا

لائبہ گل دان رکھ کر ان کی طرف متوجہ ہوئی۔ میری بیٹی خوش تو ہے نا۔ اب تو کوئی

شکایت نہیں مجھ سے؟

بہت.....

شامی نے بہت کو کچھ زیادہ ہی لمبا کھینچا

لائبہ نے اسے گھورا

اللہ تمہیں خوش رکھے میں نے تمہارے اور تمہاری ماں کے ساتھ بہت زیادہ زیادتیاں

کیں ہیں ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا

ایسے مت کہیں پاپا آپ دنیا کے سب سے اچھے پاپا ہیں آئی لو یو

لائبہ نے ان کے گلے لگ کر کہا

ان کے دل سے جیسے بوجھ ہٹ گیا انہوں نے لائبہ کے سر پر ہاتھ رکھا اور جانے لگے

پاپا ایک بات پوچھوں لائبہ نے کہا

ضرور پوچھو پاپا یہ سب کیسے ہو امیر مطلب ہے آپ تو صارم کے بہت خلاف تھے پھر

اچانک یہ سب.....

خلاف تھا... پر اب نہیں ہوں۔ اور انہوں نے شروع سے لے کر آخر تک پوری بات

لائبہ کو بتادی۔

مگر صارم شاہ کو تو میں نے بہت کھری کھوٹی سنائی تھی پھر بھی وہ میرا رشتہ مانگنے کیسے

آگیا۔

یہ بات لائبہ نے صرف سوچی۔ شرافت علی کے سامنے وہ یہ بات نہیں بتا سکتی تھی وہ

جا چکے تھے۔

ابھی انہوں نے اپنی عزیز از جان بیگم کو بھی تو منانا تھا۔



رات کا ایک بج رہا تھا اور لائبرے کی آنکھوں سے نیند کو سوں دور تھی وہ بے کلی سے  
کمرے میں چکر کاٹ رہی تھی۔

تھوڑی تھوڑی دیر بعد موبائل پر بھی نظر ڈال لیتی تھی کہ شاید اس دشمن جان کا کوئی  
پیج آیا ہو۔ مگر اس کی طرف ہنوز خاموشی تھی۔

وہ پچھلے دو گھنٹوں سے سینکڑوں مرتبہ صارم شاہ کا نمبر ڈائل کر چکی تھی مگر

نمبر سوئچ آف آرہا تھا جس سے لائبرے کی الجھن میں اور اضافہ ہوا۔

آج ان کی منگنی ہوئی تھی وہ اس کی نئی نویلی منگیتر تھی آخر۔ وہ صارم شاہ سے اس  
روپے کی توقع نہیں رکھ رہی تھی۔

لائبہ نے سوچا تھا کہ وہ اسے فون کرے گا تو لائبہ اس سے اپنے پچھلے روپے کی وضاحت  
دے گی۔ اس سے سوری کرے گی۔

صارم جواب میں اسے کوئی پیاری سی بات کہے گا جس پر وہ شرمائے گی اور جسے  
یاد کر کے وہ باقی ساری رات جاگ کر گزار دے گی کیونکہ آنے والی زندگی کے  
سہانے خواب اسے سونے ہی نہیں دیں گے مگر ایسا کچھ نہ ہوا.....

ہاں جاگ تو وہ ابھی بھی رہی تھی

مگر اس جاگنے میں بے چینی تھی

بے کلی تھی

بے سکونی تھی

اسے صارم شاہ پر غصہ آ رہا تھا جو اس کے منع کرنے کے باوجود بڑی دھونس سے

اس کے گھر پہنچا تھا اور نہ صرف اس کے پاپا کو منالیا تھا بلکہ اپنے نام کی انگوٹھی بھی لائے  
کی انگلی میں پہنا گیا تھا

گویا سے اپنا ہونے کی سند بخش گیا تھا اور دوسری طرف وہ نخرے دکھا رہا تھا  
گویا لائے کو جانتا ہی نہ ہو جیسے منگنی ان دونوں کی نہیں کسی اور کی ہوئی ہو...

چکر کاٹتے کاٹتے جب وہ تھک گئی تو بیڈ پر آ بیٹھی جی چاہا فون اٹھا کر دیوار پر

دے مارے مگر پھر خیال آیا فون تو اس کا اپنا ہے اسے توڑنے سے بھلا صارم کا کیا  
نقصان ہوگا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

الٹا اس کا نیا کور فون کچرا بن جائے گا۔

یہ سوچ کر ارادہ ملتوی کر دیا شاید وہ مصروف ہو۔

آج اس کی منگنی ہوئی ہے دوستوں میں مصروف ہوگا۔

شاید چارج نہ کر سکا ہو فون۔ میں میسج کر دیتی ہوں وہ ضرور ریپلائی کرے گا۔

اس نے دل کو تسلی دی۔ سوچ سوچ کر اسے میسج لکھ کر بھیجا اور فون تکیے کے نیچے رکھ کر  
سو گئی۔



NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گڈ مارنگ مام.....

صارم تیزی سے سیڑھیاں اتر کر آیا اور ناشتے کی ٹیبل پر آ بیٹھا۔

وہ کچھ جلدی میں لگ رہا تھا۔

گڈ مارنگ میرے چاند۔ خوش رہو۔

صالحہ بیگم نے اس کا ماتھا چوم کر دعادی۔

موم میرا ناشتہ لگوائیں جلدی سے دیر ہو رہی ہے۔

کہیں جا رہے ہو کیا...؟

انہوں نے بیٹے کو پیار بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا اور ساتھ ہی ساتھ نسرین  
کام والی کو بھی آواز دی ناشتہ لانے کے لئے۔

جی میں آفس جا رہا ہوں پاپا کو اب ریٹائرڈ کر دیا ہے میں نے۔

اس نے مسکراتے ہوئے کہا

ارے ارے یہ ظلم مت کرنا۔ ایک دن وہ گھر میں رہ جائیں تو شامت آئی رہتی ہے سب  
کی۔ فوج سے بھی سخت ڈسپلن ہے ان کا۔

ہا ہا ہا مام آپ تو خوا مخواہ میرے اتنے نائس ڈیڈ کو بدنام کر رہے ہیں ورنہ ہی از دا بیسٹ پاپا  
انداور لڈ۔

اتنے میں نسرین ناشتہ لے کر آگئی وہ جلدی جلدی ناشتہ کرنے لگا۔

ارے آہستہ پیٹا بغیر چبائے کھانے سے کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ اتنی ہی جلدی تھی تو آپ  
ذرا جلدی اٹھ جاتے...

تو آپ جلدی اٹھا دیتی ناڈیر مام...

اس نے ٹوسٹ کے ساتھ چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی ساتھ موبائل اٹھایا

ٹائم دیکھنے کے لیے تو اسی وقت اس کی نظر لائبریری کے میسج پر پڑی۔

صارم کی مسکراہٹ سمٹی۔ اس نے کچھ سوچا اور پھر میسج کو پڑھے بغیر ہی ڈیلیٹ کر دیا۔

اوکے مام میں چلتا ہوں۔ آپ انہیں کہنا آرام سے آجائیں۔ نہ بھی آئے تو کوئی مسئلہ نہیں میں سنبھال لوں گا۔

کہہ کر وہ تیزی سے نکل گیا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارے ناشتہ تو ٹھیک سے کر لیتے۔ یہ لڑکا بھی نا کبھی نہیں سدھرے گا۔

انہوں نے پیار سے کہتے ہوئے نظروں ہی نظروں میں اس کی نظر اتاری۔ جو نیوی بلو

شرٹ پر رائیل بلوٹائی لگائے اور اسی رنگ کی پینٹ پہنے بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔

نسرین ناشتہ لگاؤ بھئی۔ اور یہ رانیہ کیوں نہیں اٹھی اب تک وہ کہہ کر رانیہ کے کمرے کی طرف چل دی۔



لائبہ کی آنکھ ابھی تک نہیں کھلی تھیں۔

عاصمہ بیگم دستک دے کر اندر آئی۔ اور کھڑکی سے پردے ہٹائے۔ لائبہ بیٹاب اٹھ بھی جاؤ کب تک یوں ہی سوتی رہو گی۔

ٹائم دیکھا ہے گیارہ بج رہے ہیں اور تمہاری نیند ہی پوری نہیں ہوتی۔ ساری رات کیا چوکیداری کرتی رہی ہو۔

حد ہوتی ہے سستی کی بھی۔

انہوں نے کہتے ہوئے لائبہ کے منہ سے کنبل کھینچ لیا۔ لائبہ نے منہ بسورتے ہوئے

پھر سے منہ پر کنبل ڈال لیا۔ امی بس تھوڑی دیر اور سونے دیں۔ بس پانچ منٹ

اور.....

آئی یہ ایسے نہیں اٹھے گی اسے اٹھانے کا طریقہ میرے پاس ہے.....  
شامین جو ابھی ابھی آئی تھی دروازے میں کھڑی کہہ رہی تھی شاہ مین کی آواز پر لائے  
نے جھٹ کبل منہ سے ہٹایا۔

تم صبح صبح پھر نازل ہو گئی ہو۔ گھر میں دل نہیں لگتا کیا....؟

میری امی کیا کم ہے جو تم بھی شروع ہو گئی ہو۔

لائے نے منہ بنا کر کہا۔

ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہے ایک وہ ہے اٹھ کر تیار ہو کر تم سے ملنے آگئی ہے اور ایک تم ہو  
نہو ست پھیلا رکھی ہے آدھے دن تک۔

جب آدھی رات تک موبائل کے ساتھ چپکی رہو گئی تو بھلا آنکھ کیسے کھلے گی صبح۔ اب  
خیر سے سسرال والی ہونے جا رہی ہو۔ یہی حرکتیں رہی تو ہو گیا گزارا۔

انہوں نے لائے کو سخت سست سنائی۔ وہ لائے سے اتنی بھی بے خبر نہیں تھی جتنی وہ  
سوچے بیٹھی تھی۔

موبائل سے لائبرے کو کچھ یاد آیا اس نے جھٹ تکیے کے نیچے سے موبائل نکالا۔ صارم کے بارے میں سوچ کر ہی اس کے ہونٹوں پر بڑی خوبصورت مسکراہٹ پھیلی تھی مگر دوسرے ہی لمحے اس کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔

صارم شاہ نے نہ صرف اسے میسج کا کوئی جواب نہیں دیا تھا بلکہ میسج کو دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔

لائبرے نے کچھ سوچ کر اس کا نمبر ملا یا نیل جا رہی تھی مطلب نمبر اون تھا تو میسج بھی مل گیا ہو گا پھر بھی اس نے رابطہ نہیں کیا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لائبرے نے فوراً کال کاٹ دی۔

اگر وہ مجھے اگنور کر رہا ہے تو میں بھی اسے کال نہیں کروں گی۔

لائبرے نے سوچا اور بے دلی سے موبائل سائیڈ پر ڈال دیا۔

کیا بات ہے سب ٹھیک ہے نا۔

ہاں سب ٹھیک ہے لائبرے نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔

آؤ تمہیں مزے دار سنا سناشتہ کرواتی ہوں۔ وہ بھی اپنے ہاتھ کا۔

لائبہ نے کہا اور کچن کی جانب بڑھ گئی۔



لائبہ اور صارم کی شادی کی تاریخ پندرہ دن بعد کی رکھی گئی۔

لائبہ انتظار ہی کرتی رہی کہ شاید وہ آئے تو اس سے بات کرنے کا موقع مل جائے۔

مگر عثمان شاہ اور صالحہ بیگم آ کر شادی کی تاریخ طے کر گئے تھے۔

صارم شاہ کچھ ضروری کام ہونے کے باعث نہیں آیا تھا لائبہ کا جی چاہا کہ صارم اس

کے سامنے ہو اور اس کا سر پھاڑ دے۔

کیا بات ہے کیوں چیزوں کو پٹخ رہی ہو۔

لائبہ کی امی نے اسے ڈانٹا جو برتن دھور ہی تھی اور برتنوں کو زور زور سے پٹخ

رہی تھی۔ کہ غصہ کسی پے تو اتارنا ہی تھا ناں.....

دماغ خراب ہو گیا ہے میرا.....

لائبہ بڑ بڑائی۔ اور یہ بڑا ہٹ انہوں نے بخوبی سنی تھی۔

سدھر جاؤ تم لائبہ میں بتا رہی ہوں۔ چند دن کے بعد شادی ہے تمہاری اور تمہارے  
مزا ج ہی نہیں ملتے۔

ہاں تو چند دن بعد شادی ہے اتنا کام نہ کرواؤں نہ مجھ سے۔

لائبہ کا دماغ ہنوز گرم تھا۔

اچھا بیگم صاحبہ مت کرو کام۔ یہ بوڑھی ماں ہے نہ بڑھاپے میں خوار ہونے کے لیے۔

یہ کر لے گی کام۔ تم صرف آرام فرماؤ۔

عاصمہ بیگم نے طنز کیا۔ لائبہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

اوہ امی آپ تو ناراض ہو گئی۔ آپ کو پتہ تو ہے میرا یوں ہی فضول بولتی رہتی ہوں۔ اچھا  
سوری لائے نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔

عاصمہ بیگم نے اسے دیکھا اور ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

آپ روکیوں رہی ہیں کہانا معاف کر دیں آئندہ نہیں کروں گی۔

رو تو نہیں رہی بس تمہاری شادی کا سوچ کر دل بھر آیا۔ کتنی دور چلی جاؤ گی مجھے چھوڑ  
کر۔



NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لائے کی امی نے کہا۔

لائے کی آنکھیں بھی بھر آئیں۔

ممی مجھے آپ بہت یاد آئیں گی۔

مجھے بھی تم بہت یاد آؤں گی۔ اللہ تمہیں ڈھیروں خوشیاں دے۔

آمین۔

لائے نے دل ہی دل میں کہا۔

اچھا مجھے بھی باتوں میں لگا دیا جلدی کرو تمہارے پاپا پہنچنے والے ہیں انہوں نے کہا اور  
کچن سے باہر نکل گئی۔



صارم بیٹا آج آفس میں زیادہ کام تو نہیں....؟

نہیں مام آپ بتائیں کوئی کام تھا کیا؟

بیٹا آج لنچ آورز میں گھر آ جانا۔ تمہاری شادی کی شاپنگ کے لیے جانا ہے۔

اوہ مام آج بہت کام ہے آپ لوگ اکیلے چلے جائیں۔

شاپنگ تمہاری شادی کے لیے کرنی ہے اپنی شادی کے لیے نہیں۔ اور تم ذرا ٹائم نکالو  
کام تو ساری زندگی کرنا ہے۔

اما آپ لوگ ڈرائیور کو ساتھ لے جائیں آپ لوگوں کی شاپنگ میں بھلا میرا کیا کام۔  
اس نے سہولت سے انکار کر دیا۔

کیوں کام کیوں نہیں ہے۔ تمہاری دلہن کی شاپنگ کرنی ہے تو تمہاری پسند بھی تو شامل  
ہونی چاہیے نا۔

بلکہ تم آتے ہوئے لائبرے کو بھی لیتے آنا میں نے اسے فون کر دیا ہے۔

اب وہ کیا کرے گی ساتھ جا کے.....؟

تم بھی نرے بدھو ہی ہو۔

موم اب ایسے تو مت کہیں۔

ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہوں۔

اب ایسا میں نے کیا کر دیا بھلا.....

شادی کس کی ہو رہی ہے.....؟

میری

تمہاری نہیں تمہاری اور لائے کی۔ تو پسند کس کی ہونی چاہیے.....؟

انہوں نے پوچھا۔

میری

وہی مرغے کی ایک ٹانگ۔

بکواس مت کرو۔ صارم میں کچھ نہیں جانتی تم بس ایک گھنٹے میں لائے کو لے کر مال

پہنچو۔ میں اور رانیہ وہیں آرہے ہیں۔

موم پلیز.....

نومور آرگیومنٹ صارم۔

موم کبھی کبھی تو آپ پوری ڈکٹیٹر بن جاتی ہیں اپنے شوہر کی طرح۔

بکواس مت کرو

صارم کی بات پر وہ ہنس دی۔ اور اسے جلدی آنے کا کہہ کر فون بند کر دیا۔



NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کون ہے....؟

مسلسل ہوتی بیل کی آواز پر لائبریری نے دور ہی سے آواز لگائی۔

اس نے چہرے پر ماسک لگا رکھا تھا گھر میں کوئی اور نہیں تھا۔ ارادہ تو اس کا یہ تھا کہ جو کوئی بھی ہے اسے باہر سے ہی چلتا کرے۔ مگر مسلسل ہوتی بیل کی وجہ سے وہ جلدی جلدی منہ دھو کر آئی۔

بیل مسلسل بچ رہی تھی۔

اب بیل سے ہاتھ اٹھا لو یا لٹیچ میں کرنٹ کھانے کا ارادہ ہے۔

لائبہ نے کہتے ہوئے دروازہ کھولا۔

اس کا خیال تھا کہ کام والی آئی ہو گی جو کہ روزانہ اسی وقت صفائی کرنی آتی تھی مگر سامنے کھڑی ہستی کو دیکھ کر اس کی بولتی بند ہو گئی۔

امی نے بھیجا ہے شاپنگ کے لیے چلنا ہے۔

صارم شاہ نے بنا سلام کیے کہا۔

لائبہ اتنی جلدی آنے کی امید اس سے نہیں کر رہی تھی۔



میرا خیال ہے کہ امی نے ایک گھنٹے کا کہا تھا اور ایک گھنٹہ ہو چکا ہے۔

ٹھیک ہے مگر مجھے تیاری میں کچھ ٹائم لگے گا تم اندر آ جاؤ۔

نہیں اتنا ٹائم نہیں ہے میرے پاس برباد کرنے کے لیے۔

اچھا تو جتنا ہے وہی برباد کر لیں۔

لائبہ کو اس کی بات بہت بری لگی۔ آخر کس بات کا ایٹی ٹیوڈ دکھا رہا تھا وہ اسے۔

تم جلدی کرو میں باہر انتظار کر رہا ہوں۔

لائبہ اسے وہیں کھڑا چھوڑ کر کھٹ سے دروازہ بند کر کے اندر چلی گئی۔ اگر ایسا ہے تو ایسے ہی سہمی.....

صارم گاڑی میں آ بیٹھا اور گاڑی کو سٹارٹ کیا تاکہ لائبہ کے آتے ہی وہ لوگ وہاں سے روانہ ہو جائیں۔

جب کچھ دیر لائبہ نہیں آئی تو وہ گاڑی سے باہر نکل آیا اور گاڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر موبائل پر کوئی گیم کھیلنے لگا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آنکھوں پر سن گلاسز لگائے، جیل سے بال سیٹ کیے وہ کوئی مغرور شہزادہ لگ رہا تھا۔

گاہے بگاہے وہ لائبہ کے گھر پر بھی نظر ڈال لیتا تھا۔

لائبہ اندر تیار ہو رہی تھی۔

صارم نے گھڑی پر نظر ڈالی۔ مزید پندرہ منٹ گزر چکے تھے۔ مگر لائبہ کے باہر آنے کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے تھے۔ صارم کا صبر جواب دے گیا۔

صارم نے موبائل بند کر کے جیب میں ڈالا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا گیٹ تک گیا۔ اور

گیٹ ناک کیا۔ گیٹ فوراً ہی کھول دیا گیا۔

یہ رانی تھی جو گیٹ کے پاس ہی پودوں کو پانی دے رہی تھی۔

لائبہ کو بھیجو۔

جی وہ تو تیار ہو رہی ہیں۔

ابھی تک تیار ہو رہی ہے۔ شاپنگ کے لیے جانا ہے یا کسی فیشن شو میں۔

صارم کا میٹر گھوم گیا۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Glossary|Reference

جی یہ تو انہوں نے نہیں بتایا۔

وائس دا ہیل از ڈونگ ہر....

وہ غصے میں دروازے کی طرف بڑھا۔

اور جیسے ہی اس نے مین ڈور کو دھکیلا۔ ٹھیک اسی وقت لائبہ نے دروازہ اندر کی

طرف کھولا تاکہ باہر جاسکے۔ نتیجتاً صارم اپنے ہی زور پر لائبہ کے اوپر آ رہا۔

کچھ پل تو لائبہ کی سمجھ میں ہی نہیں آیا کہ یہ کیا افتاد پڑی ہے۔

وہ کمر کے بل دبیز قالین پر گری تھی اور صارم اس کے اوپر۔

لائبہ کا سر بہت زور سے فرش سے ٹکرایا تھا اگر قالین نہ بچھا ہوتا تو اسے ضرور

چوٹ لگتی۔ اب بھی اس کی آنکھوں کے آگے تارے ناچ رہے تھے۔

صارم شاہ لائبہ کے اوپر گرا تھا اور اب بے خود سا اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

تازہ شیمپو کئے ہوئے بالوں کی دلفریب مہک اس کے حواس و پر سوار ہو رہی تھی۔

آنکھوں میں بھر بھر کر کا جل لگائے، پلکوں کو مسکارے سے سجائے، ہونٹوں پر

کپڑوں کے ہم رنگ لپسٹک لگائے وہ سچ مچ کوئی جنت کی حور ہی لگ رہی تھی۔

صارم شاہ بنا پلک جھپکے اسے دیکھ رہا تھا۔

لائبہ نے گھومتے سر کو سنبھالتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور صارم شاہ کو اپنے اتنا قریب

دیکھ کر بے اختیار اس کی چیخ نکل گئی۔

لائبہ نے دونوں ہاتھ صارم شاہ کے سینے پر رکھ کر اسے پیچھے دھکیلا۔

صارم شاہ ایک دم حواس میں لوٹا۔ وہ جلدی جلدی اٹھا اور اتنی بے خودی پر خود کو  
کوسہ۔

دیکھ کر نہیں چل سکتے کیا....؟

لائبہ نے سر کو مسلتے ہوئے کہا۔ جہاں ایک عدد گومڑ نمودار ہو چکا تھا۔

تو تم دیکھ کر چلتی اچھے خاصے کپڑوں کا بیڑہ غرق کر دیا۔

صارم شاہ نے اپنے کپڑوں کو ہاتھ پھیر کر صاف کرنے کی کوشش کی۔ جن کو لائبہ کی

تازہ تازہ لگی لپسٹک نے تجریدی آرٹ کا نمونہ بنا ڈالا تھا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مسٹر صارم شاہ یہ میرا گھر ہے اور یہاں جیسے میرا دل چاہے گا میں ویسے چلوں گی تم مجھے  
روک نہیں سکتے۔

اوہ اچھا یہ تمہارا گھر ہے تو کیا تمہیں یہ سرٹیفکیٹ حاصل ہے کہ گھر میں آنے والے

لوگوں سے ٹکراتی پھرو۔ اور تم کیا یہاں کھڑی اسی انتظار میں رہتی ہو کہ کب کوئی

دروازے سے اندر آئے اور کب اسے ٹکرامارو۔

وہ بھی صارم شاہ تھا ادھار رکھنا کب سیکھا تھا اس نے۔

تو کیا میں نے تمہیں اندر بلا یا تھا جب تم نے مجھے کہہ دیا تھا کہ باہر انتظار کرو گے تو باہر ہی رکنا چاہیے تھا نہ اندر کیوں گھس آئے۔

لائبہ کو تو غصہ ہی آگیا۔ کوئی یوں بھی کرتا ہے بھلا اپنی نئی نویلی اتنی خوبصورت منگیتر کے ساتھ۔

بڑا ہی بد تمیز شخص ہے۔ لائبہ کو اپنی ارمانوں کی ڈولی ڈاؤ ڈول ہوتی نظر آرہی تھی۔

میں تمہیں یہاں اپنے ساتھ شاپنگ کے لئے لے جانے آیا تھا نہ کہ بارات لے کر تمہارے

رخصتی کے لیے نہیں۔ تو یہ جو اتنا میک اپ کیا ہے نہ اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

اور میں تمہارا شو فر نہیں ہوں جو باہر کھڑا انتظار کرتا ہوں۔ اور تم سکون سے اندر سلون کھولے بیٹھی رہو۔

صارم شاہ نے ناپسندیدگی سے کہا۔

اور اب چلو دیر ہو رہی ہے۔

وہ کہہ کر باہر نکل گیا۔

ہو نہہ.... لائبہ نے ناک چڑھائی اور کھٹ کھٹ کرتی اس کے پیچھے پیچھے باہر نکل گئی۔



رانیہ اور اس کی امی لائبہ اور صارم کے پہنچنے سے پہلے ہی مال میں پہنچ چکے تھے۔

پہلے صالحہ بیگم نے لائبہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور پھر رانیہ لائبہ سے گلے ملی۔

صارم اور لائبہ ان کے ساتھ ہی بیٹھ گئے۔

رانی اور اس کی امی لائِبہ اور صارم کا انتظار کر رہے تھے اور وقت گزاری کے لیے جو س سے دل بہلا رہی تھی۔

بہت دیر نہیں کر دی تم لوگوں نے.....؟

صالحہ بیگم نے محتاط الفاظ میں اتنی دیر سے آنے کا جتایا۔ حالانکہ جتنی دیر سے وہ

انتظار کر رہی تھی ان کی جگہ کوئی اور ہوتا تو کھری کھری سناچکا ہوتا۔

بس لائِبہ کو ذرا تیار ہونے میں دیر ہو گئی۔

صارم کی بات پر رانی نے لائِبہ کو سرتاپا غور سے دیکھا۔ اسے لفظ "ذرا" پر اچھا خاصا اعتراض تھا۔

بھائی بھابھی کیا ہر وقت اتنا ہی میک اپ کیے رکھتی ہے۔

رانی نے صارم کے کان میں کہا۔

نہیں اچھی خاصی انسان کا بچہ تھی۔ ناجانے کیا سو جھی ہے آج جو پیسٹری بن کر آگئی ہے۔

صارم کی بات پر رانی نے مسکراہٹ دبائی۔

بھا بھی جو س منگوؤں آپ کے لیے؟

لائبہ کے دیکھنے پر وہ فوراً بولی۔

شکر یہ رانیہ لیکن میرا دل نہیں چاہ رہا۔

لائبہ نے انکار کر دیا۔

بس اب یہ کھانا پینا چھوڑ دو اور جو خریدنا ہے جلدی خریدو مجھے آفس جانا ہے دوبارہ،

کلائنٹ کے ساتھ میٹنگ ہے میری۔

صارم نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

مجھے بہت پیاس لگ رہی ہے تم ایسا کرو میرے لیے پائن اپل شیک منگوادو اور ساتھ

کچھ ہلکا پھلکا کھانے کو بھی....

جیسے ہی صارم کی بات پوری ہوئی لائبہ نے فوراً بیان بدلا جتنا صارم شاہ سے جتنا بچ کر

رہا تھا اس نے سوچ لیا تھا کہ اب اینٹ کا جواب پتھر سے دینا ہے۔

صارم نے ناپسندیدہ نظروں سے اسے دیکھا۔ رانیہ جو صارم کی بات سن کر اٹھنے لگی تھی

دوبارہ بیٹھ گئی۔

لائبہ نے آہستہ آہستہ جوس ختم کیا۔ صارم شاہ بار بار گھڑی پر نظر ڈالتا تھا کہ شاید وہ جلدی کر لے اسے دیکھ کر، مگر لائبہ کے کان پر جوں تک نہیں رینگے۔

اس کے بعد پوری شاپنگ میں یہی حال رہا۔ جس چیز کو لائبہ ہاتھ لگاتی صارم اسے ریجیکٹ کر دیتا اور جو چیز صارم کو پسند آتی لائبہ کو ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی۔

یار کر بھی چکو کچھ سلیکٹ۔ ٹائم دیکھو کیا ہو گیا ہے....

رانیہ جو اپنی شادی کی شاپنگ کر رہی تھی ان دونوں کو دیکھ دیکھ کر پریشان ہو رہی تھی۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ چند دن بعد ان کی شادی ہے اور وہ بھی لفظ میرج.....

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بس یہ والا ٹھیک ہے.....

لائبہ اور صارم نے ایک ہی وقت میں ریڈ اور گولڈن امتزاج کے لہنگے پر ہاتھ رکھا۔ جس پر موتیوں، نگوں اور دبکے کا کام بنا ہوا تھا۔ پھر ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور فوراً دونوں نے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا جیسے کسی گندی چیز کو غلطی سے ہاتھ لگ گیا ہوں۔

اوہ تھینکس گاڈ....

فائنلی بارات کا ڈریس دو سلیکٹ ہو گیا۔

رانیہ نے ڈریس کو پیک کرنے کے لیے کہا۔

لائبہ خاموش رہی کہ ڈریس اسے واقعی بہت پسند آیا تھا اور صارم کو آفس سے دیر ہو رہی تھی ورنہ وہ ضرور اسے ریجیکٹ کر دیتا۔

خدا خدا کر کے شاپنگ مکمل ہوئی۔ صارم لائبہ کو اس کے گھر چھوڑ کر آیا اور رانیہ اور اس کی امی ڈرائیور کے ساتھ گھر گئیں۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

-----

-----

وہ کچھ سنتا

تو میں کچھ کہتا

مجھے کچھ اور کہنا تھا

وہ پیل بھر کو

جو رک جاتا

مجھے کچھ اور کہنا تھا

کہاں اس نے سنی میری

سنی بھی ان سنی کردی

اسے معلوم تھا اتنا

مجھے کچھ اور کہنا تھا

بسا تھا پیار نس نس میں

بہت قربت تھی آپس میں



NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Drama|TV

اسے کچھ اور سننا تھا

مجھے کچھ اور کہنا تھا

کمائی زندگی بھر کی

اسی کے نام کیوں کر دی

مجھے کچھ اور کرنا تھا

مجھے کچھ اور کہنا تھا.....



بد تمیز، پتھر دل انسان.....

لائبہ نے فون بیڈ پر پٹخا

خیر ہے یہ اتنے خوبصورت القابات سے کس کو نواز جا رہا ہے صبح صبح....

شائین ابھی ابھی چائے لے کر آئی تھی لائبہ کی بات سن کر بولی۔

صارم شاہ کو اور کس کو.....

لائبہ نے منہ بنا کر کہا وہ اس وقت شاہ مین کے گھر پر موجود تھیں اور صارم کو فون کر رہی تھی جو کہ اس نے اٹینڈ نہیں کیا۔

شرم کرو تم۔ وہ اب تمہارے ہونے والے وہ ہیں۔

جی یہ جو میرے ہونے والے وہ ہیں نا انتہائی الو کے پٹھے ہیں۔

بری بات لائبہ اس طرح کی باتیں تم کم از کم میرے سامنے تو اس کے بارے میں مت کرو مجھے برا لگتا ہے میں نہیں سن سکتی اس کے بارے میں ایسی باتیں اتنے اچھے انسان کے بارے میں۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اچھا اور جو وہ میرے ساتھ کر رہا ہے وہ تو بہت ٹھیک ہے نا۔

کیا کیا ہے آخر اس نے؟

کتنے دن ہو گئے منگنی کو ابھی تک ایک بار بھی فون نہیں کیا گھر آنا یا باہر لے کر جانا تو بہت دور کی بات ہے۔

تو تم خود کر لیتی نہ فون.....

کیا ہے ایک بار نہیں ہزار بار کیا ہے وہ سننے تو پھر نہ.....

اچھا یہ تو واقعی بری بات ہے۔

ہاں یہی تو میں بھی کہہ رہی ہوں۔

اور جو تم نے اس کے ساتھ کیا وہ کیا اچھی بات تھی۔

نہیں وہ بھی بہت بری بات تھی۔

تو پھر اس بری بات کے لئے تم نے سوری کہا اسے....

وہ میری بات ہی نہیں سنتا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry

میں بات کروں؟

نہیں اس کی انسلٹ میں نے کی تھی سوری بھی مجھے ہی کرنی چاہیے اور اگر تم کچھ کہوں  
گی تو شاید اسے زیادہ برا لگے کہ ہم دونوں کے درمیان ہونے والی بات میں نے تمہیں  
بھی بتادیں۔

ہاں کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو۔ تم خود ہی بات کرو۔

کیسے بات کروں کل مایوں ہے میری اور دودن بعد مہندی موقع ہی نہیں مل رہا شادی  
سر پر آن پہنچی ہے۔

اچھا تو شادی والے دن ہی بتا دینا۔

لگتا تو کچھ ایسا ہی ہے۔

وہ دونوں باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ چائے بھی پی رہی تھی ٹی وی پر کوئی کورین

ڈرامہ چل رہا تھا دونوں ہی کورین ڈرامس کی شیدائی تھیں

آج لائبہ شاہ مین کے ساتھ شاپنگ کے لیے جانے والی تھی انہوں نے مہندی اور مایوں

کے کپڑے خریدنے تھے اور اب وہ سب کچھ بھول کر ٹی وی دیکھنے میں مگن تھی۔

اسی وقت فون کی بیل بجی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کون بات کر رہا ہے؟

میں ہوں صارم شاہ اب تم میرا نمبر بھی نہیں پہچانتی۔

لائبہ نے فون کان سے ہٹا کر نمبر دیکھا اس کی آواز سن کر ہی لائبہ کا دل پہ قابو ہو رہا تھا

نمبر دیکھنے کی ضرورت ہی کیا تھی مگر یہ ایک اضطراری حرکت تھی

کون ہے؟

شامی نے اشارے سے پوچھا۔

لائبہ نے فون کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے دکھایا۔

اوہ.... شامی نے کہا۔ اور سپیکر آن کرنے کا اشارہ کیا لائبہ نے انکار میں سر ہلایا۔

شاہ مین نے زبردستی اس سے موبائل چھین کر موبائل کا سپیکر اون کر دیا۔

تمہیں میری آواز آرہی ہے۔

جی میں سن رہی ہوں۔



لائبہ نے کہا۔

مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔

جی بولیں میں سن رہی ہوں۔

نہیں فون پر بات نہیں ہو سکتی۔

تو پھر؟

تمہیں مجھ سے ملنے آنا پڑے گا۔

لیکن آج تو میں شاہ مین کے ساتھ شاپنگ کے لیے جا رہی ہوں۔

شاہ مین نے ماتھے پر ہاتھ مارا اور اشارے سے کہا کہ اسے کہو ٹھیک ہے آ جاؤ گی۔

ٹھیک ٹھیک ہے تم جاؤ شوپنگ کے لئے میں مال میں ہی آ جاؤں گا۔

ٹھیک ہے کب آنا ہے۔۔۔

ابھی آ جاؤ۔

ابھی اسی وقت.....

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Arts|Drama|Poetry|Ghazal|Humor|Fiction|Etc.  
شاہ مین نے پھر اشارے سے کہا اوکے کرو۔

ٹھیک ہے میں آ جاؤں گی۔

لائبہ نے کہا اور فون بند کر دیا۔

بس آگیا نہ تمہارے مجنوں کا فون۔ مری جا رہی تھی کہ اس نے فون نہیں کیا۔ اب چلو

جلدی آدھادن تو یہاں ہی برباد ہو گیا ہے اور باقی کا تم لوگوں کی ڈیٹ میں ہو جائے گا۔

شاپنگ کیا خاک ہو گی۔

اس حلے میں جاؤں گی کیا۔۔

کیا ہوا ہے تمہارے حلے کو؟

شامین نے اسے سر تا پا دیکھا اچھی بھلی تو ہو۔

کیا خاک ٹھیک ہوں میں گھر جاؤں گی اور پھر وہاں جاؤں گی۔

ہر گز نہیں ہم یہاں سے سیدھے مال جائیں گے۔

شامین نے کہا اور لائے کو اپنے کپڑے پہننے کے لئے دیئے۔

لائے نے شامین کی دی ہوئی فراک پہنی اور مال جانے کے لیے تیار ہوگی۔ شاہ مین نے

اسے ہلکا پھلکا میکپ کر دیا اور اسی سے وہ اچھی خاصی خوبصورت لگنے لگی۔

ہاں اب ٹھیک ہے لائے نے آئینے میں خود کو دیکھ کر سراہا۔

اب چلے میڈم۔۔۔

شامین کے کہنے پر وہ مسکراتے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے باہر نکل گئی۔

مال میں پہنچ کر اس نے صارم کو فون کیا۔

تم لوگ شاپنگ کرو میں کچھ دیر میں آتا ہوں مصروف ہو ذرا۔

صارم نے کہا۔

تو پھر ہمیں اتنی جلدی بلانے کی کیا ضرورت تھی۔

کہا نہ کچھ کام ہے آتا ہوں تھوڑی دیر میں۔

لاٹبہ نے غصے سے فون ہی بند کر دیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
کیا بات ہے۔۔

صاحب مصروف ہیں۔

کیا وہ نہیں آ رہا؟

نہیں آئے گا اور زرا دیر سے۔۔

تو اتنی سی بات کے لئے اتنا غصہ ٹھیک ہے نہ ہم شاپنگ کر لیتے ہیں تب تک بعد میں

اس سے ملاقات ہو جائے گی۔

ٹھیک ہے لائے نے بے دلی سے کہا اب وہ اسے کیا بتاتی کہ جس کے لیے اتنا تیار ہو کر آئی ہے اس نے ہی نہیں دیکھا تو یہ تیاری کس کام کی۔ اور جب تک وہ آئے گا تب تک تو میں دوبارہ ماسی بن چکی ہوں گی چکر پھیریاں مار مار کر۔

دونوں نے شاپنگ مکمل کی لائے نے اپنی ماٹوں اور مہندی کا سوٹ خریدا میچنگ چوڑیاں جیولری میکپ جوتے اور ڈھیر ساری چیزیں۔

وہ دونوں اس وقت ریستورینٹ میں بیٹھی تھی۔ جب صارم شاہ کا فون آیا لائے نے اسے ایڈریس بتایا 15 منٹ بعد وہ ان کے سامنے تھا۔

شامین کسی بہانے سے انہیں تنہا چھوڑ کر چلی گئی اب صرف لائے اور صارم اکیلے تھے۔

لائے کی نظریں اپنے ہاتھوں پر جمی تھیں جنہیں وہ گود میں رکھے بیٹھی تھی وہ کچھ کنفیوز سی لگ رہی تھی۔ منگنی کے بعد یہ ان کی باضابطہ پہلی ملاقات تھی۔

تم کچھ لوگی؟

صارم کی آواز پر وہ خیالوں سے باہر آئی۔

نہیں کچھ نہیں۔

اچھا تو پھر مدعے پر آتے ہیں۔

صارم نے بنا کسی تمہید کے بات شروع کی۔

لائبہ مجھے معلوم ہے یہ شادی تمہاری مرضی کے خلاف ہو رہی ہے تم دانیال ملک سے شادی کرنا چاہتی تھی اور بیچ میں میں آ گیا۔

لائبہ نے چونک کر صارم کی طرف دیکھا جو اپنی ہی دھن میں بولے جا رہا تھا۔ وہ کیا کہنے والا تھا آخر۔۔

جب تم نے مجھے بتایا تھا کہ تم دانیال ملک سے شادی کرنا چاہتی ہو تو مجھے بہت برا لگا تھا۔ میں نے اس دنیا میں اگر کسی لڑکی سے محبت کی ہے تو وہ تم تھی لائبہ۔

لائبہ کے دل میں یہ "تھی" بر چھی بن کر اتری۔

میرا دل چاہا کہ دانیال ملک کو شوٹ کر دوں۔ تمہیں کسی اور کے ساتھ دیکھنا تو درکنار سوچنا بھی میرے لئے جان لیوا تھا مگر

پھر میں نے دل کو سمجھایا کہ محبت میں زبردستی نہیں ہوتی۔ محبت تو اعزاز کی طرح ملتی

ہے بھیک کی طرح نہیں۔ اور جس

سے محبت کی جاتی ہے اس کی خوشی میں خوش ہو جانا ہی اصل میں محبت ہے۔ میں نے  
پاپا کو کہہ دیا تھا کہ میں اس لڑکی سے شادی نہیں کرنا چاہتا جس کے لیے دو سال پہلے  
میں نے گھر چھوڑ دیا تھا۔

لائبہ حیرت سے یہ سب کچھ سن رہی تھی۔

پھر پاپا میرا رشتہ لے کر اپنے پرانے دوست کے گھر گئے۔ اور قسمت کی ستم ظریفی  
دیکھو کہ وہ تم تھی جس کے لیے رشتہ کی بات کرنے وہ گئے تھے۔  
لائبہ سانس روکے اسے سن رہی تھی۔

وہ تمہارے پاپا تھے لائبہ جو میرے پاپا کے دیرینہ بچھڑے ہوئے دوست تھے وہ  
شرافت علی اصغر تھے جو میرے اتنا خلاف تھے کہ وہ اس اختلاف میں یہ بھی بھول گئے  
تھے کہ میں ان کا شاگرد اور وہ میرے استاد ہیں۔ اور استاد اور شاگرد کے درمیان دشمنی  
زیب نہیں دیتی۔ مگر جب انہیں پتہ چلا کہ میں ان کے دوست کا بیٹا ہوں تو انہوں نے  
سب کچھ بھلا کر مجھے سینے سے لگا لیا۔ وہ دونوں اپنی دوستی

کورشتے داری میں بدل کر اور بھی مضبوط کرنا چاہتے تھے شرافت علی اصغر جو کہ میری دادی کے منہ بولے بیٹے تھے اتنے سال بعد ملنے والے ان دوستوں کا دل دکھانہ میرے بس میں نہیں تھا۔

اپنے پاپا کے چہرے سے ان کی مسکراہٹ اور خوشی جو میں نے وہاں دیکھی تھی کو چھین لینا میرے ضمیر نے گوارا نہیں کیا۔

اور چپ چاپ تو میں انگوٹھی پہنادی یہ جاننے کے باوجود کہ تم وہاں میرے لئے نہیں دانیال ملک کے لئے تیار ہو کر بیٹھی تھی۔

لائبہ نے زخمی نگاہوں سے سارے کو دیکھا۔

مجھے معلوم ہے میری طرح تم بھی مجبور ہو گئی ہو گی لائبہ میں خود میں اتنی ہمت نہیں پاتا کہ تم سے تمہاری خوشی چھین لوں۔ اس لحاظ مروت کے کھیل میں تم اپنی محبت سے دستبردار ہو جاؤ یہ مجھے منظور نہیں۔

لائبہ میری طرف سے تم آزاد ہوا گر چاہو تو انکار کر دو میں کسی ایسی لائبہ کو قبول نہیں کر سکتا جس کا جسم تو میرے

ساتھ ہو لیکن دل کسی اور کے پاس۔ مجھے لائبہ اس کے دل و دماغ سمیت چاہیے۔ اس کی محبت سمیت۔ مجھے تمہاری روح

سے محبت تھی لائبہ تمہارے کردار سے تھی جسم تو کہیں بھی نہیں تھا پھر میں اس لائبہ کو اپنے پاس رکھ کر کیا کروں گا جس کے لیے مال و دولت جیسی حقیر چیزیں رشتوں اور جذبات سے زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔ تمہیں شاید مجھے دانیال ملک کی جگہ

دیکھ کر کوئی فرق نہیں پڑا ہو گا کیونکہ میں اب وہ غریب صارم شاہ نہیں رہا کی جس کی محبت کو تم نے دولت کے لیے ٹھکرا دیا تھا۔

مگر مجھے فرق پڑتا ہے لائبہ، مجھے پڑتا ہے۔ میں تم سے شادی نہیں کرنا چاہتا۔ اور یقیناً تم بھی ایسا نہیں چاہتی۔

تم اپنے فیصلوں میں آزاد ہو اگر تم انکار کر سکتی ہو تو ٹھیک ہے ورنہ تمہاری خاطر یہ قربانی بھی میں دینے کو تیار ہوں۔

مجھے دانیال ملک سے کوئی پر خاش نہیں محبوب کی گلی کا تو کتا بھی پیارا لگتا ہے وہ تو پھر

تمہارے دل کا ملین ہے۔ جاؤ

لائبہ مجھے تم سے کوئی شکوہ نہیں۔ میں سمجھوں گا کہ ہمارا ساتھ بس یہیں تک تھا۔

صارم کے لہجے میں عجیب سی خلش تھی عجیب سی حسرت تھی اس کی آنکھوں میں یہ

سب کہتے ہوئے۔ بڑھی ہوئی شیوا اور سرخ آنکھیں لئے صارم شاہ کا لہجہ لہو لہو تھا۔

لائبہ کا دل چاہا اسے چپ کروادے اس کا گریبان پکڑ کر کہے کہ صارم شاہ تمہیں کس

نے حق دیا ہے دوسروں کے بارے

میں فتویٰ صادر کرنے کا۔ کیا لائبہ علی کا وجود اتنا ہی ارزاں ہے کہ جس کو تمہارا دل

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چاہے گادان کر دو گے۔

مگر اس کی زبان پر تالے لگے تھے وہ بے یقین نظروں سے صارم شاہ کو تکے جا رہی

تھی۔

صارم شاہ اپنی بات ختم کر چکا تھا کچھ دیر لائبہ کو دیکھتا رہا کہ وہ کچھ بولے۔ مگر جب وہ

اسی حالت میں بیٹھی رہی تو وہ خاموشی سے اٹھ کر چلا گیا۔

وہ کہتا تھا تجھے اپنا بنا کے چھوڑوں گا

اس نے یہی کیا مجھے اپنا بنایا اور چھوڑ دیا



خالی ہاتھوں کو کبھی غور سے دیکھا ہے فراز

کس طرح لوگ لکیروں سے نکل جاتے ہیں

شاہ مین جب لائے کے پاس آئی تو وہ یوں بے جان سی بیٹھی تھی گویا ہاتھ لگایا تو ڈھے

جائے گی۔ خالی خالی نظروں سے

اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو تکتی لائے کو دیکھ کر شاہ مین کو کسی انہونی کاشت  
سے احساس ہوا۔

کیا بات ہے لائے کیسے کیوں بیٹھی ہو؟

شامین نے پریشانی سے پوچھا مگر لائے کی پوزیشن میں کوئی فرق نہیں آیا اس کے چہرے  
کو دیکھ کر لگتا تھا کہ ابھی رو دے گی۔

لائے کیا ہوا ہے اور صام کہاں ہے وہ کب گیا؟

اور تمہاری کیا بات ہوئی اس سے؟

لائے نے کوئی جواب نہیں دیا اور خاموشی سے اٹھ کر باہر کی طرف بڑھ گئی۔ شامین اس  
کے پیچھے پیچھے تھی۔

لائے چپ چاپ گاڑی میں بیٹھ گئی شامین نے اسے دوبارہ مخاطب نہیں کیا وہ سمجھ گئی  
تھی کہ لائے کی خاموشی کسی بڑے طوفان کا پیش خیمہ ہے۔ اس لیے وہ خاموشی سے  
ڈرائیو کرتی رہی۔

وہ لائِبہ کو اس کے گھر لے آئی۔ لائِبہ خاموشی سے اپنے کمرے میں چلی گئی شامین بھی اس کے پیچھے تھی۔

جب وہ لائِبہ کے پیچھے اس کے کمرے میں جانے لگی تو اس نے منع کر دیا۔ اور دروازہ بند کرنے لگی۔

لائِبہ میں کہیں نہیں جا رہی جب تک تم مجھے پوری بات نہیں بتا دیتی کم از کم تب تک تو بالکل بھی نہیں۔

شامی نے ہاتھ سے دروازہ پکڑتے ہوئے لائِبہ سے کہا۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
شامین میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے مجھے اکیلا چھوڑ دو۔

پہلے تم مجھے بتاؤ صارم سے تمہاری کیا بات ہوئی ہے میں چلی جاؤں گی۔

کیوں بتاؤں تمہیں کیا مجھ پر فرض ہو گیا ہے ہر بات میں تمہیں بتاؤں۔ جاؤ تم یہاں سے مجھے کسی سے کوئی بات نہیں کرنی۔

لائِبہ نے غصے سے کہا۔

ٹھیک ہے مت بتاؤ مگر مجھ سے یہ امید مت رکھنا کہ میں تمہیں اس حالت میں اکیلا

چھوڑ کر چلی جاؤں گی۔

شامی نے کہا۔

لائبہ خاموشی سے دروازے سے ہٹ گئی اور سونے پر جا کر بیٹھ گئی۔ شامین اندر آگئی۔

لائبہ کچھ دیر تو خاموش بیٹھی رہی پھر اٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کر کھڑی

ہو گئی۔

شامین بہت غور سے اس کی حرکات و سکنات ملاحظہ کر رہی تھی مگر خاموش تھی اسے پتا تھا کہ لائبہ زیادہ دیر تک اس سے کوئی بات نہیں چھپا سکتی وہ اس کے بولنے کا انتظار کر رہی تھی۔

شامی میں کیسی لڑکی ہوں....؟

لائبہ نے ایسے لہجے میں پوچھا کہ شامین چونک کر اسے دیکھنے لگی۔ وہ آئینے کے سامنے

کھڑی اپنے چہرے کو بغور دیکھ رہی تھی جیسے کسی اجنبی کو پہلے بار دیکھ رہی ہو۔

بہت اچھی ہو تم لائبہ۔ نیک دل نیک سیرت ایک بہت اچھی بیٹی ایک مخلص دوست

۔ صارم شاہ بہت خوش قسمت ہے کہ اسے لائبہ مل رہی ہے زندگی کے ساتھی کے طور

پر.....

بکو اس۔۔۔ بکو اس کر رہی ہو تم۔ جھوٹ بول رہی ہو۔ میں اچھی لڑکی ہوں....؟ نہیں ہوں میں اچھی لڑکی۔۔۔ نہیں ہوں۔۔۔۔۔

لائبہ نے ایک جھٹکے سے سنگھار میز پر رکھی تمام چیزیں الٹ دیں۔ تمام سامان سمیت میز پر رکھی اس کی خوبصورت تصویر بھی زمین بوس ہو کر کرچی کرچی ہو گئی تھی۔

نہیں ہوں میں اچھی لڑکی۔ اچھی لڑکی ہوتی تو وہ مجھے یوں نہ چھوڑ جاتا۔ یوں دو کوڑی کانہ کر جاتا۔ کیا مانگا تھا میں نے اس

سے اس کا اعتبار۔۔۔ وہ صارم شاہ ہے اچھی سے اچھی لڑکی اسے مل سکتی ہے مگر لائبہ کو صرف وہ چاہیے تھا میں نے اسے کہا

تھا کہ مجھے چھوڑ کر مت جانا میں ٹوٹ جاؤں گی بکھر جاؤں گی۔ کیوں میری آنکھوں کو خوشنما خواب بخشے اگر انہیں نوچنا

ہی تھا تو۔

کیوں ہاتھ پکڑا میرا اگر چھوڑنا ہی تھا تو۔

کیوں شامین کیوں.....

وہ شاہ مین کو اس وقت نیم پاگل لگ رہی تھی۔

تم کہتے ہو میں اچھی لڑکی ہوں۔ نہیں۔۔ نہیں ہوں میں اچھی لڑکی۔ میری اوقات جانتی ہو کیا ہے میری اوقات تو اس کیچڑ کی طرح ہے جس سے ہر کوئی دامن بچاتا ہے۔

وہ کہتا تھا کہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ نہیں محبت نہیں مجھ سے عشق کرتا ہے....

وہ پاگلوں کی طرح ہنس رہی تھی شاہ مین سن سی اسے دیکھے جا رہے تھے۔

یہ ہے اس کی محبت۔؟ اسے محبت کہتے ہیں یہ ہے محبت؟ میں نے اسے کہا کہ مجھے تم سے

محبت نہیں اس نے مان لیا۔ میں

نے کہا مجھے کسی اور سے محبت ہے اس نے یہ بھی مان لیا۔ میں نے کہا میں خود غرض ہو

اس نے مان لیا۔ اس نے میری

زبان سے ادا ہونے والے لفظ لفظ پر اعتبار کر لیا۔ لیکن میری آنکھوں سے جھلکتی التجا کو

وہ کیسے نہیں سمجھ پایا شاہ مین۔ اور وہ عویدار تھا کہ اسے مجھ سے محبت تھی۔

اس نے اک بار پوچھا تھا

تمہیں مجھ سے محبت ہے

اور میں برسوں سے

اس سوال کے

جواب کی تلاش میں ہوں

کیا وہ آنکھوں پر

اعتبار نہیں کرتا

وہ مجھے چھوڑ گیا شامین مجھے دھتکار گیا دیکھو یہ ساری دنیا مجھ پر ہنس رہی ہے میرا مذاق اڑا

رہی ہے یہ چیزیں.....

اس نے ایک ایک کر کے تمام شاپنگ بیگز کوزمین پر الٹ دیا

یہ انویٹیشن کارڈز.....

بیڈ سائڈ ٹیبل پر پڑے کارڈز کو ہاتھ مار کر بکھیر دیا

سب لوگ ساری دنیا مجھ پر ہنس رہی ہے تم بھی ہنسو، ہنسو شامین۔

وہ پاگلوں کی طرح ہنس رہی تھی شامین نے اسے کھینچ کر

گلے لگا لیا۔ وہ بلک بلک کر رونے لگی شاہ مین کب اسے یوں ٹوٹا بکھرا دیکھ سکتی تھی۔ اس

کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے سنبھالتے ہوئے خود بھی رو پڑی

یہ تم نے اچھا نہیں کیا صارم شاہ۔ بہت برا کیا تم نے....

شامی نے کہا اور لائے کو بیڈ پر بٹھانے کی کوشش کی مگر لائے کا بے جان ہوتا جسم اس کی

باہوں میں جھول گیا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسے کہنا

قسم لے لو.....

تمہارے بعد اگر ہم نے

کسی کا خواب دیکھا ہو

کسی کو ہم نے چاہا ہو

کسی کو ہم نے سوچا ہو

کسی کی آرزو کی ہو

کسی کی جستجو کی ہو

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry

کسی کی راہ دیکھی ہو

کسی کا قرب مانگا ہو

کسی کو ساتھ رکھا ہو

کسی سے آس رکھی ہو

کوئی امید باندھی ہو

کوئی دل میں اتارا ہو

کوئی اگر تم سے پیارا ہو

کوئی دل میں بسایا ہو

کوئی اپنا بنایا ہو

اسے کہنا قسم لے لو.....

کوئی روٹھا ہو اور ہم نے منایا ہو

بہار کی حسین رت میں

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|کسی کا ہجر جھیلا ہو

کسی کی یاد کا موسم

ہمارے آنگن میں کھیلا ہو

کسی سے بات کرنے کو

اگر یہ ہونٹ ترسے ہوں

کسی کی بے وفائی پر



اگر یہ نین بر سے ہوں  
اسے کہنا قسم لے لو.....  
کبھی راتوں کو اٹھ اٹھ کر  
تیرے دکھ میں نہ روئے ہوں  
قسم لے لو....



تمہارے بعد ہم  
ایک پل بھی سوئے ہوں

قسم لے لو.....

کبھی جگنو

کبھی تارا

کبھی مہتاب دیکھا ہو

قسم لے لو.....

تمہارے بعد

کسی کا خواب دیکھا ہو

قسم لے لو.....!

وہ کئی گھنٹوں سے وہاں اسی طرح بیٹھا تھا ایک اضطراب ایک طوفان تھا جو اس کے سامنے ٹھاٹھیں مارتے سمندر میں موجزن تھا اور ایک اضطراب تھا جو اس کے دل کی دنیا کو تہہ و بالا کئے دے رہا تھا۔

وہ یہاں دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہر چیز کو فراموش کیے بیٹھا تھا مگر جسے بھلانے کے لئے وہ خود کو بھلائے بیٹھا تھا وہی نہیں بھولتی تھی۔ ساحل سمندر پر اس وقت اندھیرے کا راج تھا ہر طرف ہو کا عالم تھا سورج غروب ہوئے زیادہ دیر نہیں گزری تھی۔ روزی روٹی کی تلاش میں نکلے پرندے اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے ٹھاٹھیں مارتی موجیں پورے جوش کے ساتھ ساحل کی طرف بڑھتی اور صام شاہ کے پیروں سے سر پٹخ پٹخ کر واپس چلی جاتی۔ یہ تماشے ان کے لئے نئے نہیں تھے عشق کے یہ کھیل تو روز ازل سے جاری تھے ساحل سے سمندر اور سمندر سے ساحل کی طرف رواں یہ شوریدہ موجیں گواہ تھی نہ جانے کتنی ادھوری محبتوں کی۔ کتنی کہانیاں تھیں جو یہ سمندر اپنے

اندر دفن کئے ہوئے تھا کسی نے صحیح کہا ہے

یہ محبت کی کہانی نہیں مرقی لیکن

لوگ کردار نبھاتے ہوئے مر جاتے ہیں

وہ بھی اس وقت کسی مصور کی شاہکار تصویر کا ایک کردار ہی لگ رہا تھا۔ وہ سگریٹ نہیں پیتا تھا لیکن اس وقت سگریٹ پر سگریٹ پھونکتے ہوئے اس نے خون جگر ہی نہیں اپنے وہ تمام خواب بھی پھونک ڈالے تھے جو اس نے لائے کے سنگ دیکھے تھے وہ خواب جو اب چکنا چور ہو کر اس کے تصورات کو لہو لہان کیسے دے رہے تھے وہ لائے کو جس طرف سے یہ کہ آیا تھا کہ میں تمہاری محبت سے دستبردار ہوتا ہوں وہ طرف اب ڈگمگاتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اتنا آسان نہیں اپنی محبت کو رقیب کے حوالے کر دینا۔ وہ اتنا حوصلہ کہاں سے لاتا کہ اسے خود سے دور کر کے زندہ رہ سکے جس کا نام اس کی ہر سانس کے ساتھ ورد کی طرح جاری تھا وہ اسے خود سے دور کر آیا تھا مگر لائے پھر بھی اس کے آس پاس ہی تھی وہ اس کی خوشبو کے حصار میں تھا کبھی وہ سے چاند میں مسکراتی نظر آتی۔ کبھی سگریٹ کے دھوئیں کے بنتے بگڑتے مرغولوں میں رکھنا نظر آتی کبھی دلبرانہ انداز سے اسے اپنی طرف بلاتی ہے اور کبھی روٹھ کر دور چلی جاتی۔ ہاں

وہ لائے ہی تھی جس سے چھڑنے کے تصور سے اس کی سانسیں اس کے سینے میں الجھنے لگی تھی صارم شاہ کے جسم میں ان چند گھنٹوں میں پہلی بار جنبش ہوئی۔ وہ لائے کو آوازیں دیتا سمندر کی طرف دوڑ پڑا۔ مگر لائے کی شبیہ دور سے دور ہوتی جا رہی تھی کہتے ہیں چاند کی روشنی مجنون کر دیتی ہے وہ بھی مجنوں بن گیا تھا یہ جنون ہی تو تھا جس نے قیس کو صحرا صحرا بھٹکایا تھا یہ جنون ہی تھا جس نے تخت ہزارا کے رانجھے کو ہیر کے پیچھے خوار کیا۔ یہ جنون ہی تھا جس نے فرہاد سے پتھروں کے سینے شق کروائے اور یہ جنون ہی تھا جو صارم شاہ کو سمندر کی تہہ میں اتارنے والا تھا وہ لائے کے تصور کے پیچھے بھاگ رہا تھا اور سمندر اسے نگلتا جا رہا تھا اس کی سانسیں اٹکنے لگی تھی اس نے خود کو سمندر کی موجوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔

چھڑنے کی افیت کو

اگر تم جاننا چاہو

تو کچھ پیل کو ذرا

سانسیں اپنی روک کر رکھو

تمہیں محسوس ہو گا کہ

بچھڑنا موت جیسا ہے.....



کسے فون کر رہی ہیں ماما؟

رانیہ نے اپنی ماں سے پوچھا جو پچھلے آدھے گھنٹے سے بار بار صارم کا نمبر مل رہی تھی مگر

جواب نہ دیا تھا ان کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی۔

صارم کو فون کر رہی ہوں آفس کے لیے نکلا تھا اور ابھی تک واپس نہیں آیا۔

آجائے گے ماما۔ آپ فکر مت کریں اپنے دوستوں کے ساتھ ہوں گے۔

رانیہ نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔

یہی تو پریشانی ہے کہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ بھی نہیں ہے میں فون کر کے پوچھ چکی

ہوں۔ اور اتنا غیر ذمہ دار تو وہ کبھی بھی نہیں رہا کہ بغیر بتائے گھر سے باہر رات گزار

دے۔۔۔

صالحہ بیگم کی آنکھیں شب بیداری کے باعث سو جی سو جی سی تھی۔ وہ شاید صارم شاہ

کے انتظار میں ساری رات جاگتی رہی تھی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ نے پاپا سے پوچھا۔۔۔

ہر گز نہیں۔۔۔ اپنے پاپا کو یہ مت بتانا کہ صارم ساری رات گھر نہیں آیا ورنہ ہنگامہ

کھڑا کر دیں گے تمہیں پتا تو ہے ان کی سخت طبیعت کا۔۔۔۔۔۔۔۔

کہہ تو آپ ٹھیک رہی ہیں مگر بتائے بغیر چارہ بھی نہیں۔ اگر وہ پوچھیں گے تو کیا جواب

دیں گے انہیں۔۔۔

یہی سوچ سوچ کر تو میرے حواس جواب دے گئے ہیں۔۔

وہ سچ مچ بہت پریشان تھیں۔ رانیہ کو ان پر ترس آیا۔ ماں ہونا بھی ایک مسلسل آزمائش سے کم نہیں۔ اولاد جوان ہی کیوں نہ ہو جائے ذرا سا نظروں سے دور ہوتے ہی ماں کا دل اس کی مٹھی میں آجاتا ہے۔

صالحہ بیگم بھی آخر ماں تھی صارم کے دو سال گھر سے دوری نے ان کے دل کو بہت کمزور بنا دیا تھا اکلوتی نرینہ اولاد تھی وہ ان کی پھر وہ کیسے پریشان نہ ہوتی۔

وہ ایک بار پھر صارم کا نمبر ملار ہی تھی اسی وقت شاہ مین ملازمہ کے ساتھ اندر آئی۔

السلام علیکم آنٹی۔۔۔۔۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
وعلیکم السلام بیٹا کس سے ملنا ہے آپ کو سوری میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔۔۔۔۔

آنٹی میں لائبر اور صارم کی دوست ہوں شاہ مین۔ لائبر کے گھر ملاقات ہوئی تھی آپ سے۔۔۔۔۔

شامی نے یاد دلایا۔ اس کا ستا ہوا چہرہ کسی گہرے دکھ کی غمازی کر رہا تھا۔

جی مجھے یاد آگیا۔ کیسی ہیں آپ۔۔؟

بیٹھیں پلیز۔۔۔۔۔

رانیہ نے کہا اور ساتھ ہی ساتھ اسے بیٹھنے کو بھی کہا۔ جو ابھی تک کھڑی تھی۔  
 نہیں رانیہ میں یہاں بیٹھنے کے لیے نہیں آئی۔ آپ صارم کو بلا دیں مجھے اس سے بات  
 کرنی ہے۔۔۔۔۔

شاہ میں نے کہا اسے اس وقت صارم شاہ پر بہت غصہ تھا تھا اس لئے وہ صبح صبح اس کے  
 گھر آن پہنچی تھی اسے صارم سے ان تمام سوالوں کے جواب چاہیے تھے جو اسے لائے  
 نہیں دے پائی تھی لائے کی الجھی الجھی باتوں سے اتنا اندازہ اسے ہو ہی گیا تھا کہ صارم  
 شاہ نے اس سے شادی کرنے سے انکار کر دیا تھا مگر اس کے پیچھے کیا وجہ تھی اس سے وہ  
 انجان تھی

لائے کے گھر والوں کے سوالوں کے جواب دے دے کروہ الگ بیزار تھی کہ جن  
 باتوں سے وہ خود بے خبر تھی دوسروں کو کیا بتاتی۔

مگر کچھ بھی ہو حقیقت تو یہی تھی کہ جس وقت لائے کی طبیعت خراب ہوئی اس کے  
 پاس صرف شاہ مین ہی موجود تھی اور اس وقت سب کی نگاہیں اسی پر جمی تھی۔۔۔۔۔  
 بیٹا صارم تو کل سے گھر ہی نہیں آیا میں خود بہت پریشان ہوں کئی بار فون کر چکی ہوں

مگر اس کا فون مسلسل آف آرہا ہے۔۔۔

آپ مجھے بتادیں کیا بات ہے وہ آئے گا تو میں اسے بتا دوں گی۔۔۔

انہوں نے کہا۔

نہیں آنٹی ایسی بھی کوئی ضروری بات نہیں۔ میں صارم سے فون پر بات کر لوں گی

بہت شکریہ آپ کا۔ پلیز اسے کہہ دیجئے گا کہ مجھے فون کر لے۔

یہ کہہ کر وہ جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔ صالحہ بیگم نے ایک مرتبہ پھر صارم کا نمبر

ملا یا جو ہنوز بند تھا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دل لگا کر ٹھکراے ہوئے لوگ ہیں ہم

افسوس کیجئے کنارہ کیجئے سبق لیجئے

لائبہ کو ضروری ٹریٹمنٹ کے بعد گھر شفٹ کر دیا گیا تھا کیوں کہ ڈاکٹرز کے مطابق اس

کی حالت اب خطرے سے باہر تھی۔

وہ اس وقت اپنے کمرے میں بستر پر لیٹی خالی خالی نظروں سے چھت کو گھور رہی تھی  
ڈاکٹر شیرازی جو شرافت علی کے ہمسائے بھی تھے اور شہر کے بہترین نیوروسرجن  
تھے لائبرے کا چیک اپ کر رہے تھے انہیں کے ہسپتال میں لائبرے کا ٹریٹمنٹ بھی کیا گیا تھا

لائبرے کی ماں عاصمہ بیگم نماز کے انداز میں سر پہ دوپٹہ لپیٹے ہاتھ میں تسبیح لیے اس کے  
سر ہانے بیٹھی تھی شب بیداری اور مسلسل گریہ زاری کے باعث ان کی آنکھیں سو جی  
ہوئی تھی اور وہ وقتاً فوقتاً لائبرے کے اوپر قرآنی آیات پڑھ کر پھونک رہی تھی۔  
ڈاکٹر شیرازی مکمل چیک اپ کے بعد اسے نیند کا انجکشن دے کر چلے گئے کیونکہ اسے  
ذہنی سکون درکار تھا شرافت علی ڈاکٹر کو چھوڑنے کے لئے باہر چلے گئے۔

اسی وقت شاہ مین کمرے میں داخل ہوئی وہ اس وقت صارم گھر سے آرہی تھی۔ کیسی  
ہولائبرے اب ٹھیک ہو تم؟

شاہ مین نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے محبت سے لبریز لہجے میں پوچھا لائبرے  
نے بنا کوئی جواب دیئے بیزاری سے اسے دیکھا اور ایک بار پھر چھت پر نظریں جمادیں  
گویا اسے شامین سے شکایت ہو کہ کیوں اس نے پھر سے زندگی کی اس آزمائش میں

ڈال دیا کیوں نا ایک ہی جھٹکے سے ان تمام دکھوں سے نجات دلا دی جو اسے اندر ہی اندر کھائے جا رہے تھے۔

ڈاکٹر کا کہنا تھا کہ اسے کسی بات کا گہرا صدمہ ہوا ہے کوئی بہت بڑا دکھ جسے وہ برداشت نہیں کر پائی اس کے ماں باپ سوچ سوچ کر پریشان ہو رہے تھے کہ لائبرے کو بھلا ایسا کیا دکھ ہو سکتا ہے اب انہیں کون بتاتا کہ محبت میں محبوب کے ہاتھوں ٹھکرائے جانے سے بڑا اور کیا دکھ ہو گا۔ اس سے بڑا صدمہ اور کیا ہو گا کہ محبوب کی نظروں میں آپ کی ذات بے اعتبار ٹھہرے۔



NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Articles | Books | Post | Interviews

عاصمہ بیگم بار بار لائبرے اور شامین سے

پوچھتی تھی کہ کیا بات ہے وہ انہیں سچ سچ بتادے مگر دونوں نے ہی ہونٹوں پر قفل لگا رکھے تھے۔ لائبرے کے سسرال والوں کو بتانے سے شرافت علی نے منع کر دیا تھا کہ دو دن بعد شادی تھی اور یہ بیٹی کے سسرال کا معاملہ تھا۔

لائبہ آہستہ آہستہ نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔ کچھ دیر پہلے دیا گیا سکون اور انجکشن اپنا اثر دکھا رہا تھا شامین خاموشی سے اٹھ کر باہر چلی گئی کہ لائبہ کو آرام کی ضرورت تھی۔

زندگی تو ہی مختصر ہو جا

شب غم مختصر نہیں ہوتی



کہہ رہا ہے شور دریا سے سمندر کا سکوت

جس کا جتنا طرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

سمندر کے کنارے صبح حسب معمول تھی۔ روزمرہ کی طرح چھیرے اپنے اپنے جال اور کشتیاں لئے روزی روٹی کی تلاش میں ساحل سمندر کا رخ کر چکے تھے بگلے پانی میں غوطہ لگاتے اور چونچ میں چھوٹی بڑی مچھلیوں کو دبائے ساحل کی ریت میں آبیٹھے تھے یا اپنے آشیانوں کی طرف لوٹ جاتے۔

ماں باپ چاہے انسان کے ہوں جانوروں کے ہوں یا پھر پرندوں کے اللہ تعالیٰ نے یہ جبلت ان میں وردیت کر دی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو پالتے ہیں ان کو رزق حلال کا نیوالہ کھلانے کے لیے محنت کرتے ہیں دور دراز کے سفر کرتے ہیں اور یہ جبلت بھی ہر اولاد میں ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کے احسان فراموش ہوتے ہیں تنکا تنکا جوڑ کر آشیانہ بنانے والوں کو اولاد جوان ہوتے ہی اس آشیانے سے نکال باہر کرتے ہیں

زندگی کی یہ تلخ حقیقت ازل سے جاری ہے اور ابد تک یونہی چلتی رہے گی۔ سلطان محمد بھی ایک ایسا ہی قسمت کا مارا شخص ہے جس کو اس کی اولاد نے گھر سے نکال دیا تھا صرف اسے ہی نہیں اس کے چھوٹے بیٹے کو بھی وہ گھر میں رکھنے کے لیے تیار نہیں تھے۔

سلطان محمد ایک غریب ملاح تھا وہ سی ویو پر لوگوں کو اپنی کشتی میں بٹھا کر سمندر کی سیر

کرواتا تھا۔ اپنے بچوں کا پیٹ پالتا تھا۔ صبح سے شام تک چپو چلاتے وہ ہر طرح کے لوگوں کو اپنی کشتی کی سیر کرواتا تھا۔

شام ڈھلے جب تھکا ہارا وہ گھر لوٹتا تو اس کے بچے بابا بابا کہتے اس کی ٹانگوں سے چمٹ جاتے تو وہ اپنی ساری تھکان بھلا کر انہیں گود میں اٹھاتا پیار کرتا۔ اور جب وہ ان کے لیئے کبھی کوئی کھانے کی چیز ساتھ لاتا تو وہ یوں خوش ہو جاتے جیسے سارے جہان کی دولت مل گئی ہو۔ اور ان کی خوشی دیکھ کر محمد سلطان کو اپنی محنت و وصول ہو جاتی ہے۔

آج صورتحال مختلف تھی اس کے بچے اب بڑے ہو چکے تھے اور سلطان محمد ان کو پالتے پالتے بوڑھا ہو چکا تھا اس کی کمر جھک گئی تھی اس کے بچوں کے کمزور اور ناتواں جسم جوان ہو چکے تھے سلطان محمد کے خون پسینے پر پلنے والے یہ پیرا سائٹس اب اپنے باپ کا بوجھ اٹھانے کے لیے تیار نہیں تھے۔

وہ خوش دلی سے اپنے بچوں کی پرورش کرنے میں مصروف تھے اس بات سے بے خبر کے کل جس طرح وہ بچے تھے اور ان کا باپ جوان تھا آنے والے کل میں وہ بوڑھے ہوں گے اور ان کے بچے جوان ہو چکے ہوں گے اور جس طرح سلطان محمد کا وجود انہیں برداشت نہ تھا اسی طرح ان کے بچوں کو بھی اس کا وجود بوجھ لگنے لگے گا۔

قدرت کا قانون ہے کہ ہر عروج کو زوال ہے مگر یہ بات حضرت انسان کی سمجھ میں اس وقت آتی ہے جب اس کو سمجھنے کا کوئی فائدہ باقی نہیں رہ جاتا اور اس کا وقت گزر چکا ہوتا ہے اور انسان عہد رفتہ کو یاد کر کے صرف پچھتا رہتا ہے۔ انسان ماضی کو یاد کر کے پچھتا رہتا ہے اور مستقبل کی فکر میں پریشان رہتا ہے اگر یہی توجہ اور محنت وہ اپنے حال کو دے تو نہ ماضی پر پچھتا نا پڑے اور نہ مستقبل کے اندیشوں میں گھرے۔

سلطان محمد نے اپنی جھونپڑی سے جھانک کر دیکھا سورج ابھی نہیں نکلا تھا اور ملاح اور چھیرے اپنی کشتیاں تیار کر رہے تھے۔ سلطان محمد نے بھی اپنی کشتی کو صاف کیا اور اسے کھینچ کر سمندر میں لے جانے لگا۔ اچانک وہ رک گیا اس کا پاؤں کسی سے ٹکرایا تھا سلطان محمد نے نیم اندھیرے میں نیچے بیٹھ کر غور سے دیکھا یہ ایک جوان آدمی تھا جو اس کے قدموں میں ریت پر پڑا تھا۔

وہ ڈر کر پیچھے ہٹا اور پھر آواز دے دے کر لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں وہاں موجود چھیرے اور ملاح اس کے قریب جمع ہو چکے تھے ہر طرف یہ بات پھیل گئی کہ ساحل کے کنارے کسی کی لاش ملی ہے۔ کیا بات ہے بابا ایک جوان لڑکے نے سلطان محمد کو آواز دے کر پوچھا وہ اسی جھونپڑے کے دروازے میں کھڑا تھا جس

میں سلطان محمد رہتا تھا۔

سلطان محمد نے اسے بتایا کہ کسی لڑکے کی لاش ملی ہے لڑکا بھاگتا ہوا ان کے قریب آیا اور ہجوم میں راستہ بناتا ہوا لاش کے قریب جا کر کھڑا ہوا۔ کسی نے مشورہ دیا کہ جامع تلاشی کرو شاید کوئی کام کی چیز مل جائے جس سے لواحقین سے رابطہ کیا جاسکے کچھ نے پولیس کو اطلاع دینا ضروری سمجھا۔ اس لڑکے نے کپڑوں کی تلاشی لینا شروع کر دیں پینٹ کی جیب سے اسے پرس ملا جس میں سے کچھ کرنسی نوٹ ایک کریڈٹ کارڈ اور شناختی کارڈ برآمد ہوا۔ اس نے تمام چیزوں کو اپنے پاس محفوظ کر لیا تھا کہ پولیس کے آنے سے پہلے کوئی انہیں اڑانہ لے جائے۔

اس سب کے دوران جب اس نے پچھلی جیبوں کی تلاشی لینے کے لیے اسے پیٹ کے بل کیا تو اچانک اس آدمی کے جسم میں حرکت پیدا ہوئے اور منہ کے راستے بہت سا پانی باہر آیا اور ساتھ ہی ساتھ کھانسی بھی آئے جہاں سب لوگ ڈر کے پیچھے ہٹے۔ وہ لڑکا چلا یا زندہ ہے یہ زندہ ہے کوئی ایسبولینس بلواؤ۔

اور ساتھ ساتھ اسے سیدھا کر کے پیٹ کو دبا دبا کر پانی نکالنے لگا۔ راجونے اس کی نبض چیک کی جو کہ بہت آہستہ آہستہ چل رہی تھی وہ ایک دم ہی بہت پر جوش نظر آنے لگا

تھوڑی ہی دیر میں ایمبولینس پہنچ گئی۔ اسے ہسپتال لے جایا گیا۔ راجو نامی وہ لڑکا بھی ساتھ ہی گیا تھا وہ ایمر جنسی کے باہر کھڑا ڈاکٹر کے باہر آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ مریض کو ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔

اچانک اسے کچھ یاد آیا اور وہ مریض کی جیب سے برآمد ہونے والی چیزوں کو نکال کر دیکھنے لگا سختی کارڈ اور کریڈٹ کارڈ دونوں پر صارم شاہ کے الفاظ درج تھے جس کا مطلب یہ تھا کہ اس لڑکے کا نام صارم شاہ ہے۔

موبائل پانی میں رہنے کی وجہ سے بے کار ہو چکا تھا اس نے موبائل دوبارہ جیب میں ڈال لیا اور پرس میں کچھ ایسا تلاش کرنے لگا جیسے اس کے گھر والوں سے رابطہ کیا جا سکے۔ ایسی کوئی چیز اس کے ہاتھ نہیں لگی تھی کچھ دیر میں ڈاکٹر نے آکر بتایا کہ مریض کی حالت اب خطرے سے باہر ہے اور وہ اسے اپنے ساتھ لے جاسکتا ہے۔

وہ جب کمرے میں گیا تو صارم شاہ کو ہوش آچکی تھی ڈاکٹروں نے اس کا معدہ واش کر دیا تھا اور ڈرپ لگی ہوئی تھی آنکھوں کے نیچے ہلکے پڑچکے تھے اور وہ نقاہت بھری آنکھوں کو نیم وایکے اندر داخل ہونے والے راجو کو اجنبی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

کیسی طبیعت ہے اب آپ کی صارم شاہ نے کوئی جواب نہیں دیا اور سوالیہ نظروں سے

اسے دیکھنے لگا کہ جیسے جاننا چاہتا ہوں کہ تم کون ہو اور مجھے کیسے جانتے ہو۔ راجو نے صارم شاہ کی الجھن دور کرتے ہوئے کہا میرا نام راجو ہے اور آپ مجھے ساحل کے کنارے بے ہوش پڑے ملے تھے۔ میں اور میرا باپ ملاح ہیں اور میں ہی آپ کو اسپتال لے کر آیا ہوں۔

صارم شاہ کی نگاہوں کے سامنے کل کا سارا منظر کسی فلم کی طرح گھوم گیا۔ مگر اسے یہ بات یاد نہیں تھی کہ آخر وہ بے ہوش کیسے ہو گیا تھا۔ صارم شاہ نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ میں کب سے یہاں ہوں اس نے راجو نامی لڑکے سے پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
آج صبح سے۔

صبح سے۔۔۔۔۔؟ میں تو شام کو سی ویو گیا تھا وہ حیرت سے بولا اس کا مطلب ہے میں کل سے گھر نہیں گیا۔ اور ساری رات سمندر کے کنارے پڑا رہا ہوں۔ وہ حیرت سے بولا۔ اسے اچانک خیال آیا کہ اس کے گھر والے پریشان ہو رہے ہوں گے۔ وہ اٹھ

بیٹھا اور اپنی پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر موبائل ڈھونڈنے لگا جو اسے نہیں ملا راجو

نے فوراً اپنی جیب سے موبائل اور باقی چیزیں نکال کر صارم کے حوالے کی۔

صارم نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کرنسی نوٹ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا یہ تم رکھ سکتے ہو۔

نہیں صارم بھائی شرمندہ مت کریں میں غریب ضرور ہوں مگر یہ سب میں نے کسی لالچ میں نہیں کیا اگر مجھے یہ چاہیے ہوتے تو میں آپ کو واپس ہی کیوں کرتا۔

صارم نے اصرار نہیں کیا اور اس کا شکریہ ادا کر کے گھر جانے لگا۔ مگر اس کی گاڑی کہاں تھی صارم نے راجو سے اپنی گاڑی کے بارے میں پوچھا راجو نے اسے بتایا کہ جہاں اسے صارم ملا تھا اس کے قریب ہی ایک گاڑی دیکھی گئی ہے۔

صارم نے اس سے کہا کہ جب بھی کسی قسم کی ضرورت ہو وہ بلا جھجک اس کے پاس آ جائے دونوں نے ایک دوسرے کو خدا حافظ کہا اور اپنی اپنی راہ لی۔

لائبہ کی حالت اب بہت بہتر تھی اس کی امی اس کے پاس بیٹھی چیخ سے اسے یجنی پلا رہی تھی اور وہ بار بار انکار میں سر ہلاتی تھی مگر اس کی ماں اس کی ایک نہیں سن رہی تھی۔

ماما میں بعد میں پی لوں گی آپ رکھ دیں۔



لائبہ نے کہا۔

ٹھیک ہے مگر پی ضرور لینا یاد سے۔

لائبہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

ماما مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔

لائبہ نے کہا۔

جلدی بولو بیٹا آج تمہاری مایوں ہے گھر میں سو طرح کے کام ہیں اور یہ رانی اب تک

نہیں آئی۔ آنے دو اسے چھٹی کرتی ہوں اس کی کام چور کہیں کی۔

خیر تم بولو کیا کہہ رہی تھی۔

لائبہ چپ سی ہو گئی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا وہ انہیں کیسے کہے کہ وہ یہ شادی نہیں کرنا چاہتی وہ بھی تب جب شادی کے لیے مہمان پہنچنے لگے تھے۔

جلدی بولو بیٹا تمہاری پھوپھو آنے والی ہے اس کا کمرہ تیار کروانا ہے تمہیں تو پتہ ہے اس کے مزاج۔ کا کوئی بات اس کے مزاج کے خلاف ہو تو تماشا کھڑا کر دیتی ہے۔

ماما دراصل بات یہ ہے کہ۔۔۔ لائبہ نے بات شروع کی تھی اسی وقت دھاڑ سے دروازہ کھلا بیگم صاحبہ لان میں آجائیں اور بتائیں کہ فنکشن کے لیے چتر زو وغیرہ کیسے سیٹ کرنی ہے اور سیٹج کہاں بنانا ہے۔

ملازم نے عاصمہ بیگم سے کہا۔

آ رہی ہوں کوئی کام تم لوگ خود بھی کر لیا کرو ہر چیز کے لیے ڈکٹیشن چاہیے اور کتنی بار کہا ہے کہ دستک دے کر اندر آیا کرو مگر نہیں جاہل کے جاہل ہی رہنا سدا۔ کوئی دیکھے تو کیا کہے صاحب اور پروفیسر ہیں اور اپنے گھر کے ملازمین کو تمیز تک نہیں سکھا

سکتے دوسروں کو کیا خاک عقل بانٹتے پھرتے ہیں۔

وہ بڑبڑاتے ہوئے باہر نکل گئی۔

لائبہ نے بے بسی سے آنکھیں بند کر لیں صارم شاہ تم نے مجھے کس موڑ پر لا چھوڑا ہے

میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی نفرت ہے مجھے تم سے شدید نفرت۔۔۔

آنسو ٹوٹ کر اس کے گالوں پر پھسلنے لگے۔

اے محبت تیرے انجام پے رونا آیا

جانے کیوں آج تیرے نام پہ رونا آیا

یوں تو ہر شام امیدوں میں گزر جاتی ہے

آج کچھ بات ہے جو شام پہ رونا آیا

کبھی تقدیر کا ماتم کبھی دنیا کا گلہ

منزل عشق میں ہر گام پہ رونا آیا

مجھ پہ ہی ختم ہوا سلسلہ نوحہ گری



NEW ERA MAGAZINE  
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

اس قدر گردش ایام پہ رونا آیا  
 جب ہوا ذکر زمانے میں محبت کا شکیل  
 مجھ کو اپنے دلِ ناکام پہ رونا آیا



جب صارم گھر پہنچا تو چارج رہے تھے اسے دیکھ کر رانیہ جلدی سے اس کے پاس پہنچی۔  
 بھائی کہاں رہ گئے تھے آپ کل سے غائب ہیں اور کوئی خیر خبر ہی نہیں۔

بس کچھ دوستوں کے ساتھ تھا بتانا یاد نہیں رہا۔ ماما کہاں ہیں؟۔

اپنے کمرے میں ہیں بی بی پی شوٹ کیے بیٹھی ہیں ٹینشن میں۔ اور بی بی ہائی ہو کیوں نہ آج  
 مایوں ہے اور آپ گھر سے غائب ہیں۔

لاٹہ کافون تو نہیں آیا۔۔

نہیں کیا آنا تھا۔۔۔

رانیہ کی بات پر وہ گڑ بڑایا۔

نہیں ویسے ہی پوچھا تھا۔۔

ہاں آپ کی فرینڈ آئی تھی۔۔۔

کون۔۔۔؟

NEW ERA MAGAZINE.com

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شائین۔۔۔

کیا کہہ رہی تھی؟

صارم کے دل میں خیال آیا کہیں وہ اس کا پول تو نہیں کھول گئی۔

کچھ خاص نہیں آپ کا پوچھ رہی تھی میں نے کہہ دیا گھر پر نہیں ہیں۔

ٹھیک ہے۔ میں امی کے کمرے میں ہوں۔ چائے بھیجو اوپر میرے لئے۔

ٹھیک ہے وہ سر ہلاتی ہوئی کچن کی طرف بڑھ گئی۔

لائبہ علی تم نے ثابت کر دیا کہ تمہیں میرے یاد انیال میں سے کسی کے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تمہیں صرف پیسہ چاہیے۔ سب کچھ جاننے کے باوجود تم اس شادی پر رضامند ہو۔ تو پھر ٹھیک ہے مگر شادی کے اس سودے میں تمہارے ہاتھ صرف صارم شاہ کی دولت آئے گی اس کی محبت نہیں۔۔۔۔

ہم وفائیں کر کے رکھتے ہیں وفاؤں کی امید محبتوں میں اس قدر سودا گری اچھی نہیں



-----

-----

بیوٹیشن لائبرے کو تیار کر چکی تو کمرے سے باہر چلی گئی۔ لائبرے نے خود کو آئینے میں دیکھا  
 پیلے جوڑے میں اس کی کملائی ہوئی رنگت کچھ زیادہ ہی زرد لگ رہی تھی۔ وہ خاموشی  
 سے ڈریسنگ کے سامنے سے اٹھ کر صوفے پر جا بیٹھی جہاں شامی منہ پھلائے بیٹھی  
 تھی۔ تو تم یہ شادی کر کے رہو گی۔ آخر تم انکار کیوں نہیں کر دیتی بتا کیوں نہیں دیتی  
 سب کو سچائی۔۔۔ کیوں خود کو اذیت میں ڈال رکھا ہے۔۔۔۔

میں نہیں کہہ سکتی شامین۔ کتنی بار ہمت جمع کی کہ ماما سے بات کروں مگر بار بار سے دو  
 دن پہلے شادی سے انکار کرو گی تو میرے ماں باپ تو جیتے جی مر جائیں گے۔  
 ہاں باقی سب کا خیال ہے تمہیں سوائے اپنے۔ تمہارے جیسی لڑکی سے تو بہتر ہے بندہ  
 کوئی گائے پال لے۔ اور وہ صارم شاہ فون بند کر رکھا ہے اس نے۔ اور وہ خود انکار کیوں  
 نہیں کر دیتا۔

شامین اچھی خاصی تپی بیٹھی تھی۔

میں نے خود کو قسمت کے دھارے پر چھوڑ دیا ہے شامین۔ اب وقت ہی بتائے گا  
 میرے دل کی کشتی ڈوبتی ہے یا کنارے لگتی ہے۔ مگر میرا دل امیدوں سے خالی ہے  
 میں یہ شادی صرف اپنے والدین کی خوشی کے لئے کر رہی ہوں اور بس۔ اور رہی

صارم شاہ کی بات تو اس سے مجھے کوئی شکایت نہیں۔ جو کچھ میں نے اسے کہا تھا اس کے بعد وہ یہی کچھ کر سکتا تھا میرے ساتھ۔ لیکن پھر بھی میں کوشش کروں گی کہ اپنی محبت سے اسے اپنا بنالوں۔

نکاح میں بڑی برکت ہوتی ہے شامین۔ شاید اس کا دل پھر جائے اور زندگی کا یہ سفر کچھ آسان ہو جائے۔ ورنہ سمجھوتہ تو ہر حال میں کرنا ہی ہے۔ اپنے لیے نہ سہی اپنے ماں باپ کے لیے ہی سہی۔



معلوم ہے

ممکن نہیں ملن اپنا مگر

اس آس پر باندھا ہے

تم سے دل کا رشتہ جاناں

کہ شاید جدائی لکھتے سمئے

## دل بھر آئے کاتب تقدیر کا



مایوں اور مایوں کے بعد مہندی کا دن بھی اسی طرح گزر گیا۔ کراچی اور لاہور کا فاصلہ اچھا خاصہ تھا اس لئے مہندی کا فنکشن عثمان شاہ نے لاہور میں اپنے آبائی گھر میں منعقد کیا۔ یہ ایک قدیم حویلی تھی جسے رینووییشن کے بعد جدید رنگ دیا گیا تھا اور اب وہ قدیم اور جدید طرز تعمیر کا حسین امتزاج تھی۔ اور دیکھنے والے مسحور رہ جاتے تھے۔

حویلی کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا مہندی کا فنکشن بڑے دھوم دھام سے ایک میرج والا میں مقرر کیا گیا۔ اور آج بارات تھی لائے پارلر سے تیار ہو کر سیدھی حال میں پہنچی

جہاں تمام مہمان پہلے سے موجود تھے۔

شامین اسے لیے اسٹیج پر آئی اور اس کے لہنگے کو پھول کی طرح پھیلا کر اسے صوفے پر بٹھا دیا۔ اس نے لائبرے کو دیکھا گولڈن اور ریڈ کنٹراسٹ لہنگے میں اس کا حسن غضب ڈھا رہا تھا۔ وہ اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ جو دیکھتا دیکھتا ہی رہ جاتا۔ شامی نے چپکے سے نگاہیں پھیر لیں اور اس کی خوشیوں کی سچے دل سے دعا مانگی۔

لائبرے کی امی نے کی ٹوٹ اس کے سر پر سے وار کر ملازموں میں تقسیم کیے۔ ان کی آنکھوں میں آنسو تھے جنہیں وہ بہت تیزی سے چھپا گئی۔ اور مسکرا کر لائبرے کو دیکھا۔ خوش رہو صد اپنے شوہر کے دل پر راج کرو۔ کچھ ایسا مت کرنا لائبرے کہ تمہارے والدین کو شرمندہ ہونا پڑے۔ اس گھر سے تمہاری ڈولی جا رہی ہے لائبرے اب تم جب بھی آؤ گی اپنے شوہر کے ساتھ آنا۔ تم میری بہت پیاری بیٹی ہو۔ بہت اچھی لڑکی ہو اور اچھی لڑکیاں اپنے والدین اور شوہر سے بغاوت نہیں کیا کرتی۔ اپنے شوہر کا دل جیتنے کی کوشش کرتی ہیں اسے جیت لیا تو سمجھو سسرال میں بس گئی اور اگر سسرال میں بس گئی تو سمجھو میری تربیت کامیاب ہو گئی۔

عاصمہ بیگم اس کے پاس بیٹھی اسے نصیحت کر رہی تھی وہ خاموشی سے سنتی رہی۔ ایک

لفظ بولے بنا کیونکہ اس نے خود کو اچھی لڑکی بھی ثابت کرنا تھا اور اچھی لڑکیاں شکایت نہیں کرتی والدین سے نہ شوہر سے۔۔۔۔

کچھ دیر بعد بارات آگئی۔ صارم شاہ بڑی شان سے اس کے برابر اسٹیج پر آ بیٹھا۔

سیاہ شیر وانی پر گولڈن کام ہوا تھا اس پر گولڈن کلمہ پہنے وہ کوئی شہزادہ لگ رہا تھا۔

نکاح کے وقت لائے کے ہاتھ کہاں پر ہے تھے اور آنکھوں میں آنسو تھے اس کے

ہاتھوں کی کپکپاہٹ ساری شاہ سے چھپی نہیں رہ سکی۔ وہ کسی مشین کی طرح سب کچھ

کر رہی تھی۔ نکاح خواں نے اس سے اجازت لی اس نے تین بار قبول ہے قبول ہے کہہ

دیا گویا کسی ٹیپ میں آواز بھری ہو۔

نہ کوئی شرمیلی مسکان نہ کوئی جذبہ اور نہ کوئی دکھ نہ خوشی۔ اس کے سامنے نکاح نامہ

رکھا گیا اس نے خاموشی سے دستخط کر دیے۔ ہر طرف مبارک سلامت کی صدائیں

ابھری سب نے اسے مبارک باد دی وہ اسی طرح برف کا تودہ بنی بیٹھی تھی۔ جب کہ

صارم سکرا مسکرا کر مبارکباد وصول کر رہا تھا۔

لائے کو اس پر رشک آیا کتنا اچھا اداکار تھا وہ دل میں کچھ اور زبان پر کچھ۔۔۔۔

منافق کہیں کا۔۔۔

لائبہ نے سوچا۔۔۔

صارم شاہ نے اسے اپنی طرف گھورتا پاپا کرا سے مخاطب کیا۔

کیا بہت خوبصورت لگ رہا ہوں۔۔۔

لائبہ نے فوراً نگاہوں کا زاویہ بدلا

یا کسی کا عکس ڈھونڈ رہی ہو مجھ میں۔۔۔۔

صارم شاہ کی بات پر لائبہ نے زخمی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

لائبہ کا دل چاہا میز پر رکھا گلدان سامنے بیٹھے اس سنگدل انسان کے سر پر دے مارے

مگر وہ صرف سوچ کر رہ گئی۔

لیکن ایک بات کا اندازہ تو اسے ہو گیا تھا کہ اس شخص کے سنگ زندگی گزارنا آسان

نہیں تھا۔ مگر کچھ دیر پہلے کی گئی ماں کی نصیحت یاد آگئی وہ سر جھکا کر خاموش سی ہو کر بیٹھ

گئی۔

صبر کے سوا اور وہ کر بھی کیا سکتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ادھر آپیارے

ہنر آزمائیں

تو تیر آزما

ہم جگر آزمائیں



اسے کمرے میں بیٹھے کافی دیر گزر چکی تھی کمرے میں ہر طرف سرخ گلابوں کی خوشبو  
پھیلی ہوئی تھی۔ تازہ گلابوں کی مسہری میں پھولوں کے درمیان بیٹھی وہ خود بھی گلاب  
کا پھول ہی لگ رہی تھی۔

لہنگا پھول کی طرح بیڈ پر پھیلا تھا گھٹنوں پر دھرے اپنے ہاتھوں کی پشت پر وہ چہرہ ٹکائے

متضاد خیالات میں گھری بیٹھی تھی۔

کبھی جی چاہتا ہے اس شخص کا سامنا کرنے سے بہتر ہے وہ زہر کھالے یا یہاں سے بھاگ جائے۔ پھر خیال آتا اگر یہی کچھ کرنا تھا تو یہ عذاب خود پر سوار کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔

کبھی سوچتی کہ کپڑے بدلے اور سو جائے۔ پھر خیال آتا کہ اسے خود کو اچھی بیوی بھی تو ثابت کرنا ہے اور اچھی بیویاں شوہر سے بغاوت نہیں کیا کرتی چاہے شوہر صارم شاہ جیسا ہی کیوں نہ ہو۔۔۔۔۔

نہیں ہر گز نہیں میں خود کو بے مول نہیں ہونے دوں گی۔ اسے بھی تو پتہ چلے بے وقتی اور ٹھکرائے جانے کا احساس کتنا اذیت ناک ہوتا ہے۔ یہ سوچ کر وہ اٹھنے ہی لگی تھی کہ دروازہ کھلا اور صارم شاہ دروازہ بند کرتے ہوئے اندر آیا۔

لائبہ لہنگے کو سنبھالتی بیڈ سے نیچے اتر آئی۔ وہ سوچنے لگی کہ کیا کرے اسے معلوم نہیں تھا کہ ڈریسنگ روم کس طرف ہے۔ صارم شاہ اسے نظر انداز کئے الماری کھولے کھڑا تھا وہ انتظار کرنے لگی کہ وہ الماری سے ہٹے تو وہ اپنے کپڑے نکالے تاکہ چھینچ کر سکے۔

مگر جب صارم شاہ الماری بند کر کے پلٹا تو اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔ لائِبہ نے حیرت سے اسے دیکھا جو فائل لئے اس کے پاس آکھڑا ہوا تھا۔

صارم شاہ نے فائل اس کی طرف بڑھائی۔

یہ کیا ہے۔۔۔

لائِبہ نے فائل کی طرف ہاتھ نہیں پڑھایا۔۔۔

تمہارا حق مہر۔۔۔

حق مہر؟ آخر کیا ہے اس فائل میں۔۔۔؟

صارم شاہ نے فائل کھولی۔

لائِبہ نے حیرت سے سوچا کہ آخر ایسا کیا لکھوادیا ہے اس کے گھر والوں نے حق مہر

میں۔۔۔ ڈیفنس میں ہزار گز کافر نشڈ بنگلہ۔۔۔

لائِبہ کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا

صارم شاہ نے کاغذات نکال کر حیران کھڑی لائِبہ کا ہاتھ پکڑ کر اس کے ہاتھ پر رکھ

دیے۔

وہ مسکرا رہا تھا اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ زہریلی مسکراہٹ۔

جس نے لائے کا پور پور جلا ڈالا۔۔۔

ایک عدد برینڈ نیو کرولا۔۔۔۔

اس نے گاڑی کی چابی اس کے دوسرے ہاتھ میں تھما دی۔۔۔۔

وہ ہنوز بت بنی کھڑی تھی۔۔

اور یہ تمہارا کریڈٹ کارڈ۔۔۔۔

صارم شاہ نے پلاٹینیم کارڈ اس کے ہاتھ پر رکھا۔۔۔۔

یہ سب کیا ہے صارم شاہ۔۔۔۔۔

لائے کو اپنی آواز کسی کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔۔

تمہاری قیمت۔۔۔۔۔

میری قیمت۔۔۔۔۔

لائے علی نے زیر لب دوہرایا۔۔۔۔۔



میری قیمت-----

وہ دکھ اور حیرت سے صارم شاہ کو دیکھ رہی تھی۔

ہاں تمہاری قیمت----

تم ہی نے کہا تھا نہ کہ تم اس سے شادی کرو گی جو تمہیں گاڑی بنگلہ اور بینک بیلنس دے  
سکے یہی چاہیے تھا نہ تمہیں-----

صارم شاہ نے طنز یہ کہا

لاٹبہ بے یقین نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی

لو آج یہ سب کچھ تمہارے پاس ہے۔ تمہارے پاس گاڑی ہے بنگلہ ہے بینک بیلنس ہے  
یہ کارڈ جو تمہارے ہاتھ میں ہے اس سے تم ہر وہ چیز خرید سکتی ہو جو خریدنا چاہو۔

ہر چیز۔۔۔۔۔ سوائے صارم شاہ کی محبت کے۔ کیونکہ صارم شاہ تمہاری طرح بکاؤ نہیں  
ہے۔ اور اب سامنے سے ہٹو۔ مجھے نیند آرہی ہے۔

صارم شاہ نے حقارت سے اسے ہاتھ پکڑ کر ایک طرف کر دیا۔ اور بیڈ کی طرف بڑھ

گیا-----

بیڈ سائنڈ لیمپ آف کر کے وہ آنکھوں پہ ہاتھ رکھے لیٹ گیا۔

لائبہ کے بے حس وجود میں حرکت پیدا ہوئی۔ اس نے پلٹ کر اپنے مزا جی خدا کو دیکھا جو خود کو شائد سچ مچ خدا ہی سمجھ بیٹھا تھا۔ وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھے سونے کی کوشش کر رہا تھا۔

دو آنسو ٹوٹ کر اس کے گالوں سے ہوتے ہوئے گریبان میں جذب ہو گئے۔ صارم شاہ کا رویہ اس کی برداشت سے باہر تھا۔ اچانک لائبہ کے خون میں غصے کا ابال اٹھا۔ اس نے آگے بڑھ کر صارم شاہ کے اوپر سے کمبل کھینچ لیا۔۔۔۔۔

صارم شاہ تم سمجھتے کیا ہو خود کو۔۔۔۔۔ تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئے مجھ سے اس طرح بات کرنے کی۔۔۔۔۔

بکاؤ مال کہا ہے نا تم نے مجھے۔۔۔۔۔ میں بکاؤ ہوں۔ بولو۔۔۔۔۔

وہ اس کے قریب کھڑی غصے سے پوچھ رہی تھی۔ کچھ دیر پہلے کی شرم جھجک پر صرف ایک احساس غالب آ گیا تھا۔ اپنی توہین کا احساس۔ صارم شاہ کے ہاتھوں اٹھائی گئی ذلت کا احساس۔۔۔۔۔۔۔

تم خریدو کے مجھے تم صارم شاہ میں تمہیں دوسرے لوگوں سے مختلف سمجھتی تھی مگر افسوس کہ تم بھی ایک عام سے مرد نکلے۔ آنا کے مارے ہوئے مرد جو شادی ہوتے ہی عورت کو اپنے پاؤں کی جوتی سمجھنے لگتے ہیں اور کیوں نہ سمجھیں آخر اسی مردوں کے معاشرے نے اسے عورت کا مزاجی خدا جو بنایا ہے مگر تم لوگ بھول جاتے ہو کہ تم جیسے کتنے خداؤں کو وہ جو اوپر بیٹھا ہے نہ تم جیسے کتنے خداؤں کا غرور مٹی میں ملا چکا ہے۔۔۔۔۔

صارم شاہ خاموشی سے اسے بولتے ہوئے سنتا رہا۔  
 غصے کی شدت سے لائے کے گال سرخ ہو رہے تھے دلہن بنی وہ پہلے ہی غضب ڈھا رہی تھی غصے میں اور بھی قاتل لگنے لگی۔

اپنی بے قدری پر اس کی آنکھیں برسنے کو بیتاب تھی۔ صارم شاہ نے قصداً نظریں پھیر لی۔ بس بول چکی یا اور بھی کچھ کہنا ہے تمہیں اگر تمہاری بات پوری ہو گئی ہو تو پلیز تم جا سکتی ہو۔ اور ہاں تمہاری اس جذباتی تقریر کا مجھ پر رتی بھر بھی اثر نہیں ہوا۔

اس لیے آپ سو جاؤ خاموشی سے۔ صبح جلدی اٹھنا ہے۔ آخر کل ولیمہ ہے

ہمارا۔۔۔۔۔

دل جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ وہ بولا۔

صارم شاہ آخر یہ سب تم کیوں کر رہے ہو۔ میں تمہیں سب کچھ کلیئر کر سکتی ہوں۔  
اتنے سنگدل مت بنو صارم شاہ۔۔۔۔۔

کیا کلیئر کرو گی تم۔۔ اور کیا کیا کلیئر کرو گی۔ لائبرے علی تم میرے دل سے اتر چکی ہو اور  
ایک بار جب کوئی دل سے اتر جاتا ہے نہ تو دل میں اترنا ممکن نہیں تو مشکل ضرور  
ہو جاتا ہے۔ اور فی الحال میرا دل تمہاری کسی صفائی پر یقین کرنے کو تیار نہیں ہے۔

میں نے تو تمہیں موقع دیا تھا کہ شادی سے انکار کر دو اگر نہیں کر سکتی تھی تو مجھے بتا دیتی  
میں کر دیتا اب یہ جو کچھ بھی ہوا ہے تمہاری مرضی سے ہوا ہے جو تمہیں چاہیے تھا وہ  
تمہیں مل گیا اب یہ اوور ایکنگ کر کے مجھے متاثر کرنے کی کوشش کرنا بند کرو۔ دل  
کے ہاتھوں مجبور ہو کر ایک بار تم سے محبت کی غلطی کر چکا ہوں مگر یہ غلطی بار بار نہیں  
کروں گا اس گھر میں اور اس کمرے میں تم جیسے چاہے رہ سکتی ہو۔ ہاں مگر میرے دل  
میں داخل ہونے کی کوئی گنجائش نہیں۔۔۔۔۔

وہ بے رحمی سے کہہ کر کمرے میں تانے سو گیا۔ کچھ ہی دیر میں اس کے خراٹے کمرے میں  
گونج رہے تھے۔ لائبرے گویا پتھر کی مورت بنی کھڑی تھی وہ جہاں کھڑی تھی وہیں

کھڑی رہ گئی۔

یہ سب کیا ہورہا تھا اس کے ساتھ ایسا تو اس نے کبھی نہیں سوچا تھا یہ عروسى جوڑا یہ  
حنائى ہاتھ اس کا بنا سنوراروپ۔ کچھ بھی تو اس پتھر دل کو مائل نہیں کر سکے۔

اس نے آنکھوں کو بے دردی سے رگڑا۔ جو ساون بھادوں بنى ہوئی تھی ایک ایک کر  
کے زیورات اتارے۔ چوڑیاں اتاری پھر الماری سے کپڑے نکال کر چیلنج کیے۔ اور  
تکیہ لے کر قالین پر آ لیٹی۔

آنکھوں سے آنسو ابھی بھی یوں ہی جاری تھے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہر پھول کی قسمت میں کہاں شان عروسہ

کچھ پھول تو کھلتے ہی مزاروں کے لیے ہیں۔

-----

-----

صبح صاوم کی آنکھ الارم کی آواز سے کھلی۔ یہ الارم اس نے نماز پڑھنے کے لیے سیٹ کر رکھا تھا۔ اس نے الارم آف کیا اور نماز کے لیے اٹھا پھولوں کی خوشبو سے کمرہ ابھی تک معطر تھا۔

پھولوں سے سچی مسہری پر نظر پڑتے ہی اسے یاد آیا کہ کل اس کی شب زفاف تھی اس نے بیڈ پر نظریں دوڑائیں مگر لائے وہاں نہیں تھی۔ وہ چونک اٹھا کہیں وہ اس کی باتوں سے دلبرداشتہ ہو کر چلی تو نہیں گئی۔ اسے افسوس ہوا وہ کل کچھ زیادہ ہی بھول گیا تھا اگر وہ خود کو کچھ کر بیٹھی تو۔۔۔۔۔

اس تو کے آگے جو کچھ تھا وہ اسے سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا وہ اسے کتنی بھی کھری کھوٹی سنا لیتا مگر حقیقت تو یہ تھی کہ لائے کی محبت اب بھی اس کے دل میں تھی اور محبت میں یہی خرابی ہے کہ وہ مرتی نہیں۔ اسے زوال نہیں۔

اور جسے زوال آجائے تو یقین جانیں وہ محبت تھی ہی نہیں۔ وہ دل لگی تھی دل کی لگی

نہیں۔ محبت تو چاند کی طرح ہوتی ہے جو زمانے کے سرد و گرم کے ساتھ ہمیں گھٹی بڑھتی محسوس ہوتی ہے اور کبھی کبھی لگتا ہے کہ ختم ہو گئی دم توڑ گئی مگر نہ تو یہ کم ہوتی ہے اور نہ ختم ہوتی ہے۔

چاند اگر نظر آنا بند ہو جائے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا وجود نہیں رہا اسی طرح محبت بھی گہنا ضرور جاتی ہے مگر جب وہ دوبارہ ابھرتی ہے تو پہلے سے بھی زیادہ آب و تاب کے ساتھ چمکتی ہے وہ ہر چیز پر چھا جاتی ہے ہر جذبے پر غالب آ جاتی ہے۔

لائبہ کونہ پا کر صارم شاہ کو ہر بات بھول گئی تھی اس نے جلدی سے بیڈ سائیڈ لیمپ جلایا اور بیڈ سے اتر کر واش روم چیک کیا۔ واش روم خالی تھا سامنے موجود صوفہ بھی خالی تھا اس کا عروسی جوڑا الماری کے ساتھ لٹکا ہوا تھا مگر وہ خود کہاں تھی کمرے کے نیم اندھیرے میں جیسے ہی وہ آگے بڑھا اس کا پاؤں فرش پر سونے ہوئے وجود سے الجھا اور وہ گرتے گرتے بچا۔ لائبہ ہر بات سے بے خبر سو رہی تھی۔

رات کو روتے روتے نہ جانے کس وقت اس کی آنکھ لگی تھی۔ مسلسل گریہ زاری سے آنکھوں کے پوٹے سو جے ہوئے تھے میک اپ سے مبرا چہرہ سونی کلاسیاں سادہ سے کپڑے پہنے وہ کہیں سے بھی ایک رات کی دلہن نہیں لگ رہی تھی۔ لیمپ کی روشنی

میں سیاہ گھنگریالے بالوں سے جھانکتا اس کا چہرہ اسے بہت معصوم لگا۔  
 صارم شاہ کے دل کو کچھ ہوا۔ کہیں وہ واقعی تو لائیبہ کے ساتھ زیادتی نہیں کر رہا۔ وہ نیند  
 میں کسمپائی۔ صارم شاہ اس کے پاس سے اٹھا اور واش روم کی طرف بڑھ گیا۔ مگر لائیبہ  
 کے بیدار ہوتے ذہن نے اس کی موجودگی کو محسوس کر لیا تھا۔۔۔



جلا ہے جسم جہاں دل بھی جل گیا ہوگا

کریدتے ہو جواب راکھ جستجو کیا ہے

ولیمے میں اس نے وائٹ کلر کی میکسی پہنی تھی جس پر سفید موتیوں اور فیبرک فلاورز کا  
 کام ہوا تھا۔ آج وہ کل سے بھی زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔ جس نے بھی دیکھا دیکھتا  
 ہی رہ گیا۔ صارم شاہ اسے قصداً نظر انداز کر رہا تھا۔ اسے سب نے سراہا۔ اور وہ مسکرا

مسکرا کر سب کی تعریفیں وصول کر رہا تھا گویا ان دونوں سے زیادہ پیپی کپل تو کوئی دوسرا ہے نہیں۔

لائبہ کے گھر والے آچکے تھے وہ زبردستی کی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے سب سے مل رہی تھی۔ آخر سب کو مطمئن بھی تو کرنا تھا جب یہ طے تھا کہ کانٹوں سے بھری ہوئی اس راہ پر اسے تنہا سفر کرنا تھا تو پھر دوسروں کو تماشا دکھانے سے کیا حاصل۔۔۔

شامین کے پاپا کو کل رات ہارٹ اٹیک ہوا تھا جس کی وجہ سے وہ ویسے میں شریک نہیں ہو سکتی تھی وہ اس وقت ایبٹ آباد میں تھی۔

جہاں اس کا گھر تھا اور اس کے پاپا زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا تھے۔

جب مہمان رخصت ہو گئے تو لائبہ رانیہ کے ساتھ کمرے میں آگئی۔ مسلسل ایک ہی پوزیشن میں بیٹھے بیٹھے اس کی کمر اڑ گئی تھی وہ آرام سے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ جب صارم کمرے میں آیا تو وہ یونہی کراؤن سے ٹیک لگائے سوچتی تھی۔

وائٹ میکسی میں سر پر تاج سجائے ڈائمنڈ کی نازک سی جیولری پہنے و آسمان سے اتری ہوئی کوئی پری لگ رہی تھی۔ صارم شاہ اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔ سارا دن اسے نظر انداز

کیے رکھنے کا ارادہ دھرا دھرا گیا۔

صارم شاہ کی نظروں کی محبوبیت سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ صارم شاہ کا دل چاہا ہاتھ بڑھایے اور اسے چھولے۔ کیسی بے بسی تھی وہ اس کے سامنے تھے اس کے کمرے میں اس کے لئے دلہن بنی بیٹھی تھی مگر اس نے اسے اپنے لیے شجر ممنوعہ بنا رکھا تھا۔ صارم شاہ نے بے خودی کے عالم میں اس کی طرف ہاتھ بڑھایا اسی وقت لائبرے کی آنکھ کھل گئی۔ صارم شاہ خفیف سا کر پیچھے ہٹا۔ لائبرے کو خود پر حیرت ہوئی رانیہ تھوڑی دیر میں آنے کا کہہ گئی تھی وہ اس کے لئے کپڑے استری کرنے گئی تھی رانیہ کا انتظار کرتے کرتے کب اس کی آنکھ لگ گئی

اسے پتہ بھی نہ چلا۔

صارم شاہ کو اپنے اتنا نزدیک دیکھ کر اسے یقین نہیں آیا تھا وہ شخص کبھی تو لہ کبھی ماشا پل پل رنگ بدلتا اسے حیران کر رہا تھا۔ وہ لائبرے کو حیران چھوڑ کر بیڈ کے دوسری سائیڈ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اور موبائل اون کر کے خود کو مصروف پوسٹ ظاہر کرنے لگا۔ اسی وقت رانیہ اس کے کپڑے لے کر آگئی لائبرے نے کپڑے چینیج کیے اور واش روم



صارم شاہ نے استہزایہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

تمہیں جو سمجھنا ہے سمجھو۔ لیکن میں اب بھی یہی کہوں گی کہ تم مجھے غلط سمجھ رہے

ہو۔

تم سے صفائی مانگ کون رہا ہے۔

خلیل جبران کہتا ہے

اس نے کہا میں نے مان لیا

اس نے اصرار کیا مجھے شک ہوا

اس نے قسم کھائی میں نے کہا یہ تو جھوٹا ہے۔۔۔۔۔

لائبہ اس کی بات کا مطلب سمجھ کر غصے سے آگ بگولا ہو گئی۔

بھاڑ میں جاؤ تم۔۔۔۔

وہ کہہ کر قالین پر لیٹ کر سونے کی کوشش کرنے لگی۔ لائبہ کے نظروں سے او جھل

ہوتے ہی صارم شاہ بے چین سا ہو گیا۔ نیند اس کی آنکھوں سے روٹھ چکی تھی۔ اس

نے موبائل پٹخنے والے انداز میں ٹیبیل پر رکھا اور کمبل تان کر سونے لگا۔

مگر کیا فائدہ لائے گا سجا سنورا روپ چھم سے اس کی آنکھوں کے سامنے لہرا گیا۔ اس نے سختی سے آنکھیں بند کر لیں اور اپنی بدلتی کیفیت پر حیران ہوتا سونے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر نیند تھی کہ روٹھی ہوئی محبوبہ کی طرح قریب آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

محببتیں بھی اسی سے

شکایتیں بھی اسی سے

یہ دل کے معاملے بھی

ہوا کرتے ہیں عجیب

جو ملو تو نہ ملیں

نہ ملو تو ملنے کی آرزو کریں

یہ عشق کے امتحان بھی

ہوا کرتے ہیں عجیب

نہ ٹوٹ کر جڑیں



نہ جڑ کر کبھی ٹوٹیں  
یہ چاہتوں کے سلسلے بھی  
ہوا کرتے ہیں عجیب



لائبہ اور صارم کی شادی کو ایک ہفتہ گزر چکا تھا اور ان کے تعلقات اسی طرح تھے۔  
لائبہ نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب وہ صارم شاہ کو صفایاں نہیں دے گی جب وہ کچھ سننا ہی  
نہیں چاہتا تو بتانے کا کیا فائدہ۔

شاہ مین سے اس کی ملاقات شادی والے دن ہی ہوئی تھی وہ ابھی تک ایبٹ آباد سے  
واپس نہیں آئی تھی گھر والوں کے سامنے وہ ہے پی کپیل کی اداکاری کرتے تھے مگر جس

طرح قبر کا حال تو صرف مردہ ہی جانتا ہے اسی طرح ان کے کمرے میں ان کے تعلقات کیسے تھے ان کے سوا کسی کو کچھ خبر نہ تھی۔

لائبہ اس وقت تک کمرے میں نہیں جاتی تھی جب تک اسے یقین نہ ہو جاتا کہ وہ سوچکا ہوگا۔ رانیہ کے ساتھ اس کی اچھی خاصی دوستی ہو گئی تھی وہ دونوں گھنٹوں باتیں کرتی کوکنگ کرتی بیکنگ کرتی اور بے تکی باتوں پر مل کر ہستی۔  
صارم شاہ کا سامنا وہ کم ہی کرتی تھی۔

امی میرا بالکل دل نہیں لگے گا آپ لوگوں کے بغیر پلیز مت جائیں ناں۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
لائبہ نے صالحہ بیگم کی منت کی جو ایک ہفتے کے لیے اسلام آباد جا رہی تھی ان کی بھانجی کی شادی تھی رانیہ بھی ان کے ساتھ جا رہی تھی۔

پیٹا مجبوری ہے جانا تو پڑے گا بلکہ آپ ہمارے ساتھ کیوں نہیں چلتی۔ آؤٹنگ بھی ہو جائے گی۔ بلکہ صارم تم بھی ساتھ چلو شادی کے بعد تم لوگ کہیں گھومنے بھی نہیں گئے۔

انہوں نے صارم سے کہا جو ناشتہ کرتے ہوئے ساس بہو کے چو نچلوں کو بیزاری سے

دیکھ رہا تھا۔

نہیں مئی میں نہیں جاسکوں گا آفس میں بہت ضروری میٹنگ ہے اس ہفتے اور فارن سے ایک ڈیلیگیشن بھی آرہا ہے انہیں اٹینڈ کرنا بہت ضروری ہے۔

صارم ٹھیک کہہ رہا ہے بزنس میں اس طرح کے مواقع بہت کم ملتے ہیں انہیں چھوڑنا بے وقوفی سے کم نہیں۔

پاپا آپ لوگ ہمیشہ ایسا ہی کرتے ہیں ہر جگہ مجھے اور مئی کو اکیلے ہی جانا پڑتا ہے سب آپ کا پوچھتے ہیں پہلے تو آپ اس لیے کہیں نہیں جاسکتے تھے کیونکہ آفس میں آپ اکیلے تھے۔

اب تو صارم بھائی بھی آگئے ہیں اب تو آپ ہمارے ساتھ چل سکتے ہیں نا۔  
بیٹاباٹ کو سمجھنے کی کوشش کرو۔

ٹھیک ہے تو کہہ رہی ہے رانیہ آپ چلے جائیں اب میں آگیا ہوں میں سنبھال لوں گا سب کچھ میٹنگ بھی اور ڈیلیگیشن بھی آپ بے فکر ہو کر جائیں۔

صارم نے کہا۔

پاپاب تو آپ کو چلنا ہی پڑے گا اب تو بھائی نے بھی کہہ دیا ہے۔

ٹھیک ہے جیسے تم سب کی مرضی۔

بالآخر انہوں نے ہار مان ہی لی۔

یس اب آئے گا مزہ۔ آئیں بھابی ہم اپنی پیکنگ کرتے ہیں۔

رانیہ نے اٹھتے ہوئے لائے سے کہا لائے اس کے ساتھ اٹھ کر جانے لگی۔

رانیہ تم جا کر اپنی پیکنگ کر لائے یہیں رہے گی۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Web



جب صارم گھر پر ر کے گا تو لائے کو بھی تو رکنا پڑے گا نہ اس کے کھانے پینے کا خیال

رکھنے کے لیے کوئی تو ہونا چاہیے۔

ہاں یہ تو میں بھول ہی گئی تھی چلو میں تو جاؤ اپنی تیاری کرنے رانیہ چہکتی ہوئی اپنے

کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

جبکہ لائبہ کو ابھی سے پریشانی نے آگھیرا۔ ایک ہفتے صارم کے ساتھ گھر میں اکیلے رہنا پڑے گا۔

صارم سے اس کی پریشانی چھپی نہیں رہ سکی۔ وہ ماتھے پے بل لیے آفس کے لیے نکل گیا۔

صارم آفس جا چکا تھا نسرین صفائی کا کام ختم کر کے واپس جا چکی تھی اور وہ اکیلی اتنے بڑے گھر میں بولائی بولائی پھر رہی تھی۔ کچھ دیر ٹی وی دیکھا مگر کچھ ہی دیر میں اس سے بھی بور ہو گئی۔

اس نے سوچا کیوں نہ کمرے کی صفائی ہی کر لوں۔ وہ کمرے میں آئی کچھ دیر سوچتی رہی کہ کہاں سے شروع کرے۔ پھر اس نے اللہ کا نام لیا اور شروع ہو گئی۔

بیڈ شیٹ اور تکیوں کے کور اتار کر لانڈری میں رکھے اور پردے اتارے۔ سارے فرنیچر کی ڈسٹنگ کی جھاڑو لگائی۔ اور نئے پردے لگائے۔ نئی بیڈ شیٹ ڈالی۔

اب الماری کی باری تھی کچھ دیر وہ سوچتی رہی۔ اس کی الماری چھٹڑے یا نہ پھر اس نے سوچا کہ ہی دیتی ہو کیا یاد کرے گا۔

جیسے ہی لائبہ نے الماری کھولی الماری کے کپڑے اس کے اوپر آن گرے۔ لائبہ چیخ مار کر پیچھے ہوئی۔ الماری کے تقریباً تمام کپڑے اس کے قدموں میں ڈھیر ہو چکے تھے اسے اپنی گھبراہٹ پر ہنسی آئی۔

تو بے کیسی بے ترتیب چیزیں رکھی ہیں آنٹی اور رانیہ کمرے کی صفائی نہیں کرتی کیا۔ اس نے حیرت سے سوچا اور ایک ایک کر کے تمام کپڑے تہہ لگا کر رکھے۔

وہ لاشعوری طور پر وہ تمام کام کر رہی تھی جو ایک بیوی کو کرنا چاہیں اگر یہ کام صارم اسے کہہ دیتا تو وہ منہ پھاڑ کر انکار کر دیتی۔ اس نے تمام چیزیں سلیقے سے سیٹ کر کے رکھیں جب وہ الماری میں کپڑے سیٹ کر رہی تھی تو ایک لفافے سے اس کا ہاتھ ٹکرا آیا اور وہ زمین پر آ گیا۔

اور اس میں موجود تصویریں زمین پر بکھر گئی۔ جنہیں دیکھ کر وہ حیران رہ گئیں وہ ساری تصویریں لائبہ کی اپنی تھی جب وہ عثمان شاہ کے آفس میں انٹرنشپ کے لئے گئی تھی اس وقت سے لے کر اس کی ٹرپ تک کی تمام تصویریں اس لفافے میں موجود تھی۔

لا سیریری میں اسائنمنٹ بناتے ہوئے، کلاس میں کتاب پڑھتے ہوئے، آفس میں کام کرتے ہوئے، سالگرہ کے موقع پر کیک کاٹتے ہوئے غرض ہر موقع کی تصویر اس

لفافے میں موجود تھی۔ سفید میکسی میں اس کی ایک تصویر کے پیچھے لکھا تھا پرنسز آف  
مائی ہارٹ۔۔۔

لائبہ وہ تمام تصویریں لیے صوفے پر آ بیٹھی۔ ان کے ساتھ ایک ڈائری بھی تھی لائبہ  
نے ڈائری کھولی۔ اس کے پہلے صفحے پر درج غزل نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول  
کروالی۔

عجیب خواہش ہے



شہر والوں سے چھپ چھپا کر

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کتاب لکھوں

تمہارے نام اپنی زندگی کا

انتساب لکھوں

وہ لمحے کتنے عجیب تھے

جب ہماری آنکھیں گلے ملی تھی

میں کس طرح اب محبتوں کی

شکستگی کے عذاب لکھوں

کبھی وہ دن تھے کہ نیند

آنکھوں کی سرحدوں کے پرے پرے تھی

مگر اب جب بھی سونا چاہوں

تمہاری یادوں کے خواب لکھوں

یہی بہت ہے کہ ان لبوں کو

صدا سے محروم کر کے رکھوں

مگر یہ کیسی مصالحت ہے

کہ سمندروں کو سراب لکھوں

لائبہ نے اس کے ذوق کو سراہا۔ اور اگلا صفحہ پلٹا۔ اور اس پر اپنا نام دیکھ کر چونک گئی۔

اس نے پڑھنا شروع کیا اور جیسے جیسے وہ پڑھتی جا رہی تھی حیران ہو رہی تھی کہ کوئی

کسی سے اتنی محبت کیسے کر سکتا ہے صارم شاہ نے جس دن اسے پہلی بار دیکھا تھا اس دن سے لے کر نار ان کے سفر تک اس میں سب کچھ لکھا تھا اور جو کچھ لکھا تھا اس کے لفظ لفظ میں لائے کے لئے صرف اور صرف محبت تھی ایسی محبت جس میں جنونیت تھی تو پھر وہ اس محبت کو چھپاتا کیوں ہے۔ اظہار کیوں نہیں کرتا۔

ڈائری مکمل ہو چکی تھی۔ صارم کے آنے کا وقت ہو چکا تھا اس نے ڈائری اور تصویریں واپس جگہ پر رکھیں۔

صارم شاہ میں بھی دیکھتی ہوں کب تک بھاگوں گے مجھ سے۔ تم سے اس محبت کا اظہار نہ کروایا تو میرا نام بھی لائے علی بلکہ لائے صارم شاہ نہیں۔

اپنی بات پر وہ خود ہی مسکرائی اور شام کیلئے کھانا بنانے چل دی۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ صارم شاہ سے نہیں لڑے گی بلکہ اپنی محبت سے اس کا دل اپنی طرف سے صاف کرنے کی کوشش کرے گی۔ جو وہ چاہے گا وہی کرے گی۔

وہ ایک نئے عزم کے ساتھ کچن کی طرف بڑھ گئی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اگر روٹھے کو بروقت نہ منایا جائے تو وہ اکیلے ہی جینا سیکھ جاتا ہے۔

صارم آفس سے آیا سوٹ کیس میز پر رکھا اور صوفے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ پاؤں جو توں سے آزاد کروانے لگا تو عین اپنے چہرے کے سامنے پانی کا گلاس دیکھ کر سامنے نظر ڈالی۔ لائے ہاتھ میں پانی کا گلاس لیے کھڑی تھی۔ گورے گورے ہاتھوں پر رچی لال لال مہندی گلاس کے آر پار نظر آرہی تھی۔

پانی پی لیں۔

لائے نے کہا۔

صارم شاہ نے اسے ایسی نظروں سے دیکھا جیسے پوچھ رہا ہو اس سارے ڈرامے کا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مقصد۔۔۔۔

مگر لائے پر کچھ اثر نہیں ہوا اس نے پانی ٹیبل پر رکھا پانی پی کر فریش ہو جائیں میں تب تک کھانا گادتی ہوں۔

وہ اپنی کہہ کر اس کی سننے بغیر کچن کی طرف بڑھ گئی

صارم شاہ حیران سا بیٹھا تھا۔

الہی یہ ماجرا کیا ہے۔۔۔۔

اس نے پانی پیا اور کمرے میں چلا گیا۔ جب وہ فریش ہو کر نیچے آیا تو لائبرے کھانا لگا چکی تھی۔ صارم کو اتادیکھ کر مسکراتے ہوئے اس کے لیے کرسی کھینچی۔ صارم نے عجیب سی نظروں سے اسے دیکھا۔ پھر کرسی کو ہلا کر چیک کیا کہ کہیں یہ اس کی کوئی سازش تو نہیں کہ کرسی پر بیٹھے اور کرسی ٹوٹ جائے یا گر پڑے یا ایسا ہی کچھ اور۔۔۔ مگر سب ٹھیک تھا۔

لائبرے مسکرا کر اسے کھانا سرو کر رہی تھی وہ حیران ہوتا ہوا کرسی پر بیٹھا۔

تمہاری طبیعت ٹھیک ہے۔۔۔؟

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صارم نے پوچھا۔

پلیٹ میں کھانا نکالتے لائبرے کے ہاتھ رکے۔

ہاں مجھے کیا ہوا ہے آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔۔۔۔۔

تمہاری حرکتیں کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی آج۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میری حرکتوں پر غور کرنا بند کر کے کھانا کھائیں باتیں بعد میں بھی ہو سکتی ہیں۔

امی کہتی ہیں کھانا کھاتے ہوئے باتیں کرنے سے کھانا ہضم نہیں ہوتا۔

لائبہ نے ایسے کہا جیسے روز ہی تو وہ اس کے ساتھ گپیں لڑاتا تھا۔

صارم نے کھانا کھایا اور کمرے میں آگیا۔ اس کے سر میں درد تھا چائے کی شدید طلب تھی مگر وہ لائبہ کو چائے کے لیے نہیں کہنا چاہتا تھا وہ بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر نیم دراز ہو گیا۔ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے اپنے سر کو دباتے ہوئے وہ آنکھیں بند کیے لیٹا تھا۔

میں دباؤں سر۔۔۔۔

لائبہ کی آواز پر وہ تقریباً اچھل ہی پڑا۔ لائبہ چائے کا کپ لیے کھڑی تھی صارم شاہ نے حیرت سے اسے دیکھا محبتوں کے یہ مظاہرے اسے ہضم نہیں ہو رہے تھے۔۔۔۔

آپ چائے پی لیں میں سر دبا دیتی ہوں۔

لائبہ نے چائے کا کپ اسے پکڑ آیا اور تیل کی بوتل اٹھالائی۔ ذرا سا تیل اپنے ہاتھوں کی پوروں پر لگایا اور سر کی مساج کرنے لگی۔ صارم کی آنکھیں خود بخود بند ہونے لگی لائبہ کی انگلیوں کا لمس اس پر خمار طاری کر رہا تھا جب وہ مالش ختم کر کے ٹشو سے ہاتھ صاف کر رہی تھی تو صارم شاہ کی آواز پر اس نے مڑ کر دیکھا۔۔۔۔

یہ سب تم ضرورت میں کر رہی ہو یا مجبوری میں۔۔۔۔۔؟ کیوں کہ محبت تو تم مجھ سے کرتی نہیں۔

لائبہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے جنہیں چھپانے کے لئے اس نے رخ پھیر لیا۔  
 نا مجبوری نہ ہمدردی اور نہ محبت یہ میرا فرض ہے اور تم مجھے اس سے روک نہیں  
 سکتے۔۔۔۔۔

اچھا کیا واقعی۔۔۔۔۔



صارم شاہ اس کے اعتماد پر مسکرایا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لائبہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

اور تکیہ لئے فرش پر آگئی۔

سنو۔۔۔ تم یہاں سو سکتی ہو بیڈ پر۔۔۔

صارم شاہ نے کہا۔

نہیں میں یہیں ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔



تو کیا خیال ہے پھر بیڈ پر سوئیں گی یا میں خود اٹھا کر لاؤں۔۔۔۔

لائبہ خاموشی سے اٹھ کر بیڈ پر آ لیٹی۔ مگر اس طرح کے لگتا تھا ذرا سی بھی ہلی تو بیڈ سے نیچے جا گرے گی۔

صارم شاہ مسکرایا۔۔۔۔

خدا کو لائبہ کی نیت پسند آئی تھی صارم شاہ اس کا شوہر تھا اس کا محرم۔۔۔۔ جسے وہ منانے کی کوشش کر رہی تھی اس کی نیت صاف تھی۔ تو پھر خدا بھلا کیسے مدد نہ کرتا

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صارم شاہ جس طرح آج میں اس بیڈ تک پہنچ گئی ہوں تمہارے دل تک بھی رسائی پا ہی لوں گی۔

لائبہ نے سوچا۔ بڑی خوبصورت مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر رقصاں تھی۔

سنو آج کھانے میں کچھ اچھا سا بنا لینا میرے ساتھ کچھ گیسٹ ہوں گے۔

صارم نے جاتے ہوئے لائے سے کہا۔

کون آرہا ہے۔۔۔۔۔؟

تمہیں معلوم تو ہے پاپا نے جانے سے پہلے ذکر کیا تھا کہ ایک نئی کمپنی کے ساتھ ہماری ڈیل ہو رہی ہے کافی بڑی کمپنی ہے اگر یہ کونٹریکٹ ہمیں مل گیا تو پاپا بہت خوش ہوں گے یہ پہلا کونٹریکٹ ہے جو میں اکیلا ہینڈل کر رہا ہوں دعا کرو سب ٹھیک سے ہو جائے۔

وہ روانی میں اسے بہت کچھ بتا گیا۔ اسے احساس تک نہیں ہوا کہ اتنی باتیں وہ لائے سے کہہ رہا ہے جس سے وہ بات تک کرنا گوارا نہیں کرتا تھا۔

لائے کو خوشگوار حیرت نے آگھیرا۔

آپ فکر مت کریں میں سارا انتظام کر لوں گی انشاء اللہ سب ٹھیک ہوگا۔

لائے کی بات پر وہ باہر کی طرف بڑھ گیا۔

بالآخر وہ پرانے صارم شاہ کو واپس لانے میں کامیاب ہو رہی تھی بے رخی اور بے گانگی

کا خول جو صارم شاہ نے اپنے ارد گرد چڑھار کھا تھا اس میں دراڑیں پڑنے لگی تھی۔

لائبہ نے خوشی خوشی سارا کام نپٹایا اور ٹی وی دیکھتے دیکھتے اسے نیند آگئی۔ جب آنکھ کھلی تو چار بج رہے تھے۔

ابھی شام ہونے میں بہت وقت ہے کھانا بعد میں بناؤں گی۔

اس نے سوچا اور لان میں آگئی۔ بادل برسنے کو تیار تھے اسے بارش بہت پسند تھی وہ دوپٹے گلے میں ڈالے دونوں بازوؤں کو پھیلائے گول گول گھومنے لگی۔

بارش آہستہ آہستہ تیز ہو رہی تھی اس کے ساتھ ہی ہوا میں تیزی آگئی۔ اس کا دوپٹہ ہو اسے اڑا اور بوگن ویلیا کی بیل سے جا لپٹا۔

لائبہ نے دوپٹہ اتارنے کی بہت کوشش کی مگر اس کا ہاتھ وہاں تک نہیں پہنچ رہا تھا۔ اچانک بجلی بہت زور سے چمکی لائبہ خوفزدہ ہو گئی اور دوپٹے کو وہیں چھوڑ کر مڑی اور اندر جانے لگی۔

مگر سامنے کھڑے صارم شاہ کو دیکھ کر اس کی جان ہی نکل گئی۔

وہ اسے شعلہ بار نظروں سے گھور رہا تھا جب کہ اس کے قریب کھڑے شخص کو دیکھ کر لائبہ کے اوسان خطا ہونے لگے۔ وہ آدمی لائبہ کو بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ جو بارش میں بھیگی کھڑی تھی دوپٹانہ ہونے کی وجہ سے اس کا حسن نمایاں ہو رہا تھا۔

آپ اندر تشریف لے جائیں۔

صارم نے ایسے لہجے میں کہا کہ وہ آدمی کھسیانا سا ہو کر اندر کی طرف بڑھ گیا۔

صارم غصے سے لائبہ کی طرف آیا۔

لائبہ کو اس کے غصے سے خوف آ رہا تھا وہ نظریں جھکائے شرمندہ شرمندہ سی کھڑی تھی۔

مس لائبہ علی اب تم صرف لائبہ نہیں رہی اب میرا نام بھی تمہارے ساتھ جڑ چکا ہے اگر اپنا نہیں تو کم از کم میری ریپوٹیشن کا ہی خیال کر لیتی۔

صارم شاہ نے ایسی نظروں سے اسے دیکھا کہ لائبہ کا جی چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

اب جاؤ یہاں سے اور رانی کے ہاتھ چائے بھجواؤ۔

کہہ کر وہ اندر کی طرف بڑھ گیا۔

لائبہ نے جلدی سے اندر جا کر کپڑے بدلے تو لیے سے بال خشک کئے۔ رانی چھٹی پر تھی اس لئے چائے بھی خود ہی بنائی۔ کباب فرائی کئے بسکٹ وغیرہ ٹی ٹرالی میں چائے کے ساتھ سیٹ کر کے رکھے۔

اب وہ کیا کرے اندر جانے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی لائبہ نے صارم کا نمبر ملا یا جو اس نے کاٹ دیا۔ چائے پہنچانی بھی ضروری تھی اس نے ٹرالی سیٹ کی اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ڈرائنگ روم کے دروازے تک آئی۔

اس نے پھر صارم کا نمبر ملا یا اور صارم شاہ نے پھر سے کال کاٹ دی۔ اسے صارم شاہ پر غصہ بھی آ رہا تھا۔

اب وہ کیا کرے۔ ابھی وہ یہی سوچ رہی تھی کہ اسی وقت رضوان یا وانہ کی نظر اس پر پڑی اور ان میں چمک در آئی۔

صارم نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا دروازے میں لائبہ کھڑی تھی۔ لائبہ نے اشارے سے اسے کہا کہ ٹرالی اندر لے جائے اور مڑ کر جانے لگی۔

ارے آپ بھی اندر آئے نہ وہاں کیوں کھڑی ہیں۔

اس آدمی نے کہا اس کا نام رضوان وانہ تھا۔

نہیں بہت شکریہ۔۔

لائبہ نے صارم کی طرف دیکھ کر ڈرتے ڈرتے کہا۔۔ صارم اسے کھا جانے والی نظروں

سے دیکھ رہا تھا۔

ارے آپ تو تکلف کر رہی ہیں آئیے نہ پلیز۔۔۔۔۔

خبیث آدمی پیچھے ہی پڑ گیا ہے۔۔۔

لائبہ نے سوچا اگر میں نے انکار کر دیا اور اسے برا لگا تو کہیں یہ ڈیل ہی کینسل نہ

کر دے۔ اسے صارم کی بات یاد آئی کہ یہ بہت بڑی ڈیل ہے اور اہم بھی یہی سوچ کر

وہ اندر آگئی۔

صارم شاہ کو یقین نہیں آیا کہ لائبہ اس کے منع کرنے کے باوجود اندر آگئی ہے۔

وہ خاموشی سے صوفے پر آ بیٹھی اور چائے کے لوازمات ٹرالی سے نکال کر میز پر رکھنے

لگی۔ جب وہ چائے کا کپ رضوان کے سامنے رکھنے لگی تو اس نے کب پکڑنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھا دیا مجبوراً لائے کو کپ اس کے ہاتھ میں دینا پڑا۔

اس نے کب تھامتے ہوئے جان بوجھ کر لائے کے ہاتھ کو چھوا۔ لائے گویا کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹی۔ اس نے فوراً اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ کپ اب بھی اس کے ہاتھ میں تھا۔

صارم شاہ کی نظریں اس پر جمی تھیں اس کا صبر جواب دے گیا۔ اس نے رضوان کی یہ بے ہودہ حرکت اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی۔

مسٹر وانیہ آپ سے بعد میں بات ہوگی اس وقت آپ جا سکتے ہیں۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صارم شاہ نے حتی المقدور اپنے لہجے کو نارمل رکھتے ہوئے کہا۔ مگر اس کے چہرے کے

تاثرات پتھر یلے تھے آواز میں سرد مہری نمایاں تھی۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ سامنے

کھڑے اس شخص کو اٹھا کر کہیں باہر پھینک دے مگر اپنے پاپا کی وجہ سے مجبور تھا۔

مسٹر شاہ کیا بات ہے ابھی تو ڈسکشن بھی نہیں ہوئی ہماری۔۔۔

اب آپ سے جو بھی بات ہوگی وہ آفس میں ہی ہوگی۔۔

صارم شاہ نے ایسے لہجے میں کہا گویا کہہ رہا ہو اب دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔

مسٹر شاہ آپ میری انسلٹ کر رہے ہیں۔۔۔۔

ابھی آپ نے انسلٹ دیکھی کہاں ہے اس سے پہلے کہ نمیں اپنا ضبط کھو بیٹھوں یہاں سے دفع ہو جاؤ۔۔۔۔

صارم شاہ تمام تراحتیا کو بالائے طاق رکھ کر دھاڑا۔

تم یہ اچھا نہیں کر رہے صارم شاہ۔ اس بے عزتی کی قیمت چکانی پڑے گی تمہیں۔ دیکھتا ہوں یہ کونٹریکٹ کیسے ملتا ہے تمہیں۔

وہ بکتا جھکتا باہر نکل گیا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کے جانے کے بعد صارم نے لائبرے کا رخ کیا۔۔۔۔۔

اور تمہیں کس بے وقوف نے کہا تھا اندر آنے کو۔ باہر جو تماشہ ہو چکا تھا اس سے دل نہیں بھرا تھا تمہارا جو یہاں بھی چلی آئی۔

مجھے نہیں پتا تھا کہ مجھے نیچا دکھانے کے لیے تو اس حد تک گر سکتی ہو۔

لائبرے جو بت بنی کھڑی تھی صارم کی دھاڑ سے کانپ اٹھی۔ اس نے اسے اتنے غصے میں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔



گو۔۔۔ گیٹ لاسٹ۔۔۔۔۔

صارم شاہ نے ہاتھ پکڑ کر اسے پرے دھکیلا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لائبہ کے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی پیالی اس کے قدموں میں گر کر چکنا چور ہو گئی۔

گرم گرم چائے نے اس کے پیروں کو جھلسا کر رکھ دیا۔ درد اور جلن سے اس کے منہ

سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ صارم بے اختیار اس کی طرف بڑھا۔

لائبہ نے ہاتھ سے اسے وہیں رک جانے کا اشارہ کیا۔ اس کے پاؤں سرخ ہو گئے تھے

اور ان پر بڑے بڑے چھالے نظر آ رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پاگل مت بنو دیکھنے دو مجھے۔۔۔

صارم شاہ نے اس کی مزاحمت کی پرواہ کئے بغیر اس کے قریب بیٹھ کر اس کے پیروں کو

جو توں سے آزاد کرنا چاہا۔

کچھ دیر پہلے کا غصہ بھاپ بن کر اڑ گیا تھا شدت تکلیف سے روتی ہوئی لائبہ کو دیکھ کر

اس کا جی چاہ رہا تھا خود کو کچھ کر بیٹھے۔ لائبہ نے اپنے پاؤں پیچھے کھینچ لیے۔ اور صارم شاہ

سے دور جا کھڑی ہوئی۔

ہاتھ مت لگاؤ مجھے میں بد کردار لڑکی ہوں نا۔ یہی سمجھتے ہونا تم مجھے تو پھر جلنے دو مجھے۔  
 ہونے دو مجھے تکلیف تاکہ جو دشمنی کی آگ تم میرے خلاف اپنے سینے میں لئے بیٹھے ہو  
 وہ کچھ تو سرد پڑے۔

بہت ظالم ہو تم صارم شاہ۔ کیا بگاڑا ہے میں نے تمہارا۔ کیا قصور ہے میرا۔۔۔۔۔  
 ایسا بھی کیا قصور کر دیا ہے میں نے جس کی سزا ختم ہونے میں ہی نہیں آرہی۔ سوائے  
 اس کے کہ میں نے تم سے محبت کی ہے اور میری اس محبت نے مجھے کہیں کا نہیں  
 چھوڑا۔ مجھے میری ہی نظروں سے گرا دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ زار و قطار رو رہی تھی سسک رہی تھی کئی دنوں کے رکے ہوئے آنسوؤں کو بہانہ مل  
 گیا تھا برسنے کا۔ وہ پاؤں کی جلن کی وجہ سے نہیں رو رہی تھی یہ اس کا دل تھا جو زخم زخم  
 تھا اس کی روح تھی جسے صارم شاہ کے طنز کے نشتروں نے تاتار کر کے رکھ دیا تھا۔

پیروں پر پڑے چھالے تو دیکھنے والوں کو نظر جاتے ہیں مگر جو تکلیف اس کے اندر تھی  
 اس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا تھا

صارم شاہ تڑپ اٹھا۔

سوری لائے میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا تم میری بات سنو۔۔۔۔۔

لائے سے اس کا اختلاف اپنی جگہ مگر لائے کو کاٹنا بھی چھبے وہ برداشت نہیں کر سکتا

تھا۔۔۔۔۔

کیوں سنوں میں تمہاری بات۔ کیا تم نے میری بات سنی۔ تم نے تو مجھے صفائی کا ایک

موقع تک نہیں دیا اور ساری عمر کی سزا میرے نام لکھ دی۔

نہیں سننی مجھے تمہاری کوئی بات اور کیا کہو گے تم کوئی طنز کوئی طعنہ کچھ رہ گیا ہے جو تم

نے مجھے دینا ہو۔ میں نے تم سے محبت کی تھی صارم شاہ اور ساری دنیا سے بڑھ کر کی

تھی لیکن مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ میں ایک پتھر سے دل لگا رہی ہوں۔

مجھے تمہارے ساتھ نہیں رہنا صارم شاہ بس بہت ہو گیا۔ آزاد کر دو اس اذیت سے مجھے

بھی اور خود کو بھی۔ جب اتنی ہی نفرت ہے مجھ سے تو چھوڑ کیوں نہیں دیتے مجھے طلاق

دو مجھے اور جان چھڑاؤ اپنی۔ یا زہر دے دو مجھے ایسی زندگی سے تو موت ہی بہتر ہے

۔۔۔۔۔

اس کی بات درمیان میں ہی رہ گئی۔



کے گھٹنوں میں سر دیئے وہ نیچے بیٹھی زار و قطار رو رہی تھی اور اس کی سسکیاں باہر

کھڑے صارم شاہ کے لیے برداشت کرنا آسان نہ تھا۔ لائے دروازہ کھولو۔۔۔

چلے جاؤ یہاں سے مجھے اکیلا چھوڑ دو اگر تم نے اندر آنے کی کوشش کی تو میں خود کو کچھ

کر بیٹھوں گی۔ میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔

صارم شاہ بے بس سا باہر کھڑا تھا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ لائے کو

اس حالت میں وہ نہیں چھوڑ سکتا تھا اور وہ اس کی کوئی بات سننے کو تیار نہیں تھی۔ اسے

خود پر غصہ آ رہا تھا کہ کیوں اس نے لائے پر ہاتھ اٹھایا۔

اس کے سامنے کوئی اس کی بیوی کے ساتھ بد تمیزی کرے وہ کیسے برداشت کر سکتا تھا

اس نے غصے میں دروازے پر مکارا۔ بارش اب تقریباً بند ہو چکی تھی اور اندھیرا گہرا ہو

رہا تھا۔

اسی وقت فون کی گھنٹی بجی صارم نے فون نکال کر دیکھا شامین کا نمبر تھا۔ اس نے فون

کان سے لگایا۔

ہیلو صارم کیسے ہو تم اور شامین کیسی ہے۔ میں اس وقت کاجی میں ہوں کیا تم لوگ مل

سکتے ہو۔۔۔۔

وہ ٹھیک نہیں ہے شامین مجھ جیسے شخص کے ساتھ رہ کر کوئی کیسے ٹھیک رہ سکتا

ہے۔۔۔۔

کیا ہوا ہے اسے۔ کیا کیا ہے اس کے ساتھ بولو صارم شاہ کیا کیا تم نے اس کے ساتھ

۔۔۔۔۔

شاہ مین نے فکر مندی سے پوچھا۔

تم میرے گھر آسکتی ہو اس وقت۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں آرہی ہوں۔۔۔۔

ٹھیک ہے میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر میں شاہ مین وہاں پہنچ گی۔

لائبہ کہاں ہے۔۔۔۔؟

اس نے بغیر سلام دعا کے سیدھے لائے کے بارے میں پوچھا۔

صارم شاہ نے کمرے کی طرف اشارہ کیا۔

تم نے اسے کمرے میں بند کر رکھا ہے۔۔۔

شاہ مین نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

نہیں اس نے خود کو کمرے میں بند کر لیا ہے۔ صارم شاہ نے کہا۔

ضرور تم نے ہی اسے کچھ کہا ہو گا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شامی نے کہا۔

اور لائے کو آواز دی اور دروازہ بھی ناک کیا۔ مگر اندر سے کسی قسم کے رد عمل کا اظہار

نہیں ہوا۔ اندر خاموشی چھائی تھی۔

تم نے اس کے ساتھ کیا کیا ہے صارم شاہ۔۔۔ اگر اسے کچھ ہو گیا تو میں تمہیں کبھی

معاف نہیں کروں گی۔۔۔۔

خدا کے لیے ایسا مت کہو شاہ مین۔۔۔ اسے کچھ نہیں ہو سکتا میں اسے کچھ نہیں ہونے

دوں گا۔

صارم شاہ نے تڑپ کر کہا۔

اس نے لائبرے کو آواز دی دروازہ بجایا پھر بھی اس کی آواز نہ آئی تو اس نے دروازے کی چابی منگوائی اور دروازہ کھولا۔

لائبرے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی تھی اس کے جوتے اس کے قریب پڑے تھے پاؤں چھالوں سے بھرے تھے اور ان سے خون رس رہا تھا۔

اسے دیکھ کر شامین کی چیخ نکل گئی وہ بھاگ کر لائبرے کے پاس آئی لائبرے کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لے کر اوپر اٹھایا مگر وہ بے ہوش تھی اور اس کا جسم بخار میں جل رہا تھا۔

شامین نے ملامتی نظروں سے صارم کی طرف دیکھا۔

صارم نے سختی سے آنکھیں بند کر لیں۔

شامین کے آنے سے پہلے وہ ڈاکٹر کو فون کر چکا تھا ڈاکٹر آیا اس نے مرہم پٹی کی اور لائبرے کو انجکشن دیا۔ اور دو این لکھ کر صارم کے حوالے کی۔

یہ ہے تمہاری محبت صارم شاہ۔ کیا حال کر دیا تم نے لائبرے کا۔۔ تم مارتے رہے ہو

اسے۔۔۔۔

ڈاکٹر کے جانے کے بعد شاہ مین نے لائبرے کا چہرہ دیکھ کر کہا۔

کیا کر دیا تھا ایسا آخر کہ تم نے اس پر ہاتھ اٹھایا۔ وہ لائبرے کے چہرے پر نشان دیکھ چکی تھی۔

طلاق مانگ رہی تھی مجھ سے۔۔۔۔

تو دے دے دو طلاق۔۔۔۔

شاہ مین نے ایسے کہا جیسے کوئی بچہ کسی کھلونے کی فرمائش کر رہا ہو اور وہ کہہ رہی ہو کوئی بات نہیں دے دو کھیلنے کے لئے۔۔۔۔۔

تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔۔۔

صارم شاہ نے غصے سے کہا۔ وہ میری محبت ہے شاہ مین میں اسے خود سے دور کرنے کے

بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا اور تم نے کتنی آسانی سے کہہ دیا کہ مجھے طلاق دے

۔۔۔۔۔

صارم نے دکھ سے کہا۔

آسانی سے۔۔۔۔۔

تمہیں لگتا ہے طلاق مانگنا آسان ہے کسی عورت کے لئے۔۔۔ وہ بھی اس مرد سے جسے وہ جان و دل سے چاہتی ہو۔ جس کے ساتھ کی خواہش ہو جسے وہ نمازوں میں خدا سے مانگے۔ اس سے وہ کیوں طلاق چاہے گی۔۔۔۔۔

صارم شاہ مسکرایا اس مسکراہٹ میں طنز تھا۔۔۔۔۔

تم بہت بڑی غلط فہمی کا شکار ہو۔ اگر ایسا ہے تو اپنی غلط فہمی دور کر لو۔ وہ کسی سے محبت نہیں کرتی۔ کم از کم مجھ سے تو ہرگز نہیں۔۔۔۔۔

بس صارم شاہ میں اس کے خلاف ایک لفظ نہیں سنوں گی۔ جب تمہیں سچائی کا پتا نہیں ہے تو براہ مہربانی خاموش رہو۔

میں سمجھتی تھی اس بے وقوف لڑکی نے تمہیں سب کچھ بتا دیا ہو گا مگر مجھے لگتا ہے اس نے تمہیں کچھ نہیں بتایا۔ مگر آج میں تمہاری آنکھوں پر بندھی یہ غلط فہمی کی پٹی ضرور اتاروں گی جس میں مبتلا ہو کر تم نے لائے کو اس حال تک پہنچا دیا ہے۔۔۔۔۔

کیسی غلط فہمی۔۔۔۔۔؟

تمہیں یاد تو ہو گا جب ہم لوگ ٹرپ سے واپس آئے تھے تو تم لوگوں کا کیس یونیورسٹی بورڈ کے سامنے رکھا گیا تھا فیصلے کے لیے۔

ہاں مجھے یاد ہے۔ پر اس کا اس بات سے کیا تعلق۔۔۔۔۔؟

تعلق ہئے۔

اسی کا تو تعلق ہے صارم۔ اسی کا تو اصل میں تعلق ہے۔۔

تمہیں کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ آخر اس بورڈ نے تمہیں کسی قسم کی کوئی سزا کیوں نہیں دی۔ جب کہ تم پر الزام تھا کہ تم نے لائبریری کو اغوا کرنے کی کوشش کی تھی۔۔

کیوں کہ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا تھا تو سزا کیوں ملتی۔۔۔

یہ تو تم کہہ رہے ہو صارم شاہ۔ یہ بات ہم جانتے تھے تم پر یہ الزام لائبریری کے والد کی

طرف سے لگا تھا اور وہ بورڈ آف ڈائریکٹرز کے ہیڈ بھی ہیں۔ اگر وہ تمہارے خلاف

فیصلہ سنا دیتے تو کون تھا جو انہیں مجبور کر سکتا تھا ان کا فیصلہ بدلنے کے لئے۔۔۔۔۔

مگر ایسا کچھ ہوا تو نہیں نا۔۔۔۔۔

تو سوچو نا۔۔۔ کہ ایسا کیوں نہیں ہوا۔۔۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔۔؟

مطلب یہ صارم شاہ بورڈ کا فیصلہ تمہارے خلاف تھا تمہیں ٹرمینٹ کیا جا رہا تھا۔  
تمہیں تو پیپرزمیں بیٹھنے کی اجازت بھی نہیں دی گئی تھی اور جو تمہاری بدنامی ہوتی وہ

الگ۔۔۔۔

شکر کرو لائے کا۔ احسان مانو اس لڑکی کا جس نے اپنی محبت گروی رکھ کر تمہارے  
کیریئر کو بچانے اپنی نیک نامی داؤ پر لگا دی۔

تم سے تعلق ختم کرنے اور دانیال ملک سے شادی کرنے کی شرط پر اس نے تمہیں  
یونیورسٹی سے ٹرمینٹ ہونے سے بچا لیا۔ تمہاری نیک نامی کو بچانے کے لیے اس نے  
تمہاری نظروں میں خود کو گرا لیا۔ اس لیے کہ تم نظر اٹھا کر چل سکو۔ اور تم آج  
کھڑے اس کے خلاف فتوے دے رہے ہو۔۔۔۔۔۔

شامی نے پوری بات صارم کے سامنے بیان کر دی۔

شامین کی بات پر وہ چکرا کر رہ گیا۔ یہ شاہ مین کیا کہہ رہی تھی وہ کیا کر گیا تھا بے خبری  
میں لائے کے ساتھ۔ کتنی تکلیف دی تھی اس نے اپنے رویے سے لائے کو اور لائے نے

پھر بھی اف تک نہیں کہا۔ بلکہ اپنی محبت اور اطاعت سے اس کا دل جیتنے کی کوشش کرتی رہی۔ کسی کے سامنے ایک لفظ تک اس کے خلاف اپنی زبان سے نہ نکالا۔

شاہ مین تم تو مجھے بتا سکتی تھی یہ سب کم از کم اس طرح تو نہ ہوتا۔ سچ کہہ رہی تھی وہ میں بہت برا ہوں بہت ہی ظالم۔

اب پچھتانے سے کوئی فائدہ نہیں صارم شاہ عقل مندی اسی میں ہے کہ اپنی غلطیوں کو سدھار و محبت خوش قسمت لوگوں کو ملتی ہے صارم اور جو محبت کو پا کر گنوا دیں ان سے بڑا بد نصیب اور کوئی اس دنیا میں نہیں ہوتا۔

میرا کام تمہیں سچائی سے آگاہ کرنا تھا اب اس بات کا فیصلہ تمہیں کرنا ہے کہ تم کن لوگوں میں شامل ہوتے ہو بد نصیبوں میں یا خوش نصیبوں میں۔۔۔۔

میں چلتی ہوں لائے کا خیال رکھنا پھر آؤں گی۔۔۔۔

شامین کے جانے کے بعد وہ بیڈ پر لائے کے قریب ہی بیٹھ گیا۔

لائے کے نازک گال پر اس کے تھپڑ کا نشان ابھی تک موجود تھا آنکھیں رور و کر سو جھی ہوئی تھیں۔ بکھرے بال، چہرے پر آنسوؤں کے نشان۔۔۔۔

صارم شاہ کا دل چاہ رہا تھا خود کو شوٹ کر لے کتا بے وقوف تھا وہ ایک بار بھی سچ جاننے کی کوشش نہیں کی کہ اچانک لائے اس سے دور کیوں ہو گئی۔

جس دولت کی وہ بات کر رہی تھی کیا لائے کے باپ کے پاس اس کی کمی تھی کیوں نہیں سمجھ پایا کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے۔

کیا یہ تھی تمہاری محبت۔۔۔۔؟

نہیں صارم شاہ۔۔۔ محبت تو تم نے کی ہی نہیں محبت تو اس نازک سی لڑکی نے کی ہے اور جھیلی ہے تم نے تو محض دعویٰ کیا ہے۔۔۔۔

مجھے معصوم سی لڑکی پہ ترس آتا ہے

اسے دیکھو تو محبت میں مگن کیسی ہے

صارم شاہ نے ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے سے بال ہٹائے۔۔۔

اس کا گال کو جہاں پر صارم شاہ کی انگلیوں کے نشان نقش تھے اس نے اپنی انگلی کی پور سے سہلایا گویا تکلیف کم کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔

لائے نے آنکھیں کھولی۔ انجکشن نے اثر دکھایا تھا اور بخار کم ہو گیا تھا۔ لائے فوراً اٹھ

بیٹھی۔ لائبہ نے خود کو بستر پر پایا تو اسے یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ صارم شاہ نے ہی اسے بستر پر لٹایا ہے اس کے پیروں پر پٹی ہو چکی تھی یقیناً اسی کی مہربانی تھی۔ وہ اٹھنے لگی اسی وقت صارم شاہ ایک گلاس پانی اور کچھ ٹیبلٹس لے کر آیا۔

یہ لو یہ ٹیبلٹس کھا لو درد کم ہو جائے گا۔۔۔۔

لائبہ نے ہاتھ نہیں بڑھایا وہ حیرت سے صارم شاہ کے بدلتے ہوئے روپ کو دیکھ رہی تھی صارم شاہ نے اپنے ہاتھ سے اسے گولی کھلائی اور تھوڑا سا پانی پلایا۔ لائبہ نے مزاحمت نہیں کی۔

اسے میں ہمدردی سمجھوں یا شرمندگی۔۔۔۔۔؟ کیونکہ محبت تو تم مجھ سے کرتے نہیں۔

لائبہ نے کل کی کہی اس کی بات دہرائی۔

نہ ہمدردی نہ شرمندگی اور تم نے سچ کہا کہ میں تم سے محبت نہیں کرتا صارم شاہ کی بات پر لائبہ کے چہرے کا رنگ بدلا۔ اس نے اپنے دل کو سرزنش کی جو ابھی بھی اس آدمی سے امید لگائے بیٹھا تھا۔۔۔

ہاں لائے علی میں نے تم سے محبت نہیں کی میں نے تم سے عشق کیا ہے عشق۔۔۔۔۔  
 ہاں لائے آج میں اقرار کرتا ہوں کہ مجھے تم سے محبت ہے بے تحاشا محبت تم سے دور  
 جانے کا سوچتا ہوں تو سانس رکنے لگتی ہیں جب تم نے طلاق کی بات کی تو میں برداشت  
 نہیں کر پایا۔ لائے مجھے معاف کر دو میں بہت شرمندہ ہوں تم سے۔۔۔۔۔  
 صارم شاہ نے کہا۔

مجھے شاہ مین نے سب کچھ بتا دیا ہے تم تو شاید کبھی نہ بتاتی۔ خود کو بھی اذیت میں رکھتی  
 اور مجھے بھی۔۔۔۔۔  
 اوہ تو تمہیں شاہ مین نے بتایا ہے اس لئے تم مجھ سے معافی مانگ رہے ہو۔۔۔۔۔

ظاہر ہے مجھے خود سے کیسے پتہ چل سکتا ہے۔۔۔۔۔؟

تم مجھ سے محبت کرتے ہو نہ صارم۔ پھر تمہیں میرے کردار کی گواہی کسی تیسرے  
 سے لینے کی ضرورت کیسے پیش آئی۔ کیا تمہارے دل نے گواہی نہیں دی کے لائے ایسی  
 نہیں۔۔۔۔۔

پلیز لائے میں پہلے ہی بہت شرمندہ ہوں مجھے مزید شرمندہ مت کرو تم نے بھی تو مجھ پر



صارم اسے دیکھنے لگا۔

تمہیں پتہ ہے لائِبہ تم ہنستی ہوئی کتنی خوبصورت لگتی ہو۔ اسی ہنسی کو دیکھنے کے لیے تو میں کلاس کلون بن گیا تھا ایسے ہی ہنستی رہا کرو۔۔۔۔

جو حکم آپ کا۔۔۔

لائِبہ کا دل تو نہیں چاہ رہا تھا اتنی جلدی اس کی بات ماننے کا مگر کسی نے کیا خوب کہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔



NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عشق میں مرضیاں نہیں چلتی

جس طرح یار کہے بسم اللہ

وہ سب کچھ بھلا کر سر ہلا گئی۔

صارم شاہ ایک بات کہوں۔۔۔

بولو۔۔۔

میرا یقین کرو صبح جو کچھ بھی ہو اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔ میں نے وہ سب جان

بوجھ کر نہیں کیا۔۔۔۔۔

مجھے معلوم ہے مجھے تم پر پورا بھروسہ ہے تم پر بھی اور تمہارے کردار پر بھی۔۔۔۔۔  
 کیا تم سب کچھ بھول کر مجھے ایک موقع نہیں دے سکتی۔ ہے غلط فہمیوں نے ہمیں ایک  
 دوسرے سے دور کر دیا تھا آؤ ہم سب کچھ بھول کر ایک نئی زندگی کا آغاز کریں جس  
 میں میں ہوں تم ہو اور صرف خوشیاں ہوں۔

کسی دکھ کا کہیں نام و نشان تک نہ ہو۔ کیا زندگی کے اس سفر میں تم میرا ساتھ دو گی۔  
 صادم نے اس کے سامنے ہاتھ پھیلا یا لائے نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ  
 میں دے دیا۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چلیں بیگم صاحبہ۔۔۔۔۔

کہاں۔۔۔۔۔؟

اپنے کمرے میں۔ کیا شاہ مین کے کمرے پر قبضہ جمانا ہے۔

آؤ نہوں میں تو نہیں جا رہی۔۔۔

کیوں؟

پاؤں میں چھالے پڑے نظر نہیں آرہے۔۔۔

اٹھا کر لے جاؤں۔۔۔۔

لے جاؤں۔۔۔۔

لائبہ کے کہنے پر صارم نے سچ مچ اسے باہوں میں اٹھا لیا۔۔

صارم شاہ نے اسے وارفتہ نگاہوں سے دیکھا۔ لائبہ نے نظریں جھکا لیں۔۔

نیچے اتارو میں خود چلی جاؤں گی۔

لائبہ نے اس کی نظروں سے گھبرا کر کہا۔

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Ghazals|Urdu  
بس ابھی سے گھبرا گئی۔۔۔۔

صارم پلیز۔۔۔۔

ایک شرط پر۔۔

کیا۔۔

تم میرے ساتھ ہونے والی بے انصافیوں کی تلافی کرو گی۔۔

میں نے کونسی بے انصافی کی ہے تمہارے ساتھ۔۔۔۔؟

لائبہ نے حیران ہو کر پوچھا۔۔

تمہاری وجہ سے میری شب زفاف خراب ہوئی تھی نہ تو تمہیں میرے لئے دوبارہ  
دلہن بننا پڑے گا۔ یہی تمہاری سزا ہے۔۔۔

اچھا اور جو تمہاری وجہ سے میرے سارے ارمان ادھورے رہ گئے اس کا کیا۔۔۔۔؟

ہاں تو میں تمہارے لئے دوبارہ دلہا بن جاتا ہوں نہ حساب برابر۔۔۔۔۔

لائبہ اس کی شرارت پر مسکرائی

بولو منظور ہے تو نیچے اتار سکتا ہوں ورنہ تمہاری مرضی۔۔۔۔

وہ شرارت سے مسکراتے کہہ رہا تھا

صارم پاپا آگئے۔۔۔۔

اچانک لائبہ نے دروازے کی طرف دیکھ کر کہا۔۔۔۔

صارم نے اسے فوراً نیچے اتارا

لائبہ فوراً ہنستے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔

اس کی شرارت سمجھ کر صارم اس کے پیچھے لپکا مگر لائبہ باہر بھاگ گئی۔۔۔۔  
 سارے گھر میں ان کے قہقہے گونجنے لگے انہیں دیکھ کر لچاند بھی چپکے سے مسکرا دیا  
 کیونکہ وہی تو گواہ تھا اس بات کا کہ محبت کو کبھی زوال نہیں آتا۔۔۔۔۔

ہزاروں دکھ پڑیں سہنا

محبت مر نہیں سکتی

ہے تم سے بس یہی کہنا

محبت مر نہیں سکتی

اگر ہم حسرتوں کی قبر میں

دفن بھی ہو جائیں

تو یہ کتبوں پہ لکھ دینا

محبت مر نہیں سکتی



♥ ختم شدہ ♥

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی

ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ

کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے

ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات

کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین